ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مئی 2026ء جلد نمبر 27 شمارہ نمبر 5

اور حج اور عمرہ کو اللہ (کی رضا) کے لئے پورا کرو

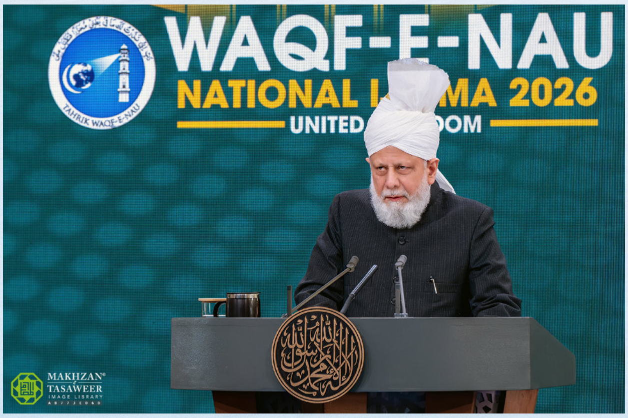

واقفین و واقفاتِ نو کے لیے زرّیں نصائح

(امامِ وقت کی آواز)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25 اپریل 2026ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ، یوکے) میں واقفاتِ نَو کے سالانہ اجتماع سے خطاب میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ میں سے بہت سی واقفاتِ نَو اپنی عمر کی دوسری تیسری دہائی میں قدم رکھ چکی ہیں اور واقفینِ نَو کی ایک نئی نسل کی مائیں بھی بن چکی ہیں۔ اپنی نسلوں کی تربیت کے لیے سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ آپ کا خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط ہو۔ آپ نمازوں کی پابند ہوں۔ آپ کو دعا کی عادت ہو، قرآن کریم سے ذاتی لگاؤ ہو۔ اگر آپ کا عملی نمونہ ایسا ہوگا تو یقیناً آپ کی اولادوں پر اس کا نیک اثر پڑے گا۔

آپ میں سے بہت سی ایسی خواتین ہیں جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور پیشہ ورانہ خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ یقیناً یہ بہت خوش آئند بات ہے۔ لیکن آپ کو یہ غور کرنا چاہیے کہ کہیں آپ کی تمام کوششیں صرف دنیا حاصل کرنے کے لیے تو نہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کی وجہ سے دین سے دُور ہو رہی ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں حقیقی اطمینان اور سکونِ قلب خدا کی ذات سے وابستگی سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نیکیوں میں بڑھائے اور اسلامی تعلیمات کا حقیقی نمونہ آپ سے ظاہر ہو اور دنیا آپ کو دیکھ کر روشنی حاصل کرے۔

اگلے روز مؤرخہ 26 اپریل 2026ء کو واقفین نَو سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

موجودہ زمانے میں ٹیکنالوجی کی ترقی سے جہاں انسانیت کو فائدہ ہو رہا ہے وہیں ان ذرائع سے انسان گناہوں کی طرف بھی راغب ہو رہے ہیں۔ ان برائیوں سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم یہ کوشش کریں گے تو خدا سے اجر کے مستحق ہوں گے کیونکہ خدا نے قرآن کریم میں بڑا واضح فرمایا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ یعنی مومن کامیاب ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اوامر و نواہی کی بڑی واضح نشاندہی فرمائی ہے۔ اگر انسان اپنی زندگی میں ان باتوں پر عمل درآمد کرے تو وہ لوگوں کے درمیان ممتاز طور پر دکھائی دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان اسلام کو سمجھ کر ہی صحیح طور پر سائنس اور منطق کو سمجھ سکتا ہے۔ یہ آپ سب واقفین کے لیے چیلنج ہے کہ آج جب دہریت کے دلدادہ اس فکر میں ہیں کہ خدا کی وحدانیت اور اس کی ہستی کو گہنا سکیں تو آپ نے اس کے برعکس سائنس کو ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کے لیے ایک دلیل بنا دینا ہے۔

اس دَور میں جہاں لوگ بے صبری اور پریشانی کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں، بطور واقفِ زندگی آپ کا فرض ہے کہ آپ معمولی معمولی باتوں پر شکوہ شکایت کرنے والے نہ ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں یہ طریق سکھایا ہے کہ قرآن کریم سے روشنی حاصل کریں۔ جو شخص قرآن کریم کو پیشِ نظر رکھتا ہے وہ کبھی مایوس اور ناامید نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ آپ اپنے وقف کے عہد کو نبھانے والے ہوں۔ خدا کے فضلوں کو پانے والے ہوں۔ آپ کے ذریعے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے اور آپ ان تمام باتوں پر عمل کرنے والے ہوں جو مَیں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ (ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

حج، ایک عاشقانہ عبادت

یوں تو ہر عبادت ہی عاشقانہ ہوتی ہے کہ اپنے محبوب و مطلوب کے ساتھ عشق و محبّت کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ لیکن حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں عبادت کرنے والے کا نہ صرف قلب وُروح عالمِ وارفتگی میں ہوتے ہیں بلکہ اس کا حلیہ بھی ایک عاشق زار کا منظر پیش کر رہا ہوتا ہے۔ سر اور داڑھی کے بالوں کے ساتھ ناخن بھی بڑھے ہوئے ہوتے ہیں اور جسم کو محض اَن سلے کپڑوں سے ڈھانپ کر مستانہ وار اللہ کے گھر کا طواف کیے جا رہا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اسی حالت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسلام نے ... محبّت کی حالت کے اظہار کے لیے حج رکھا ہے۔ خوف کے جس قدر ارکان ہیں وہ نماز کے ارکان سے بخوبی واضح ہیں کہ کس قدر تذلّل اور اقرارِ عبودیت اس میں موجود ہے اور حج میں محبّت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ شدّتِ محبّت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا... غرض یہ نمونہ جو انتہائے محبّت کے لباس میں ہوتا ہے وہ حج میں موجود ہے۔ سر منڈایا جاتا ہے، دوڑتے ہیں۔ محبّت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے جو خدا کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے۔ پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔ اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی ہے''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 225، ایڈیشن 1988ء)

حج کی اس ظاہری کیفیت کے علاوہ اس کی ایک باطنی حالت بھی ہے جس میں انسان اپنے نفس اور خواہشات کو پسِ پشت ڈال کر خود کو اپنے ربّ کے سپرد کر دیتا ہے۔ احرام کی سادگی دراصل اس بات کی علامت ہے کہ بندہ اپنی تمام تر ظاہری زینت ترک کر کے اپنے خالق کے حضور ایک عاشق کی طرح حاضر ہو رہا ہے۔ اس موقع پر نہ کوئی امتیاز باقی رہتا ہے، نہ کوئی تفاخر۔ سب ایک ہی لباس میں، ایک ہی صدا بلند کرتے ہوئے اپنے محبوبِ حقیقی کی طرف لپک رہے ہوتے ہیں۔

پھر خدا کی محبّت میں دیوانہ و مستانہ وار خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں جس کا ہر چکر خدا تعالیٰ سے محبّت کا اظہار ہے۔ عرفات کے میدان میں جہاں لاکھوں انسان ایک ساتھ کھڑے ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور اپنے ربّ سے اس کا قُرب طلب کرتے ہیں۔ اسی طرح قربانی کا عمل حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی بے مثال اطاعت اور خدا کے حضور اپنا سب کچھ پیش کرنے کی یاد دلاتا ہے۔ یہ قربانی ہمیں سکھاتی ہے کہ حقیقی محبّت کا تقاضا یہی ہے کہ انسان اپنی سب سے عزیز چیز بھی اپنے محبوب کے لیے قربان کرنے کو تیار ہو جائے۔

یوں حج ایک ایسی عاشقانہ عبادت ہے جس کا ہر رکن محبّت، وفا، قربانی اور فنا فی اللہ ہونے کا درس دیتا ہے۔ پس اگر حج کو اس کی رُوح کے ساتھ ادا کیا جائے تو یہ واقعی ایک ایسی عاشقانہ عبادت بن جاتی ہے جو بندے کو اپنے محبوبِ حقیقی کے قریب کر دیتی ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

ذوالقعدہ/ذوالحجہ 1447 ہجری قمری | مئی 2026ء | جلد نمبر 27 | شمارہ نمبر 5 | ہجرت 1405 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ
06	منظوم کلام: ترے کُوچے میں کن راہوں سے آؤں
07	خطبہ عید: عشقِ الٰہی میں قربانیوں کی لازوال داستان
12	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حج بدل
13	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج
17	سب سخن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے
21	خلافت سے کامل وفا اور اس کی مکمل اطاعت
25	برکات خلافت
29	صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلگداز نمازیں
32	ایرفورٹ
33	جماعت احمدیہ ایرفورٹ
37	مسجد محمود ایرفورٹ کی تعمیر
40	ایرفورٹ میں جماعت کے ابتدائی حالات
41	افتتاحی تقریب مسجد محمود ایرفورٹ
43	مسجد محمود ایرفورٹ میں استقبالیہ تقریب
45	جماعت احمدیہ ایرفورٹ، ذرائع ابلاغ کی نظر میں
47	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

Gestern reichte die Ahmadiyya-Gemeinde den Bauantrag ein

Abdullah Uwe Wagishauser (li.), Bundeschef der Ahmadiyya-Gemeinde, besuchte gestern den Bauplatz der Moschee in Marbach

Moschee-Neubau Erfurt-Marbach

Die Moschee erhält ein acht Meter hohes Zierminarett und eine Kuppel

www.ahmadiyya-erfurt.de

Das wird Thüringens 1. Moschee!

Von CHRISTIAN VOIGT

Erfurt – **Zwei große Gebetsräume, ein acht Meter hohes Zierminarett, eine drei Meter hohe Kuppel. Die muslimische Ahmadiyya-Gemeinde hat den Bauantrag für Thüringens erste Moschee eingereicht!**

Das Bauvorhaben in Marbach hatte zuletzt immer wieder für Aufruhr gesorgt. So wurden von den Moschee-Gegnern Holzkreuze am Bauplatz aufgestellt. Ahmadiyya-Sprecher Suleman Malik: „Die Kommentare an uns sind zum Teil volksverhetzend." Die Ge-

erdig gebaut, erhält zwei 60 Quadratmeter große

terschlupf für Terroristen und Hassprediger.

weil weiter in die sive, sucht den

قال اللہ جلّ جلالہٗ

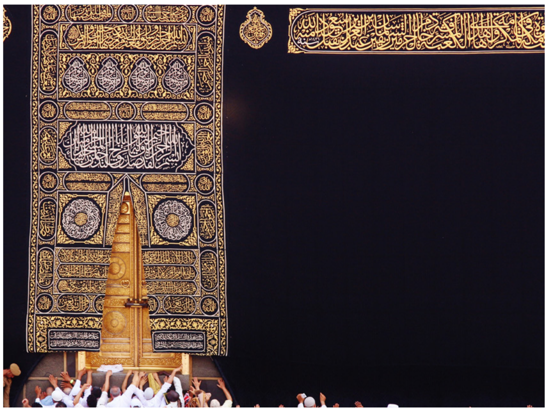

وَ اَتِمُّوا الۡحَجَّ وَ الۡعُمۡرَۃَ لِلّٰہِ

(البقرۃ 197)

اور حج اور عمرہ کو اللہ (کی رضا) کے لئے پورا کرو۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَرَي الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ، أَفَلاَ نُجَاهِدُ قَالَ لَا، لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ

(صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر)

حضرت عائشہ امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم جانتے ہیں کہ جہاد سب نیک عملوں سے بڑھ کر ہے تو ہم جہاد کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، عمدہ جہاد حج مبرور ہے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اصل بات یہ ہے کہ سالک کا آخری مرحلہ یہ ہے کہ وہ انقطاعِ نفس کر کے تعشق باللہ اور محبّت الٰہی میں غرق ہو جاوے۔ عاشق اور محبّ جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور اپنا دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری نشان ہے جیسا کہ ایک بیت اللہ نیچے زمین پر ہے ایسا ہی ایک آسمان پر بھی ہے۔ جب تک آدمی اُس کا طواف نہ کرے اس کا طواف بھی نہیں ہوتا۔ اس کا طواف کرنے والا تو تمام کپڑے اتار کر ایک کپڑا بدن پر رکھ لیتا ہے لیکن اُس کا طواف کرنے والا بالکل نزعِ ثیاب کر کے خدا کے واسطے ننگا ہو جاتا ہے۔ طواف عشاق الٰہی کی ایک نشانی ہے۔ عاشق اس کے گرد گھومتے ہیں گویا ان کی اپنی مرضی باقی نہیں رہی۔ وہ اس کے گرد اگرد قربان ہو رہے ہیں۔

(بدر 10 جنوری 1907ء صفحہ 15)

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

حج کے واسطے جانا خلوص اور محبّت سے آسان ہے مگر واپسی ایسی حالت میں مشکل۔ بہت ہیں جو وہاں سے نامراد اور سخت دل ہو کر آتے ہیں اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہاں کی حقیقت اُن کو نہیں ملتی۔قشر کو دیکھ کر رائے زنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہاں کے فیوض سے محروم ہوتے ہیں اپنی بدکاریوں کی وجہ سے اور پھر الزام دوسروں پر دھرتے ہیں۔اس واسطے ضروری ہے کہ مامور کی خدمت میں صدق اور استقلال سے کچھ عرصہ رہا جاوے تا کہ اُس کے اندرونی حالات سے بھی آگاہی ہو اور صدق پورے طور پر نورانی ہو جاوے۔ (الحکم جلد 17 مارچ 1903 صفحہ 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حج کے برکات میں سے ایک یہ تعلیم ہے جو کہ اُس کے ارکان سے حاصل ہوتی ہے کہ انسان سادگی اختیار کرے اور تکلّفات کو چھوڑ دے۔اس کے ارکان کِبر و بڑائی کے بڑے دشمن ہیں۔ دُور دراز کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے۔ احباب اور اقارب چھُوٹتے ہیں۔سُستی اور نفس پروری کا استیصال ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر ایک بات یہ ہے کہ ہزاروں ہزار سال سے ایک معاہدہ چلا آتا ہے وہ یہ کہ جنابِ الٰہی کے حضور حاضر ہو کر تحمید کرتا ہے اور بہت سی دعائیں مانگتا ہے۔ (حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 332)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حج مسلمانوں میں ایک مرکزیت کی رُوح پیدا کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ دنیا کے تمام صاحبِ استطاعت مسلمان ایک خاص وقت میں مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں اور اس طرح ہر سال عالمِ اسلام کو ایک جگہ جمع ہونے کا موقع مل جاتا ہے اور اپنی اور باقی دنیا کی ضرورتوں کے متعلق غور کرنے کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر حج کے علاوہ ایک عمرہ کی عبادت بھی ہے جس میں کسی وقت کی شرط نہیں، وہ انفرادی عبادت ہے۔ ... اس حکم سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مرکز کے قیام کے لئے مسلمانوں کو اجتماعی اور انفرادی دونوں قسم کی قربانیاں کرنی چاہئیں۔ (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 443، 444)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

قبولیتِ حج اَور چیز ہے اور ادائیگی فریضۂ حج اَور چیز ہے۔... اسی لئے اسلام نے عاجزی اور انکسار پر بھی زور دیا اور محبّت و ایثار پر بھی۔ گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک طرف تم خود کو لاشئ محض سمجھو اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی محبّت اور عشق میں مستانہ وار اپنی زندگیاں گزارو۔ چنانچہ اس موقع پر مستانہ وار زندگی کا یہ نمونہ ایک ظاہری علامت ہے لیکن اس کے پیچھے ایک عظیم صداقت چھپی ہوئی ہے اور وہ یہ کہ اس فریضۂ حج اس عاشقانہ عبادت کو اللہ تعالیٰ نے ذبحِ عظیم کا بھی نام دیا ہے۔...ذبحِ عظیم کا لفظ ہمیں اس صداقت سے متعارف کرواتا ہے کہ ... اصل چیز اللہ تعالیٰ کے پیار میں اس کے حکم کو ماننا ہے۔

(خطباتِ ناصر جلد 10 صفحہ 182)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اب حج کے دنوں میں تمام دنیا سے صدائیں بلند ہوں گی تو محبّت کے سودے کریں۔ حج بھی محبّت ہی کا سودا ہے۔ اوّل سے آخر تک محبت کی کہانی ہے جو اس حج میں دہرائی جائے گی۔ سر منڈا کر ایک بے سلے کپڑے میں لپٹے ہوئے، دیوانہ وار ننگے پاؤں لوگ طواف کریں گے بیت اللہ کا۔ لبّیك اللّٰھم لبّیك کی آوازیں بلند کرتے ہوئے۔... یہ محبّت کے سودے ہیں۔ سارا نقشہ ہی محبّت کا ہے۔ تو دین کا انجام محبّت ہے دین کا آغاز محبّت ہے۔ (خطبات طاہر جلد 15 صفحہ 320)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

جہاں اللہ تعالیٰ نے حج کی عبادت کی طرف توجہ دلا کر مسلمانوں کو یہ کہا کہ اپنی تمام تر توجہات ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف رکھو کہ اس کے بغیر حج کا مقصد پورا نہیں ہوتا، وہاں اس طرف بھی توجہ دلائی کہ مجمع کی وجہ سے، ایک جگہ جمع ہونے کی وجہ سے بعض برائیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ حج کے ماحول کی وجہ سے ہر حج کرنے والے سے یہی توقع رکھی جاتی ہے کہ اس کو اس پاکیزہ ماحول کی وجہ سے کسی اور بات کا خیال نہیں آسکتا سوائے ذکرِ الٰہی کے، تسبیح کے اور تحمید کے۔

(خطبہ جمعہ 2 ستمبر 2016ء)

ترے کُوچے میں کن راہوں سے آؤں

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے — نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے — کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لِقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے — یہی اِک جوہر سیفِ دُعا ہے
ہر اِک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے — اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخرِ شانِ اولیاء ہے — بجز تقویٰ زیادت اِن میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بِینا خدا ہے — اگر سوچو، یہی دارُ الجزاء ہے
مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

ترے کُوچے میں کن راہوں سے آؤں — وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبّت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں — خدائی ہے خُودی جس سے جلاؤں
محبّت چیز کیا کس کو بتاؤں — وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
مَیں اِس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں — یہی بہتر کہ خاک اپنی اُڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی — فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(انتخاب از درثمین ''بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

عشقِ الٰہی میں قربانیوں کی لازوال داستان

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ عید الاضحیٰ فرمودہ 10 جولائی 2022ء کا مکمل متن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے عید الاضحیٰ یعنی قربانی کی عید منا رہے ہیں۔ اس قربانی کی یاد میں عید جو ہزاروں سال پہلے باپ، بیٹے اور ماں نے دی تھی۔ یہ کوئی وقتی قربانی نہیں تھی بلکہ مسلسل کئی سالوں پر پھیلی ہوئی قربانی تھی اور حضرت ابراہیمؑ نے بیوی اور لاڈلے بیٹے کو ایک بے آب و گیاہ جگہ میں چھوڑ دیا صرف اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم تھا۔ اور بیوی کو جب پتہ چلا کہ ہمیں اس جگہ اللہ تعالیٰ کی خاطر چھوڑے جا رہے ہیں تو اس کے ایمان کا بھی کیا اعلیٰ معیار تھا۔ بڑے یقین سے اور عزم سے کہا کہ پھر جاؤ۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ سب کچھ ہے تو پھر خدا تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ضائع نہیں کیا۔ وہیں پانی کا بھی انتظام کر دیا، بلکہ مستقل انتظام کر دیا جو آج تک چل رہا ہے۔ خوراک کا بھی انتظام کر دیا بلکہ ایک شہر اس ریگستان میں آباد کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق ہر ضرورت کی چیز وہاں مہیا کر دی۔ دنیا کے ہر قسم کے پھل اور نعمتیں وہاں جمع کر دیے۔ ہر سال لاکھوں لوگ حج کے لیے وہاں جاتے ہیں اور جہاں عبادت کا فریضہ ادا کرتے ہیں وہاں دنیاوی نعمتوں سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سارا سال عمرے کے لیے بھی لوگ جاتے رہتے ہیں۔ کہاں تو وہ بے آب و گیاہ جگہ تھی اور کہاں لاکھوں لوگوں کے روزگار وہاں مہیا ہیں اور کروڑوں لوگوں کو خوراک وہاں میسر ہے۔

پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے کرنے کا اظہار کہ ایک وعدہ کیا اور ایک نشان کے طور پر اس کی چمک دکھلا دی۔ اس میں وہ نبی پیدا کیا اپنے وعدے کے مطابق جس پر آج تک کروڑوں لوگ روزانہ دُرود و سلام بھیجتے ہیں اور قیامت تک بھیجتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا

تھا کہ تُو دنیا کے لیے بشیر اور نذیر کے طور پر بھیجا گیا ہے نہ کہ باقی انبیاء کی طرح صرف محدود علاقے اور زمانے کے لیے، تو پھر ایسے انتظام بھی فرمادیے کہ اس خاتم الانبیاء اور آخری رسولؐ کے پیغام کو بھی دنیا کے ہر ملک میں پہنچا دیا۔ تھوڑے سے عرصہ میں ایک وسیع علاقے پر اسلام کا پیغام پہنچ گیا اور اب دنیا کے ہر کونے میں پہنچا ہوا ہے۔ اس کے ماننے والے دنیا کے ہر کونے میں پیدا کر دیے۔ چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے جو وعدہ فرمایا تھا اس کو عظیم الشان طریقے پر پورا کیا۔ پس یہ ہیں خدا تعالیٰ کے کام۔

کو ثریا سے زمین پر واپس لائے گا۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر) اور قرآن کریم کی حکومت، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حکومت اور خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرے گا۔ خدا تعالیٰ کے شریک بنانے والوں کے منہ بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم کی روشنی میں دلائل اور براہین سے بند کرے گا اور خدا تعالیٰ کے وجود کے منکرین کے منہ بھی دلائل و براہین سے بند کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق تکمیل اشاعت دین اور اسلام کی برتری تمام ادیان پر ثابت کرنے کے لیے آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کو مبعوث فرمایا۔

پس مسلمانوں کو فرمایا کہ تم خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے اس شخص کو عین وقت پر بھیج دیا اور بجائے اس جری اللہ کی مخالفت کرنے کے اس کے ساتھ جُڑ کر اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلاؤ۔ یہ آپؑ نے مسلمانوں کو کہا۔ اپنی خود ساختہ رسومات اور بدعات کو ختم کرو اور اس تعلیم پر عمل کرو جو اسلام کی حقیقی اور اصل تعلیم ہے کہ یہی راستہ مسلمانوں کے لیے بھی راہِ نجات ہے اور یہی راستہ دنیا کے ہر شخص کی بقا کی ضمانت ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کے ساتھ

یہ کوئی وقتی قربانی نہیں تھی بلکہ مسلسل کئی سالوں پر پھیلی ہوئی قربانی تھی

جو اس کی طرف جھکتا ہے، اس کے حکموں پر عمل کرتا ہے، اس کی رضا کی خاطر ہر قربانی کے لیے تیار ہوتا ہے وہ سچے وعدوں والا اس سے اپنے پیار کا اظہار بھی کرتا ہے۔

آج دنیا میں کوئی دین نہیں جس کے ماننے والے اس کے بانی اور نبی کی لائی ہوئی حقیقی تعلیم پر عمل کر رہے ہوں۔ کسی نبی پر اُتری ہوئی کوئی کتاب نہیں اور احکامات نہیں جو اپنی اصلی حالت میں قائم ہوں۔ کسی نبی پر اُتری ہوئی کوئی کتاب نہیں یہ صرف قرآن کریم ہی ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے وعدہ فرمایا تھا کہ مَیں اس کی حفاظت کروں گا اور اسے اپنی اصلی حالت میں

آنحضرت ﷺ کا یہی غلامِ صادق ہے جس نے اعلان کیا کہ مَیں وہی مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں جس کے آنے کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔ یہی وہ اللہ تعالیٰ کا پہلوان ہے جس نے نہ صرف اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کر کے اسلام کا حُسن لوگوں کو بتایا بلکہ ہر مخالفت کو چیلنج دیا کہ کوئی اَور دین اور مذہب نہیں ہے جو اسلام جیسی خوبصورت تعلیم پیش کر سکے۔ اگر ہے تو مقابلے پر لاؤ۔ پھر دیکھو کس طرح براہین و دلائل اور خدا تعالیٰ کی خاص تائیدات کے ساتھ مَیں اس کو ردّ کر کے دکھاؤں گا۔ اسے ہزیمت اٹھانی پڑے گی۔ ساتھ ہی مسلمانوں کو بھی یہ تلقین فرمائی کہ

جُڑ کر اسلام کی تعلیم کو دنیا کے طول و عرض میں پھیلانے کے لیے آگے بڑھتے اللہ تعالیٰ کے اس بھیجے ہوئے اور فرستادے کی مخالفت میں کمر بستہ ہیں اور بجائے اس کے کہ اپنے آباء کی قربانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہاتھوں کو روکنے کی کوشش کرتے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنتے، مسلمان نہ صرف آپس میں ایک دوسرے کے خون پر تلے ہوئے ہیں بلکہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نمائندگی میں دنیا میں امن اور سلامتی کو قائم کرنے آیا ہے اس کی اس حد تک مخالفت میں بڑھے ہوئے ہیں کہ گذشتہ سوا سو سال سے زیادہ عرصہ

قرآن کریم کی حفاظت کرنے والے، اس کی تعلیم پر عمل کرنے والے خدا تعالیٰ پیدا فرماتا رہا اور ہمیشہ پیدا فرماتا رہے گا

قائم رکھوں گا اور آج چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی باوجود مخالفین اسلام کی کوششوں کے یہ واحد صحیفہ ہے جو آج بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ باوجود اس کے کہ اس دوران مسلمانوں کی اکثریت کی عملی حالت میں انحطاط پیدا ہو گیا لیکن قرآن کریم کی حفاظت کرنے والے، اس کی تعلیم پر عمل کرنے والے خدا تعالیٰ پیدا فرماتا رہا اور ہمیشہ پیدا فرماتا رہے گا۔ آنحضرت ﷺ سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ آپؐ کی شریعت، آپؐ کی تعلیم، آپؐ پر اتری ہوئی کتاب کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ آخری زمانے میں بھی ایک ایسا انسان پیدا کرے گا جو دین

یہ جنگ و جدل کا نہیں بلکہ پیار محبّت سے اسلام کی تعلیم کو پھیلانے کا زمانہ ہے۔ یہ امن و سلامتی اور روشن دلائل کے ساتھ اسلام کی تمام ادیان پر برتری ثابت کرنے کا زمانہ ہے، یہ اعلان کیا کہ یہی زمانہ اسلام کے ضعف کا زمانہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اُس مردِ میدان نے دنیا میں آنا تھا جس نے اسلام کی تعلیم کی احیائے نَو کرنی تھی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر مَیں نہ آتا تو کوئی اَور آتا لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کا یہی وقت تھا۔

سے اس کے ماننے والوں کے قتل کے فتوے دے رہے ہیں، اس پر کفر کے فتوے لگا رہے ہیں، ماننے والوں کو قتل کر رہے ہیں، ان کی جائیدادیں لوٹ رہے ہیں، ان پر معاشی تنگیاں وارد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ کوشش تو کر رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے، ایک جگہ سے روکتے ہیں دوسری جگہ سے اللہ تعالیٰ نوازتا چلا جاتا ہے۔ ان کے بچوں کو سکولوں اور گلیوں میں تنگ کیا جا رہا ہے ان میں خوف و ہراس پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ حتیٰ کہ مُردوں کی قبریں اکھیڑ کر ان کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ یہ کون سا اسلام ہے جو یہ لوگ دنیا میں پھیلانا

چاہتے ہیں۔ اسلام تو امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اسلام تو محبت اور پیار کا مذہب ہے۔ آج کی عید جن کی وجہ سے منائی جا رہی ہے وہ تو اپنی آزادی، اپنی عزت، اپنی جان خداتعالیٰ کے لیے قربان کرنے کے لیے تیار ہوئے تھے۔ انہوں نے جس شہر کی خواہش کی تھی یا یہ دعا کی تھی کہ یہاں شہر بن جائے تو یہ دعا کی تھی کہ رَبِّ اجۡعَلۡ ھٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (البقرۃ:127) کہ اے میرے ربّ! اس جگہ کو ایک پُرامن شہر بنادے تاکہ جو یہاں رہنے والے ہوں، جو یہاں آنے والے ہوں امن اور سلامتی سے رہنے والے اور امن وسلامتی کے پھیلانے کا خیال رکھنے والے ہوں۔ پس کیا یہ دعا مسلمانوں سے تقاضا نہیں کرتی کہ اگر اس شہر کی طرف منسوب ہوتے ہیں، اگر ربِّ کعبہ کی عبادت کرتے ہیں، اگر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانیوں اور خانہ کعبہ کے قیام کے مقصد کو پورا کرنے کی خواہش رکھتے ہیں تو پھر اپنے دلوں میں بھی امن وسلامتی اور پیار و محبت کے شہر بسائیں۔ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے کی بجائے رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ کے نمونے پیش کریں۔ دنیا کو سلامتی اور امن کا پیغام دیں۔ زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدیٔ معہود جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آیا اس پر کفر کے فتوے لگانے اور اس کے ماننے والوں پر ظلم وتعدی کرنے کی بجائے آج کے دن کی عید کو امن وسلامتی کے پیغام سے اور مسیح موعود کی بیعت میں آ کر حقیقی عید بنائیں۔ اگر یہ سوچ پیدا نہیں کریں گے تو لاکھ عیدیں منائیں وہ اسلام کی تعلیم کے مطابق منانے والی عیدیں نہیں ہیں۔ جتنے چاہیں حج کر لیں وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مخالف چلنے والوں کے حج ہیں۔ سوچیں اور غور کریں۔ جس طرح پرانے واقعات میں پہلوں کے حج ان کے ظلم وزیادتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول نہ ہونے کی روایات ملتی ہیں کہیں ہماری عبادتوں اور حج کے مناسک باوجود سب کوششوں کے صرف اس ظلم وزیادتی کی وجہ سے جو آج کل مسلمان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہونے سے رہ تو نہیں جائیں گے۔ سوچیں، غور کریں! کہیں کلمہ پڑھنے والے اور خدائے واحد اور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والے کو حج اور دوسری عبادات سے روکنا انہیں خداتعالیٰ کی پکڑ میں لانے والا نہ بنا دے۔ اور اب تو پاکستان میں باقاعدہ انتظامیہ کی طرف سے بھی بعض جگہ اعلان کیا گیا ہے کہ عید کے تین دن کوئی احمدی کسی جانور کو ذبح نہیں کر سکتا چاہے قربانی کے لیے ہو یا کسی بھی مقصد کے لیے ہو کیونکہ اگر احمدی قربانیاں کرتے ہیں تو اس طرح اسلامی شعائر کی بے حرمتی ہوتی ہے، نعوذ باللہ۔

یہ قربانی صرف ان نام نہاد مسلمان علماء کا حق ہے، صرف ان لوگوں کا حق ہے جن پر یہ علماء مسلمان ہونے کی مہر ثبت کریں۔ ان لوگوں کے لیے اس مہر کی کوئی حقیقت نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک شخص کو مسلمان بنانے اور کہنے کی مہر ہے۔ بہرحال جب ایسے حالات اپنے انتہا کو پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی لاٹھی بھی چلتی ہے اور پھر وہ ہر ایک سے چاہے وہ بڑا عالم ہے نام نہاد عالم یا سب سے بڑا لیڈر ہے یا کوئی بہت بڑا افسر ہے جو بھی ظلم وتعدی میں بڑھتا ہے اسے پیس کر رکھ دیتی ہے، اس کا قلع قمع کر دیتی ہے۔

ہم احمدی تو قربانی کرنے والے ہیں۔ ان عیدوں اور اپنی تاریخ سے ہم نے قربانیوں کے سبق سیکھے ہیں اور جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے ہم نے عہد بھی کیے ہیں لیکن بعض کمزور طبع بھی ہوتے ہیں۔ ان احمدیوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ صبر اور دعاؤں سے کام لیں۔ یقیناً یہ دعائیں ایک دن پھل لائیں گی، ان شاء اللہ۔

حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ، حضرت اسماعیلؑ کی قربانیاں بھی پھل لائی تھیں لیکن انہوں نے صبر اور دعا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ پھر حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے آنے والے عظیم رسول اور ان کے صحابہ کی قربانیاں بھی اپنے وقت پر رنگ لائیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے پورے فرمائے۔ پس کیا آج وہ سچے وعدوں والا خدا ہمیں چھوڑ دے گا؟ یقیناً نہیں۔ آج بھی وہ اپنے پر ایمان اور یقین رکھنے والوں اور مظلوموں کی مدد کو آئے گا۔ آج دشمن بے شک اپنی طاقت کے زعم میں ہم پر ظلم وزیادتی کر رہا ہے لیکن خداتعالیٰ کے سامنے اس کی طاقت کی ذرہ بھر بھی حیثیت نہیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں۔ اس کی عبادتوں کے معیار قائم کریں۔ اس کی مخلوق کے حقوق ادا کریں۔ اپنی قربانیوں کو صرف اور صرف خداتعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لیے تیار رہیں۔ اپنے تقویٰ کے معیار بڑھائیں۔ حقیقت میں اس روح کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو اس عید کے منانے کی روح ہے اور جو اس عید پر قربانیاں کرنے کی روح ہے، تبھی ہم اپنے مخالفین کا مقابلہ کر سکتے ہیں، تبھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر سکتے ہیں اور جذب کرتے ہوئے ان وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائے تھے۔ قربانیوں کے اس معیار کو حاصل کرنے کا طریق بتاتے ہوئے اور قربانی کا فلسفہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’خداتعالیٰ نے شریعتِ اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خداتعالیٰ کی راہ میں قربان ہو‘‘۔ یہ ہے قربانی کا معیار، یہ ہے ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت۔ فرمایا ’’پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں‘‘۔ یہ بھیڑ بکریوں کی جو قربانیاں ہیں یہ تو اصل قربانی کا ایک نمونہ ہیں ’’لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے‘‘۔ فرمایا اصل غرض یہی قربانی ہے

ہم احمدی تو قربانی کرنے والے ہیں۔ ان عیدوں اور اپنی تاریخ سے ہم نے قربانیوں کے سبق سیکھے ہیں

انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خداتعالیٰ کی راہ میں قربان ہو

''جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (الحج:38) یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے۔۔۔۔ یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے''۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 99)

پس یہ ہے ہمارے سوچنے اور جائزے لینے کا مقام۔ بہت سے جلد باز بعض دفعہ لکھ دیتے ہیں کہ ہماری دعائیں اور ہماری قربانیاں قبول نہیں ہو رہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کبھی آپ کی جماعت کو نہیں چھوڑے گا اور دعائیں بھی قبول ہوں گی اور قربانیاں بھی قبول ہوں گی، ان شاء اللہ۔ لیکن ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ کیا ہم نے اپنے تقویٰ کے معیار کو اس حد تک بڑھا لیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ پس ہمیں کسی بھی قسم کی مایوسی اور بے چینی کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف پہلے سے بڑھ کر جھکنا چاہیے اللہ تعالیٰ سے رحم بھی مانگنا چاہیے کہ جو بھی قربانیاں اور عبادتیں ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اپنے رحم اور فضل سے قبول بھی فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صدق اور وفاداری کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کی راہ یہ ہے کہ اس کے لئے صدق دکھایا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو قُرب حاصل کیا تو اس کی وجہ یہی تھی۔ چنانچہ فرمایا ہے وَاِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی (النجم:38) ابراہیمؑ وہ ابراہیمؑ ہے جس نے وفاداری دکھائی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھانا ایک موت چاہتا ہے''۔ فرمایا ''جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذّتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لئے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو یہ صفت پیدا نہیں ہو سکتی''۔ فرمایا ''بت پرستی یہی نہیں کہ انسان کسی درخت یا پتھر کی پرستش کرے بلکہ ہر ایک چیز جو اللہ تعالیٰ کے قُرب سے روکتی اور اس پر مقدم ہوتی ہے وہ بت ہے''۔ پس ہمیں جائزے لینے چاہئیں کہ کیا ہم اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے نفسوں کا جائزہ لیتے ہیں، اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ پھر فرمایا ''اور اس قدر بت انسان اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ میں بت پرستی کر رہا ہوں۔ پس جب تک خالص خدا تعالیٰ ہی کے لئے نہیں ہو جاتا اور اس کی راہ میں ہر مصیبت کی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا صدق اور اخلاص کا رنگ پیدا ہونا مشکل ہے۔ ابراہیمؑ کو جو یہ خطاب ملا یہ یونہی مل گیا تھا؟ نہیں۔ اِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی آواز اس وقت آئی جبکہ وہ بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ عمل کو چاہتا اور عمل ہی سے راضی ہوتا ہے اور عمل دکھ سے آتا ہے'' فرمایا عمل دکھ سے آتا ہے ''لیکن جب انسان خدا کے لئے دکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کو دکھ میں بھی نہیں ڈالتا۔ دیکھو ابراہیمؑ نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے اپنے بیٹے کو قربان کر دینا چاہا اور پوری تیاری کر لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو بچا لیا۔ وہ آگ میں ڈالے گئے'' ابراہیمؑ ''لیکن آگ ان پر کوئی اثر نہ کر سکی۔ ''فرمایا اگر کوئی ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکلیف اٹھانے کو تیار ہو جاوے تو خدا تعالیٰ تکالیف سے بچا لیتا ہے''۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 430-429)

پس اگر ہم صبر، دعا، صدق و وفا کے ساتھ اس کے دَر پر جھکے رہیں گے تو یقیناً وہ دوڑتا ہوا ہماری طرف آئے گا اور دشمن جو اپنی طاقت کے زعم میں ہم پر ظلم روا رکھے ہوئے ہے اسے ملیامیٹ کر دے گا۔ پس اس عید پر ہمیں بھی اپنی قربانیوں، وفاؤں اور صدق اور تقویٰ کے معیاروں کے جائزے لینے چاہئیں۔ من حیث الجماعت جتنا زیادہ اپنے جائزے لینے اور اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے اتنی جلدی اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور تائید کے نظارے بھی ہم دیکھیں گے۔ پس اس کے لیے بھی آج خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صدق و وفا اور تقویٰ کے معیاروں کو بڑھائے اور ہم وہ بن جائیں جو وہ ہمارے سے توقع رکھتا ہے اور دعا کے ساتھ اپنے عمل بھی اس تعلیم کے مطابق کریں اور صرف علمی طور پر ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی ہمارا ہر مرد، عورت اور بچہ قربانی کا وہ معیار حاصل کرنے والا ہو جو حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ نے قائم کیے تھے تبھی ہم اس بیعت کا حق ادا کرتے ہوئے اس کے فیض سے بھی حصہ پانے والے ہوں گے جو حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جڑنے والوں کو ملنا چاہیے۔

عید الاضحی سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو بھی ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے جس میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ''یہ عید الاضحی پہلی عید سے بڑھ کر ہے اور عام لوگ بھی اس کو بڑی عید تو کہتے ہیں مگر سوچ کر بتلاؤ کہ عید کی وجہ سے کس قدر ہیں جو اپنے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور روحانیت سے حصہ لیتے ہیں اور اس روشنی اور نور کو لینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضحیٰ میں رکھا گیا ہے''۔ فرمایا ''۔۔۔ یہ عید جس کو بڑی عید کہتے ہیں ایک عظیم الشان حقیقت اپنے اندر رکھتی ہے اور جس پر افسوس کہ توجہ نہیں کی گئی''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 33)

پس ہمیں ہر وقت ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے جس روشنی کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بھیجا ہے اس سے فیض پانے کے لئے ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنا چاہیے اور تزکیہ نفس اور تزکیہ قلب کرتے ہوئے یہ دیکھنا چاہیے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنے

> جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ

> اس قدر بت انسان اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ میں بت پرستی کر رہا ہوں

اوپر لاگو کرنے کے ساتھ دنیا میں پھیلانے کے لیے بھرپور کوشش ہم کس حد تک کر رہے ہوں گے۔ اگر ہم یہ کر رہے ہوں گے تو ہماری قربانیاں بھی مقبول ہوں گی اور ہم ضحیٰ سے بھی فیض پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

عیدالاضحیٰ کے حوالے سے ایک اور بات بھی مَیں مختصراً کہنا چاہتا ہوں جس کے بارے میں اکثر ملاقاتوں میں لوگ سوال کرتے ہیں۔ اب ورچوئل ملاقاتیں ہو رہی ہیں وہاں بھی، انفرادی طور پر بھی جو واقفین نو کی تربیت کے بارے میں ہے کہ کس طرح کی جائے۔ اس بارے میں بے شمار جگہ ہوئے ماں باپ نے کی تھی فوراً جواب دیا کہ اے میرے باپ! تُو اپنی رؤیا پوری کر، تُو مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں اور قربانی کرنے والوں میں سے پائے گا۔ پس وقف کرتے وقت والدین کی یہ سوچ ہونی چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو وقف کے لیے پیش کر رہے ہیں تو ان کی تربیت بھی اسی نہج پر ہو اور ان کے لیے دعائیں بھی ہوں تا کہ ہمارے بچوں کا جواب بھی اسماعیلی والا جواب ہو۔ والدین صرف دوسروں کی دیکھا دیکھی یا وقتی جوش کے تحت بچوں کو وقف نہ کریں۔ اپنے جائزے لیں کہ کیا ہم اس نہج پر بچوں کی اٹھان کر سکتے ہیں کہ ان کا جواب حضرت اسماعیلؑ والا جواب ہو۔ اور یہ اسی کے راستے کھولتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ والدین کو بھی اپنا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور وقف نو اولاد کو بھی اپنے وقف کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے دین کی خاطر قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ زیادہ پڑھ لکھ کر وہ دنیا میں ڈوب جانے والے نہ ہوں بلکہ دین کو ترجیح دیتے ہوئے، اپنے وقف کے عہد کو نبھاتے ہوئے وفا کے ساتھ اپنی خدمات پیش کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے۔ اب ہم دعا بھی کریں گے۔ دعا میں اسیران کو بھی یاد رکھیں جو حق کے اظہار کی وجہ سے جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں، مسیح موعود کو ماننے کی وجہ سے جیلوں

> **یہ وقف ایک قربانی چاہتا ہے اور اس قربانی کا معیار کیا ہے۔ یہ وہ معیار ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے پیش کیا**

مختلف موقعوں پر خطبات اور تقریروں میں مَیں بتا چکا ہوں لیکن مختصراً آج پھر اس طرف توجہ دلا دوں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اس تحریک پر والدین نے لبیک کہا اور بڑی تعداد میں لڑکے اور لڑکیاں وقف کیں۔ اب بھی کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ کرتے بھی چلے جائیں گے۔ یہ نمونہ ان شاء اللہ اس وقت تک قائم رہے گا جب تک جماعت میں اخلاص و وفا کے نمونے قائم رہیں گے جب تک وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى کے ارشاد پر مخلصین جماعت کی نظر رہے گی، جب تک جماعت میں نظامِ خلافت قائم صورت میں ہو سکتا ہے جب والدین کے اپنے عملی نمونے نیکی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں ورنہ پھر بچے بڑے ہو کر کہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں وقف کیا تھا۔ ہم اس کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہم تھوڑے سے الاؤنس میں جماعت کی خدمت کر کے گزارا نہیں کر سکتے۔ فلاں فلاں پابندی اس کے ساتھ ہم کام نہیں کر سکتے اس لیے ہم وقف نہیں کرتے۔ اگر وقف کرتے وقت ماں باپ کی نیّت نیک بھی ہو لیکن بعد میں ان کی عملی اور روحانی حالت میں کمزوری ہو اور بچوں کی تربیت میں وہ اپنا کردار ادا نہ کر رہے ہوں تو بچے کبھی اس قربانی کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ پس اس لحاظ سے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کی رِہائی کے سامان پیدا فرمائے اور ان کے بیوی بچوں کی بھی حفاظت فرمائے۔ ان میں صبر اور حوصلہ پیدا فرمائے۔ شہداء کے بچوں کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی بھی حفاظت فرمائے اور کبھی وہ ضائع نہ ہوں۔ تمام واقفین کے لیے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں خالص ہو کر دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو خدمت کر رہے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ بہترین اجر عطا فرمائے۔ ہر احمدی کے تقویٰ میں بڑھنے کے لیے بھی ہمیں دعا کرنی چاہیے، ایک دوسرے کے لیے اور ایک دوسرے کے لیے اللہ تعالیٰ سے وفا کے اعلیٰ

> **اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اور تقویٰ میں بڑھیں تو اللہ تعالیٰ خود ضروریات پوری فرما دیتا ہے**

رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق یہ تاقیامت قائم رہنا ہے تو اولاد کو وقف کرنے کا طریق بھی جاری رہے گا، ان شاء اللہ۔ لیکن والدین کو جو اپنے بچوں کو دین کی خاطر وقف کرنے کے لیے پیش کر رہے ہیں یا کر چکے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ وقف ایک قربانی چاہتا ہے اور اس قربانی کا معیار کیا ہے۔ یہ وہ معیار ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے پیش کیا۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے سے کہا کہ مَیں نے تجھے خواب میں گلے پر چھری پھیرتے دیکھا ہے تو بیٹے سے پوچھا کہ اے اسماعیل! بتا تیرا کیا ارادہ ہے؟ تو بیٹے نے جس کی تربیت بزرگ اور تقویٰ میں بڑھے واقفین نو بچوں کے ماں باپ کو اور جو ماں باپ اپنے بچوں کو وقف کرنا چاہتے ہیں انہیں اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ کیا وہ اس معیار کو حاصل کرنے والے ہیں۔ اسی طرح جو بچے اب جوان ہو کر وقف میں آ گئے ہیں انہیں اگر فکر ہونی چاہیے تو یہ کہ ہم کس طرح اپنی وفا اور قربانی کے معیار کو بڑھائیں نہ یہ کہ ہم کس طرح اپنے گھر کا خرچ چلائیں۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اور تقویٰ میں بڑھیں تو اللہ تعالیٰ خود ضروریات پوری فرما دیتا ہے۔ پس واقفین نو جو اس وقت جماعتی خدمت میں آ گئے ہیں انہیں بھی اپنے اندر اسماعیلی صفات پیدا کرنی ہوں گی تبھی اللہ تعالیٰ ان کے لیے ہمیشہ بھلائی اور بہتری معیار قائم کرنے کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ ہر قسم کی قربانیاں کرنے والوں کے لیے دعا کریں۔ مالی قربانیاں کرنے والے بھی ہیں، وقت کی قربانیاں کرنے والے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین جزا دے اور اب دعا کرتے ہیں۔ دعا سے پہلے میں سب کو عید مبارک بھی کہہ دوں۔ اللہ تعالیٰ عید ہر لحاظ سے سب کے لیے مبارک فرمائے اور ہم حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری جو بھی معمولی قربانیاں یا کوششیں ہیں ان کو قبول فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر ہمیں چلائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 اکتوبر 2022ء)

مکرم سید افتخار احمد شاہ صاحب

حضرت مسیح موعودؑ کا حجِ بدل

حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ کی شدید تڑپ اور اشتیاق تھا جس کا اظہار آپؑ نے اپنی تحریرات اور ملفوظات میں کئی مقامات پر فرمایا ہے۔ ایک دفعہ بالکل گھریلو ماحول میں حج پر جانے کا ذکر چل پڑا تو آپ نے اپنے جذبات کا اظہار اس طرح فرمایا کہ ''ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا یا نہیں۔'' (سیرت طیبہ صفحہ 30) اگرچہ آپؑ خود بسبب نقص امن حج کے لیے نہ جا سکے لیکن یہ خواہش ہمیشہ آپ کے دل میں رہی۔

آپؑ نے حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کو حج بیت اللہ پر جاتے ہوئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضلِ اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں سے مسکنت وغربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں کہ:

اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ، پُرخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ عرض ہے کہ اے ارحم الراحمین! تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیئات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور و رحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر یک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار۔ اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لیے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لیے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظل حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفّل اور متولّی ہو جا اور سب کو اپنی دارالرضا میں پہنچا اور اپنے نبی ﷺ اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ دُرود و سلام و برکات نازل کر۔ اٰمین یا ربّ العالمین۔

یہ دعا ہے جس کے لئے آپ پر فرض ہے کہ انہی الفاظ سے بلاتبدّل و تغیّر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے کریں''۔ (مکتوبات احمد جلد سوم 28)

مستند کتب احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص بوجوہ حج نہ کر سکے، اس کی طرف سے حج بدل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ خثعم قبیلہ کی ایک خاتون نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے باپ پر حج اس وقت فرض ہوا جبکہ وہ انتہائی ضعیف ہو چکا ہے اور سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ تو کیا مَیں اپنے باپ کی طرف سے حج کا فریضہ ادا کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔

(بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ)

حضرت مسیح موعودؑ کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے حضرت اماں جانؓ نے آپؑ کی وفات کے بعد حج بدل کروایا چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ آخری ایام میں حضرت مسیح موعودؑ نے میرے سامنے حج کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے حج کروا دیا۔ (حضرت والدہ صاحبہ نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم کو بھیج کر حضرت صاحب کی طرف سے حج بدل کروایا تھا) اور حافظ صاحب کے سارے اخراجات والدہ صاحبہ نے خود برداشت کئے تھے۔ (سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 45)

ایک اور روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حافظ احمد اللہ خان صاحب حج بدل سے پہلے خود بھی حج کر چکے تھے۔

(سیرت حضرت اماں جانؓ از شیخ محمود احمد صاحب عرفانی صفحہ 249)

تاریخ احمدیت صوبہ سرحد میں اس حوالہ سے مزید تفصیل میں لکھا ہے کہ حضرت حافظ احمد اللہ صاحبؓ نے 1897ء سے قبل احمدیت قبول کی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے میں، جب حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بغرض حج بیت اللہ شریف 1912ء میں حجاز مقدس تشریف لے گئے تو آپ کو بھی حضرت ام المومنینؓ نے آنے جانے کا خرچ دیا تاکہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے حج بدل کر آویں۔ چنانچہ آپ بھی اس قافلہ میں جس کا سالار حضرت محمود احمد تھا، شامل ہوئے اور حج بدل کر آئے اور اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کا حج، بذریعہ حضرت احمد اللہؓ، ادا ہوا۔

(تاریخ احمدیت صوبہ سرحد از قاضی محمد یوسف فاروقی صفحہ 58، 59)

مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب

دنیا میں عشق تیرا، باقی ہے سب اندھیرا

رسول اللہ ﷺ کا حج

سب سے پہلا خدا کا گھر جو زمین پر بنایا گیا وہ مکہ کا بیتِ عتیق ہے۔ اس گھر کو کب اور کس نے تعمیر کیا اس کا علم صرف خدائے علیم وخبیر کو ہے۔ لیکن خدا کو اپنی توحید، عبادت اور عبادت کرنے والے اتنے پیارے ہیں کہ اس نے اس قدیم گھر کو جو امتدادِ زمانہ سے نابود و معدوم ہو چکا تھا دو عظیم الشان انبیاء حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے بابرکت ہاتھوں سے دوبارہ تعمیر کروایا۔ یہ گھر اس نے اپنے اس عبدِ کامل، صاحبِ لولاک اور نبیوں کے امام کے لئے دوبارہ تعمیر کروایا جس نے خدا کی توحید اور عبادت کے معراج کو قائم کر کے خدا کی عبادت کا حق ادا کرنا تھا۔ وہ جو ''اطاعت میں یکتا اور عبادت میں طاق تھا'' جس نے نہ صرف خود عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کئے بلکہ دوسروں کو بھی خدا کی عبادت کے اسلوب اور رنگ ڈھنگ سکھائے۔

علمدارِ عشاقِ ذاتِ یگاں
سپہ دارِ افواجِ قدوسیاں

حضرت مسیح موعودؑ حج کی حکمت اور فلاسفی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اُس کے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے۔ ایسا ہی خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبانِ صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور خدا نے فرمایا کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور حجر اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے اور ایسا حکم اس لئے دیا کہ انسان جسمانی طور پر اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے۔ سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ایسی صورتیں بنا کر گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں۔ زینت دور کر دیتے ہیں۔ سر منڈوا دیتے ہیں اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اس کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں اور اس پتھر کو خدا کے آستانہ کا پتھر تصوّر کر کے بوسہ دیتے ہیں''۔

(چشمہ معرفت صفحہ، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 100)

ہزاروں برسوں سے اس بیتِ عتیق کا حج جاری ہے۔ لیکن اگر کسی نے خدا کے عشق میں مخمور ہو کر دیوانہ وار، مستانہ وار اور والہانہ انداز میں حج کیا تو وہ ربِّ اعظم کے بندۂ اعظم محمد مصطفیٰ ﷺ کا حج ہے اور اگر کوئی حج خدا کو سب سے پیارا، عزیز اور مقبول ہے تو وہ اپنے عبدِ کامل حضرت محمدِ مصطفیٰ، احمدِ مجتبیٰ ﷺ کا حج ہے۔

ہجرت کے دسویں سال میں رسول اللہ ﷺ نے حج کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کا اعلانِ عام بھی فرما دیا۔ یہ نویدِ جاں فزا سنتے ہی عشاق دیوانہ وار تیاری کرنے لگے اور یہ منادی کیا تھی پیامِ زندگی تھا، صحابہ کرام خوشی سے نہال اور سرشار تھے۔ ان کے دل کی کلی کھِل گئی، اعلان کیا تھا تشنہ لبوں کو گویا بادۂ جاں فزا ہاتھ آ گیا۔ ایک ولولے اور جوش و خروش کے عالم میں دیوانوں نے تیاریاں شروع کر دیں۔ سب کی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی میں وہ حجِ مبرور کی سعادت حاصل کریں۔ محبّت، جوش

اور جذبے کے عالم میں صحابہ رسول اللہ اپنے آقا و مولیٰ کی بابرکت معیت میں حج کرنے کے لئے بے تاب اور بے قرار تھے۔

حج کی تیاریاں مکمل ہونے کے بعد آپؐ نے حضرت ابو دجانہ الساعدیؓ کو اپنی عدم موجودگی میں مدینہ میں امیر مقرر فرمایا اور 24 ذی قعدہ کو ازواج مطہرات کے ساتھ جن کی تعداد 9 تھی مدینہ سے ظہر کے بعد کوچ فرمایا اور الشجرہ والے راستہ سے ہوتے ہوئے عصر سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ گئے اور اس مقام کو میقات مقرر فرمایا۔عصر کی نماز دو رکعت قصر کر کے ادا فرمائی اور وہیں رات گزاری۔ دوسرے روز 25 ذی قعدہ کی صبح کو آپؐ نے غسل فرمایا۔ حضرت عائشہؓ نے جسمِ اطہر اور سر مبارک پر خوشبو لگائی، پھر آپ نے حجِ قِران کی نیّت کرتے ہوئے احرام باندھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت جبرائیلؑ کے کہنے پر حج اور عمرہ کا احرام باندھا تھا۔احرام باندھنے کے بعد آپ نے اللّٰھم لبّیک کی صدا بلند کی۔اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہوئے اور دوبارہ بلند آواز سے تلبیہ کہی۔ جب اونٹنی کھلے میدان میں آئی تو آپ نے پھر اللّٰھم لبّیک کی صدا بلند کی۔ آپؐ کے ہمراہ صحابہ کرام بھی آپ کی ہر حرکت، ہر ادا اور ہر قدم کی پیروی کر رہے تھے۔ وادیاں لبّیک اللّٰھم لبّیک کی صداؤں سے گونج رہی تھیں۔دیوانوں پر وارفتگی، ربودگی اور مستی کا ایک عجب عالم طاری تھا۔حج جیسی عظیم عبادت کی ادائیگی کا موقع اور وہ بھی محبوبِ کبریا کے ساتھ۔

گھر آئیں گھنگھور گھٹائیں، جھوم اٹھیں مخمور ہوائیں
جھک گیا ابرِ رحمتِ باری، آبِ حیاتِ نو برسانے
کی سیراب بلندی پستی، زندہ ہو گئی بستی بستی
بادہ کشوں پر چھا گئی مستی، اک اک ظرف بھرا، بر کھانے

نورانیوں اور قدوسیوں کا یہ قافلہ تلبیہ کی صدائیں بلند کرتا منزل کی جانب رواں دواں تھا۔ ذوالحلیفہ کے بعد آپ نے ''مُلل'' اور ''روحا'' کے مقام پر قیام فرمایا۔ اس کے بعد آپ ''رویثہ'' اور ''العرج'' میں قیام فرماتے ہوئے ''ابواء'' پہنچے جہاں آپ کی والدہ ماجدہ کا مزار ہے۔ پھر آپ ﷺ عسفان اور مرّ الظہران سے ہوتے ہوئے غروبِ آفتاب کے وقت ''سرف'' پہنچے جو مکہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے اور یہیں چند سال قبل آپ نے حضرت میمونہؓ سے نکاح فرمایا تھا۔ یہاں سے روانہ ہو کر 3 ذوالحجہ کو مکہ کے قریبی مقام ذوطویٰ پہنچے۔ حضرت علیؓ اور حضرت موسیٰ اشعریؓ بھی اس مقام پر آپؐ سے آملے۔

4 ذوالحجہ کو آپؐ ذوطویٰ سے روانہ ہو کر کداء کے رستہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ جب آپؐ کی بیت اللہ پر پہلی نظر پڑی تو آپ نے یہ دعا مانگی۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا وَمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهُ أَوِ اعْتَمَرَهُ تَكْرِيمًا وَتَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَبِرًّا۔

ترجمہ: اے میرے اللہ اس گھر کو بزرگی، عظمت، وقار اور نیکی میں بڑھا اور جس نے اس کا حج یا عمرہ کرتے ہوئے اس کو عزّت دی اور اس کی تکریم کی اسے بھی شرف و تکریم و تعظیم اور نیکی میں برکت عطا فرما۔

اس کے بعد آپ خانہ کعبہ کے احاطہ میں داخل ہوئے اور طواف شروع کرنے کے لئے حجر اسود کے پاس آئے اسے چھوا اور بوسہ دیا، اس وقت آپ آبدیدہ ہو گئے۔ جب آپ حجر اسود کو بوسہ دیتے تو بسم اللہ و اللہ اکبر کا وِرد کرتے۔ اس کے بعد آپ نے بیت اللہ کا طواف شروع کیا۔ پہلے تین چکر ''رمل'' یعنی تیز رفتاری سے جبکہ بعد کے چار چکر عام رفتار سے کرتے ہوئے کل سات چکر مکمل کئے۔ ہر چکر میں جب آپ رکن یمانی اور حجر اسود کے پاس سے گزرتے تو انہیں اپنی چھڑی کے ذریعے چھوتے اور تکبیر بلند کرتے۔ ان دونوں ارکان کے درمیان آپؐ قرآنی دعا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھتے۔ دورانِ طواف آپ نے دو اشخاص کو دیکھا جنہوں نے ایک تسمہ کے ساتھ ایک دوسرے کو باندھا ہوا تھا۔ آپ نے ایسا کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر چلو۔ امہات المومنینؓ بیت اللہ کے طواف کے لئے رات کو اس طرح نکلتیں کہ پہچانی نہ جاتیں اور خانہ کعبہ کے باہر انتظار کرتیں۔ جب مرد باہر نکل جاتے تو اندر داخل ہوتیں۔حضرت عائشہؓ نے مردوں سے الگ رہ کر طواف کیا۔ایک عورت نے انہیں حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے ساتھ چلنے کو کہا تو آپ نے انکار کر دیا۔حضرت امّ سلمہؓ کے لئے چلنا مشکل تھا لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سوار ہو کر طواف کرنے کا ارشاد فرمایا۔طواف کے بعد آنحضرتؐ نے مقام ابراہیم پر خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ آپ نے نماز میں سورۃ الطور تلاوت فرمائی۔مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز کی ادائیگی کے بعد آپ زمزم کے چشمہ پر تشریف لائے اور پانی پیا پھر حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اسے چُھوا۔اس کے بعد آپ مسجد حرام سے صفا پہاڑی پر پہنچے، چلنے سے قبل آپ نے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ خدا نے اس آیت کریمہ کو صفا سے شروع کیا ہے لہٰذا ہم بھی صفا سے شروع کریں گے۔ پھر آپ نے صفا سے مروہ کی طرف سعی شروع کی اور سات چکر لگا کر یہ سعی مروہ پر ختم کی۔ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ زیادہ ہجوم ہو جانے کی وجہ سے آپ اونٹنی پر سوار ہو گئے تھے۔

جب آپ صفا پر آتے تو خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے یہ دعا پڑھتے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ ایک ہے۔جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی نصرت فرمائی اور صرف اسی اکیلے نے تمام لشکروں کو شکست دی۔

عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپ مکہ کے مشرقی حصہ ابطح میں مقیم ہو گئے اور 8 ذوالحجہ تک وہیں قیام فرمایا۔مکہ میں قیام کے دوران آپ نمازیں قصر کر کے ادا کرتے رہے۔ اس موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ شدید بیمار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے دعا کی۔اس دعا میں صحت یابی کی دعا کے ساتھ اَور دعائیں بھی شامل تھیں جن

میں بہت سی پیشگوئیاں مضمر تھیں جو بعد میں بڑی شان سے پوری ہوئیں۔

8 ذوالحجہ کو چاشت کے وقت تلبیہ کرتے ہوئے منیٰ کی طرف کوچ فرمایا۔ منیٰ مکہ سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں یہیں ادا کیں۔ آپ نے رات غار میں گزاری جہاں آپ پر سورۃ المرسلات نازل ہوئی۔ اس جگہ اچانک ایک سانپ نکل آیا، آپ نے اسے مارنے کے لیے فرمایا مگر وہ بھاگ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تمہارے حملے سے بچ گیا اور تم اس کے حملہ سے۔

اگلی صبح 9 ذوالحجہ جمعۃ المبارک کا روز تھا، آپ نے نمازِ فجر منیٰ میں ہی ادا فرمائی اور پھر طلوعِ آفتاب کے بعد عرفات کی سمت روانہ ہوئے۔ رستے میں تکبیر و تلبیہ کا وِرد جاری رہا۔ آپ کے لیے عرفات میں نمرہ کے مقام پر خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ سورج ڈھلنے کے بعد آپ نمرہ سے وادی میں تشریف لائے اور حج کا وہ تاریخی معرکۃ الآرا خطبہ ارشاد فرمایا جو اسلام کی تعلیم کے حُسن کو ہمیشہ کے لیے چار چاند لگاتا رہے گا۔ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپؐ نے مساوات کا درس دیتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر کہا کہ جس طرح ان دونوں ہاتھوں کی انگلیاں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں۔ پھر فرمایا جیسے یہ علاقہ مقدس ہے، جیسے یہ دن مقدس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے اور کسی کی جان اور مال پر حملہ کرنا ایسے ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے، اس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا۔ پھر جنگی قیدیوں سے حسن سلوک کے بارے میں فرمایا اے لوگو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان جنگی قیدیوں کو وہی کچھ کھلانا جو تم خود کھاتے ہو اور وہی کچھ پہنانا جو تم خود پہنتے ہو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور انہیں تکلیف دینا کسی صورت جائز نہیں۔ پھر عورتوں کے حقوق کے بارے میں فرمایا کہ تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ عفت کی زندگی بسر کریں اور ایسی کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزتی ہو۔ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق ان کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو۔ اس خطبہ کی عظمت کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دیباچہ تفسیر القرآن میں فرماتے ہیں:

’’کیا آدم سے لے کر آج تک کسی انسان نے بھی بنی نوع انسان کی ہمدردی کا ایسا جذبہ اور ایسا جوش دکھایا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں آج تک عورت اپنی جائیداد کی مالک ہے۔ جبکہ یورپ نے اس درجہ کو اسلام کے تیرہ سو سال بعد حاصل کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والا ہر شخص دوسرے کے برابر ہو جاتا ہے خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ اور ذلیل سمجھی جانے والی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ حریت اور مساوات کا جذبہ صرف اور صرف اسلام نے ہی دنیا میں قائم کیا ہے اور ایسے رنگ میں قائم کیا ہے کہ آج تک بھی دنیا کی دوسری قومیں اس کی مثال پیش نہیں کر سکتیں۔ ہماری مسجد میں ایک بادشاہ اور ایک معزز ترین مذہبی پیشوا اور ایک عامی برابر ہیں ان میں کوئی فرق اور امتیاز قائم نہیں کر سکتا۔ جبکہ دوسرے مذاہب کے معبد بڑوں اور چھوٹوں کے امتیاز کو اب تک ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ گو وہ قومیں شاید حریت اور مساوات کا دعویٰ مسلمانوں سے بھی زیادہ بلند آواز سے کر رہی ہیں‘‘۔

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 348)

خطبہ کے بعد آپؐ نے حضرت بلالؓ کو نمازِ ظہر اور عصر کے لیے اذان دینے کا ارشاد فرمایا۔ اس روز جمعہ تھا مگر آپ نے نمازِ ظہر و عصر جمع اور قصر کر کے پڑھائیں۔ ظہر و عصر کے بعد آپ پر اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی آیت کا نزول ہوا۔ اس آیت کے نزول کے وقت بھی آپ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد آپ پھر اپنی سواری پر سوار ہوئے اور پھر میدانِ عرفات میں تشریف لائے اور قبلہ رُو ہو کر غروبِ آفتاب تک دعائیں مانگتے رہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد آپ مزدلفہ کے لیے روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت آپ نے حضرت اسامہ بن زید کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ مزدلفہ جاتے ہوئے رستہ میں آپ نے شور سنا کہ کچھ لوگ سواریوں کو تیز بھگانے کے لیے انہیں مار رہے تھے آپ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ نیکی تیز چلنے میں نہیں۔ اسی رات آپ مزدلفہ پہنچے۔ مزدلفہ منیٰ اور عرفات کے درمیان واقع ہے۔ یہاں پہنچ کر آپ نے وضو کیا اور نماز مغرب وعشاء جمع کیں اور عشاء کی نماز قصر کی۔ نمازوں کے بعد آپ نے فجر تک آرام فرمایا۔ حضرت سودہؓ کے لیے چلنا مشکل تھا۔ آپ نے حضرت سودہؓ، حضرت امّ حبیبہؓ اور حضرت امّ سلمہؓ کو مزدلفہ میں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد رات کو ہی حضرت ابن عباسؓ کے ہمراہ منیٰ بھجوایا۔ اسی طرح بعض کمزوروں، ضعیفوں اور بچوں کو بھی منیٰ بھجوا دیا۔

اگلے روز 10 ذوالحجہ بروز ہفتہ آپ نے فجر کی نماز پہلے وقت میں ادا فرمائی اور پھر المشعر الحرام تشریف لے گئے۔ یہ ایک پہاڑی کا نام ہے جو عرفہ اور وادی المحسر کے درمیان واقع ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر یوں آتا ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ

آپ طلوعِ آفتاب سے لے کر دن روشن ہو جانے تک اس پہاڑ پر کھڑے رہے اور امّت کے لیے دعا مانگتے رہے۔ ایک صحابی نے عرض کی کہ وہ بڑی مشکل سے سفر کرتے ہوئے اب یہاں پہنچے ہیں کیا ان کا حج ہو جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا جو ہماری اس نماز میں شامل ہو جائے اور اس سے قبل عرفات میں رات یا دن کے وقت ٹھہر سکا ہو (یعنی باقی مناسک کے بعد) تو اس کا حج ہو جائے گا یعنی حج کے لیے عرفات میں پہنچنا ضروری ہے۔ ایک شخص اپنے قربانی کے جانور کو ہانک کر لے جا رہا تھا آپؐ نے فرمایا اس پر سوار ہو جاؤ۔ مزدلفہ سے منیٰ روانگی کے وقت آپ نے حضرت فضل بن عباس کو اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کیا۔ راستہ میں ایک عورت نے آپ سے یہ سوال کیا کہ اس کا باپ حج کا سفر اختیار کرنے سے قاصر ہے، کیا وہ اس کی طرف سے حج کر سکتی ہے؟ آپؐ نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ جب آپ کی سواری وادی المحسر کے پاس پہنچی تو آپ اسے تیز

رفتار سے دوڑاتے ہوئے یہاں سے گزر گئے۔ یہ وہ وادی ہے جہاں اصحاب الفیل تباہ ہوئے تھے۔

منیٰ واپس پہنچ کر آپ جمرہ عقبہ کے پاس تشریف لائے۔ آپ اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ نے ایک ایک کر کے کل سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری مارتے وقت آپ اللہ اکبر کہتے۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ وہ بھی آپ کی طرح چھوٹی چھوٹی کنکریاں ماریں۔ اس سارے عرصہ میں تلبیہ جاری رہی۔ اس کے بعد آپ نے تلبیہ کہنا ختم کر دیا۔ یہاں آپ نے خطبہ یوم النحر بھی ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے لیے اپنے خونوں اور اپنے اموال اور اپنی عزّتوں کی حرمت اسی طرح واجب ہے جس طرح تم پر اس دن، اس شہر اور اس مہینہ کی حرمت واجب ہے۔ آپ نے یہ الفاظ کئی بار دہرائے اور پھر پوچھا کہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ آپؐ نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ جس کا صحابہ نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر حاضر یہ پیغام اس کو پہنچا دے جو حاضر نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ جن لوگوں کو یہ پیغام پہنچے ان میں سے بعض سننے والے اس پر کان دھرنے والے اور زیادہ عمل کرنے والے ہوں۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ حجِ اکبر کا دن ہے۔ خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے قربانی کے جانور ذبح کیے جن کی تعداد 63 تھی جو شاید آپؐ کی عمر کے مطابق تھی۔ آپ نے ان قربانیوں کا گوشت بھی کھایا اور شوربا بھی پیا۔ آپ نے ازواج مطہرات کی طرف سے اور اپنی اُمت کی طرف سے بھی قربانی کے جانور ذبح کیے۔ ان جانوروں کی تعداد 37 بیان کی گئی ہے اور یوں قربانیوں کی کُل تعداد 100 ہو گئی۔

10 ذوالحجہ قربانیوں کی وجہ سے یوم النحر اور یوم الاضحیہ بھی کہلاتا ہے۔ آپ نے قربانی کے جانوروں کی کھالوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ صدقہ کر دی جائیں اور گوشت تقسیم کر دیا جائے۔ اسی روز آپ نے صحابہ کو مسجد میں اس ترتیب کے ساتھ بٹھایا کہ مہاجرین اگلے حصّہ میں، انصار ان کے پیچھے اور دیگر لوگ ان کے پیچھے۔ پھر آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو کیونکہ مجھے علم نہیں کہ آئندہ سال میں حج کر سکوں گا یا نہیں۔ اس پر صحابہ نے سوال دریافت کیے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ میں نے لاعلمی میں قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے ہی بال منڈوا لیے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں آپ قربانی کر لو۔ ایک شخص نے کہا کہ اس نے اپنا اونٹ ذبح کر دیا ہے مگر رمی نہیں کی، آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اب رمی کر لو۔ ایک اور شخص نے کہا کہ رمی سے پہلے طواف کر لیا ہے، فرمایا کوئی حرج نہیں اب رمی کر لو۔ ایک نے عرض کیا کہ اس نے شام ڈھل جانے کے بعد رمی کی، آپ نے فرمایا اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

قربانیوں کی ادائیگی کے بعد آپ نے اپنے بال منڈوائے۔ یہ سعادت حضرت معمر بن عبداللہ کو نصیب ہوئی۔ انہوں نے پہلے آپ کے سر کے دائیں جانب کے بال مونڈے جو آپ کے گرد کھڑے لوگوں میں ایک ایک دو دو کر کے تقسیم کر دیے گئے۔ پھر حضرت معمر نے آپ کے سر مبارک کے بائیں جانب کے بال مونڈے۔ یہ بال رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ کو بلا کر عنایت فرمائے۔

بال حلق کروانے کے بعد آپ نے یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ ارْحِمِ الْمُحَلِّقِیْنَ۔ اس کے بعد آپ حلال ہو گئے یعنی حالتِ احرام سے باہر آ گئے۔ حضرت عائشہ نے آپ کو خوشبو لگائی۔ اس کے بعد آپ اپنی اونٹنی قصوا پر سوار ہو کر طوافِ افاضہ کے لیے روانہ ہوئے۔ طواف کے بعد آپ نے زمزم کے پاس جا کر پانی پیا اور منیٰ واپس لوٹ آئے۔ نماز ظہر منیٰ پہنچ کر ادا کی۔ یہ رات آپ نے منیٰ میں ہی گزاری۔ 10 ذوالحجہ کو طوافِ افاضہ کرنے کے بعد 11 سے 13 ذوالحجہ کے ایام تشریق آپ نے منیٰ میں گزارے۔ ایام تشریق میں آپ نے زوالِ آفتاب کے بعد تینوں جمروں پر رمی بھی کی۔

13 ذوالحجہ کو آپ منیٰ سے محصب پہنچے اور اس رات آپ نے یہاں قیام فرمایا۔ نمازِ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء محصب میں ادا کی۔ عشاء کے بعد آپ سو گئے اور رات گئے کسی لمحے بیت اللہ پہنچے اور طوافِ وداع کیا۔ آپؐ پانی کی سبیل سقایۃ النبیذ پر تشریف لے گئے جہاں حضرت عباسؓ پانی پلا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پانی طلب فرمانے پر حضرت عباسؓ نے اپنے بیٹے فضل سے کہا کہ گھر جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے شربت لاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے یہی پانی دو، حضرت عباسؓ نے عرض کی کہ یہ پانی صاف نہیں کیونکہ لوگ اس میں ہاتھ ڈال کر بھی پیتے ہیں۔ آپ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ مجھے اسی میں سے پلاؤ اس پر حضرت عباس نے وہی پانی آپ کو پیش کیا اور آپ نے نوش فرمایا۔ پھر آپ زمزم کے چشمہ پر آئے اور دیکھا کہ لوگ رسی ڈال کر زمزم سے پانی نکال رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ اچھا کام ہے اسے جاری رکھو اگر تم پر گراں نہ گزرتا تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچتا۔

اگلے روز 14 ذی الحجہ کو آپؐ مکہ مکرمہ سے مدینہ کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ نے ثنیۃ السفلیٰ کی جانب سے کوچ فرمایا اور خُم کے مقام پر پڑاؤ فرمایا۔ یہاں بھی آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپؐ نے اپنی وفات کی خبر بھی دی اور فرمایا کہ ''اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں، قریب ہے کہ خدا کا فرشتہ میرے پاس آئے اور میں اس کے بلاوے کا جواب دوں اور اے لوگو، مجھے لطیف وخبیر خدا نے خبر دی ہے کہ ہر نبی کو اس سے پہلے نبی سے نصف عمر ضرور دی جاتی ہے۔ پھر آپؐ نے توحید پر قائم رہنے اور کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھام رکھنے کی تلقین فرمائی۔ خُم سے روانہ ہو کر آپؐ نے الروحا کے مقام پر قیام فرمایا۔ یہاں ایک عورت اپنے بچے کو گود میں اٹھا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پوچھا کہ کیا میرے اس بچے کا حج بھی ہو گیا؟ آپؐ نے فرمایا، ہاں اس کا بھی حج ہو گیا اور تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ الروحا سے اگلا پڑاؤ پھر ذوالحلیفہ میں تھا جہاں آپؐ نے رات بسر کی اور اگلے روز مدینہ منورہ میں آپؐ کا ورودِ مسعود ہوا۔ اس حج میں شامل ہونے والوں کی تعداد چالیس ہزار سے لے کر ایک لاکھ چوتیس ہزار تک بتائی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

امام وقت کی آواز

مرتّبہ: مکرم سید سعادت احمد صاحب

سب سخن کے جام بھرتے ہیں اِسی سرکار سے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مجالسِ عرفان اور خطوط میں دیے گئے علمی و تنظیمی سوالات کے جوابات میں سے انتخاب

سوال: اکیلی عورت کے حج پر جانے کے بارے میں محترم ناظم صاحب دارالافتاء کے جاری کردہ ایک فتویٰ کے بارے میں حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 04؍فروری 2020ء میں درج ذیل ارشاد فرمایا:

جواب: میرے نزدیک حج اور عمرہ کے لیے عورت کے ساتھ محرم کی شرط ایک وقتی حکم تھا بالکل اسی طرح جس طرح اُس زمانہ میں اکیلی عورت کے لیے عام سفر بھی منع تھا، کیونکہ اُس وقت ایک تو سفر بہت مشکل اور لمبے ہوتے تھے، راستوں میں کسی قسم کی سہولتیں میسر نہیں تھیں اور الٹا سفروں میں راہزنی کے خطرات بہت زیادہ تھے۔

چنانچہ ایک موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں راہزنی کی شکایت کی گئی تو آپ نے آئندہ زمانہ کے پُرامن سفروں کی بشارت دیتے ہوئے حضرت عدی بن حاتم کو فرمایا:

فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ۔

یعنی اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم دیکھ لوگے کہ ایک ہودج نشیں عورت حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرے گی، اللہ کے علاوہ اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔

اسی حدیث کے آخر پر حضرت عدی بن حاتم بیان کرتے ہیں فَرَأَيْتُ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ۔

یعنی مَیں نے ہودج نشین عورت کو دیکھا ہے کہ وہ حیرہ سے سفر شروع کرتی ہے اور کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اللہ کے سوا اس کو کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب)

حیرہ اس زمانے میں ایرانی حکومت کے تحت ایک شہر تھا جو کوفہ کے قریب واقع تھا۔ اس لحاظ سے اُس زمانے میں یہ کئی دنوں کا سفر بنتا ہے۔ پس اگر اُس زمانے میں ایک عورت حیرہ سے چل کر کئی دنوں کا سفر کر کے مکہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے آسکتی ہے تو اس زمانے میں چند گھنٹوں کا

ہوائی جہاز کا سفر کر کے ایک عورت عمرہ اور حج وغیرہ کے لیے کیوں نہیں جا سکتی؟

(الفضل انٹرنیشنل 4 فروری 2022ء صفحہ 11)

سوال: ایک دوست نے دریافت کیا ہے کہ صفاومروہ کی سعی کے دوران جہاں ہم مرد دوڑتے ہیں، عورتیں کیوں نہیں دوڑتیں حالانکہ حضرت ہاجرہ اس جگہ دوڑی تھیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 22؍نومبر 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: حج اور عمرہ کے موقع پر صفاومروہ کے درمیان سعی جہاں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کی قربانی کی یاد میں کی جاتی ہے، وہاں کتب احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۂ قضاء کے موقع پر کفار مکہ پر مسلمانوں کی قوّت کے اظہار کے لیے اپنے صحابہ کو طواف بیت اللہ کے پہلے تین چکروں اور صفاومروہ کی سعی کے دوران دوڑنے اور سینہ تان کر تیز چلنے کا ارشاد فرمایا تھا اور خود بھی یہی عمل فرمایا، کیونکہ کفار مکہ کا خیال تھا کہ مدینہ سے آنے والے مسلمانوں کو وہاں کے بخار نے بہت کمزور کر دیا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الحج) پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد اور فعل کے تحت حج اور عمرہ کرنے والے مردوں (جو اس کی طاقت رکھتے ہوں) کے لیے طواف بیت اللہ کے پہلے تین چکروں اور سعی بین الصفاوالمروہ میں دوڑنا سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرا۔ لیکن جو اس کی طاقت نہ رکھتے ہوں ان کے لیے دوڑنا ضروری نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے (جبکہ وہ اپنی ضعیف العمری کی وجہ سے سعی میں دوڑنے کی بجائے چل رہے تھے) کسی شخص کے اعتراض کرنے پر فرمایا کہ مَیں جو سعی کے دوران دوڑا ہوں تو مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سعی کے دوران دوڑتے دیکھا ہے اور اب جبکہ مَیں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور سعی کے دوران چل رہا ہوں تو مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سعی کے دوران چلتے بھی دیکھا ہے۔ (سنن ترمذی کتاب الحج)

فقہاء کے نزدیک طواف بیت اللہ اور سعی کے دوران دوڑنا مردوں کے لیے سنّت ہے، عورتوں کے لیے نہیں۔ کیونکہ عورتوں کے لیے ستر یعنی پردہ ضروری ہے جس کا حکم عورتوں کے دوڑنے سے قائم نہیں رہ سکتا۔

جہاں تک حضرت ہاجرہ کے پانی کی تلاش میں دوڑنے کی بات ہے تو وہ ایک اضطراری کیفیت تھی جس میں حضرت اسماعیل شدّت پیاس کی وجہ سے جان کنی کی حالت کو پہنچے ہوئے تھے۔ نیز روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ بعض جگہ وہ تیز تیز چلتی تھیں، بعض جگہ دوڑتی تھیں جس طرح کوئی بے چینی سے بعض دفعہ کسی خاص جگہ جلدی پہنچنے کے لیے تیز تیز قدم بھی اٹھاتا ہے اور دوڑ بھی پڑتا ہے۔ جبکہ حج اور عمرہ کے موقع پر عورتوں کے لیے ایسی کوئی اضطراری کیفیت نہیں ہوتی نیز حج اور عمرہ کے موقع پر عورتوں کے ساتھ مرد بھی ہوتے ہیں، اس لیے عورتوں کا اس موقع پر مناسب رفتار سے تیز چلنا ہی کافی سمجھا گیا ہے، تا کہ اس طرح وہ حضرت ہاجرہ کی سنّت کی پیروی بھی کر لیں اور ان کے پردہ کا حکم بھی قائم رہے۔

(قسط نمبر 28، الفضل انٹرنیشنل 4 فروری 2022ء صفحہ 11)

سوال: کینیڈا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ کیا مخصوص ایام میں قرآنی دعائیں زبانی دل میں پڑھنی جائز ہیں؟ نیز اگر دورانِ حج ایسے ایام شروع ہو جائیں تو کیا طواف سے رخصت ہو جاتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 7؍جولائی 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: عورت اپنے مخصوص ایام میں قرآنی دعاؤں کو زبانی دل میں دہرا سکتی ہیں، اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ مَیں نے پہلے بھی کئی مواقع پر اس بارے میں بڑی وضاحت سے جواب دیے ہوئے ہیں کہ عورت کو قرآن کریم کا جو حصہ زبانی یاد ہو، وہ اسے ایامِ حیض میں ذکرواذکار کے طور پر دل میں دہرا سکتی ہے۔ نیز بوقتِ ضرورت کسی صاف کپڑے میں قرآن کریم کو پکڑ بھی سکتی ہے اور کسی کو حوالہ وغیرہ بتانے کے لیے یا بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لیے قرآن کریم کا کوئی حصہ پڑھ بھی سکتی ہے لیکن باقاعدہ تلاوت نہیں کر سکتی۔ اسی طرح ان ایام میں عورت کو کمپیوٹر وغیرہ پر جس میں اسے بظاہر قرآن کریم پکڑنا نہیں پڑتا باقاعدہ تلاوت کی تو اجازت نہیں لیکن کسی ضرورت مثلاً حوالہ تلاش کرنے کے لیے یا کسی کو کوئی حوالہ دکھانے کے لیے کمپیوٹر وغیرہ پر قرآن کریم سے استفادہ کر سکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ مریم کی تفسیر میں اس مسئلہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس (یعنی آیت فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا...الآیۃ) (مریم: 27) سے یہ بھی پتا لگ گیا کہ نفاس اور حیض کی حالت میں ذکرِ الٰہی منع نہیں۔ لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ایسی حالت میں دل میں بھی ذکرِ الٰہی نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ اگر ذکرِ الٰہی منع ہو جائے تو روحانیت بالکل مر جائے۔ بلکہ بعض لوگ تو منہ سے بھی ذکرِ الٰہی کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم۔ تفسیر سورۃ مریم صفحہ 187)

اسی طرح قیامِ ربوہ کے بعد 5؍اپریل 1949ء کو سرزمین ربوہ پر منعقد ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے افتتاحی خطاب کے دوران بعض قرآنی دعاؤں کو بلند آواز میں پڑھا اور شاملین جلسہ کو ہدایت فرمائی کہ وہ بھی حضور کی اقتدا میں ان دعاؤں کو ساتھ ساتھ دہراتے جائیں۔ شاملینِ جلسہ میں چونکہ مستورات بھی موجود تھیں، اس لیے حضور نے ایسی عورتوں کو جو اپنے مخصوص ایام میں تھیں، انہیں ان قرآنی دعاؤں کے پڑھنے کے بارے میں درج ذیل ہدایت فرمائی:

عورتوں میں سے جو عورتیں ایسی ہیں کہ ان پر ان ایام میں ایسی حالت ہے کہ وہ بلند آواز سے قرآن کریم نہیں پڑھ سکتیں ان کو چاہیے کہ وہ دل میں ان آیتوں کو دہراتی چلی جائیں۔ اور جن عورتوں کے لئے ان ایام میں قرآن کریم پڑھنا جائز ہے وہ زبان سے بھی ان آیتوں کو دہرائیں۔ بہرحال جن عورتوں کے لئے ان ایام میں زبان سے پڑھنا جائز نہیں وہ زبان سے پڑھنے کی بجائے صرف دل میں ان آیتوں کو دہراتی رہیں۔ کیونکہ شریعت نے اپنے حکم کے مطابق جہاں مخصوص ایام میں تلاوت قرآن کریم سے عورتوں کو روکا ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ وہ دل

میں بھی ایسے خیالات نہ لائیں۔ یا دل میں بھی نہ دہرائیں بلکہ صرف اتنا حکم ہے کہ زبان سے نہ دہرائیں۔ بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک صرف قرآن کریم کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ مگر احتیاط یہی ہے کہ کثرت سے جس بات پر مسلمانوں کا عمل رہا ہے اسی پر عمل کیا جائے۔ پس بجائے زبان سے دہرانے کے وہ دل میں ان آیتوں کو دہراتی چلی جائیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 25؍دسمبر 1960ء صفحہ 5)

باقی جہاں تک دورانِ حج عورتوں کے ایامِ خاص شروع ہوجانے کی بات ہے تو ایسی صورت میں وہ طواف تو نہیں کرسکتی لیکن منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں ہونے والے دیگر مناسکِ حج میں وہ شامل ہوگی اور حیض کے ختم ہونے پر طواف کر کے اپنے حج کو مکمل کرسکتی ہے۔ چنانچہ حجۃالوداع کے موقع پر حضرت عائشہؓ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور جب ہم سرف مقام پر پہنچے تو میرے خاص ایام شروع ہو گئے۔ حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو مَیں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو مَیں نے کہا کہ کاش مَیں اس سال حج کے لیے نہ آئی ہوتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا شاید تمہارے خاص ایام شروع ہو گئے ہیں؟ مَیں نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو ایک ایسی بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے مقدر کر دی ہے۔ اس لیے جو کام حاجی کرتا ہے وہ تم کرو، سوائے بیت اللہ کے طواف کے، وہ نہ کرنا تاوقتیکہ تمہارے یہ ایام ختم ہو جائیں۔ (صحیح بخاری کتاب الحیض)

(قسط نمبر 60، الفضل انٹرنیشنل 19 اگست 2023ء صفحہ 5)

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں امریکہ سے ایک دوست نے حج کے موقعہ پر عورتوں اور مردوں کے اکٹھے نماز پڑھنے کے بارہ میں راہنمائی چاہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 26 نومبر 2021ء میں اس بارہ میں درج ذیل ہدایت فرمائی:

جواب: خانہ کعبہ میں عورتوں اور مردوں کی نماز کے لئے الگ الگ جگہ مقرر ہوتی ہے۔ اوائل اسلام میں حضور ﷺ کے عہدِ مبارک میں بھی عورتیں مردوں سے الگ اس طرح نماز پڑھتی تھیں کہ ان کی صفیں مسجد میں سب سے آخر پر ہوتی تھیں، ان کے آگے بچوں کی صف ہوتی اور پھر بچوں کے آگے مردوں کی صفیں ہوتی تھیں۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے طواف کے وقت بھی اگرچہ مرد و خواتین طواف اکٹھا ہی کرتے تھے۔ لیکن عورتیں مردوں سے الگ رہتی تھیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب ابن ہشام (گورنر مکہ) نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو عطاء بن ابی رباح نے اس سے کہا کہ تم انہیں کیسے روک سکتے ہو جب کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج نے مردوں کے ساتھ طواف کیا۔ (ابن جریج کہتے ہیں) مَیں نے (عطاء سے) پوچھا، یہ بات پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد کی ہے یا پہلے کی؟ اس پر انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے اپنے عقیدہ کی قسم، مَیں نے پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد ان کو اس طرح طواف کرتے دیکھا ہے۔ (ابن جریج کہتے ہیں) مَیں نے کہا عورتیں مردوں سے کیسے مل جل جاتی تھیں؟ انہوں نے کہا عورتیں ملتی جلتی نہ تھیں۔

حضرت عائشہ لوگوں سے ایک طرف جُدا طواف کرتیں، ان سے ملا جلا نہیں کرتی تھیں۔ ایک عورت نے ان سے کہا، اُم المومنین چلیں حجر اسود کو بوسہ دیں۔ انہوں نے کہا تم جاؤ اور انکار کر دیا۔ عورتیں رات کو اس طرح باہر نکلتیں کہ پہچانی نہ جاتیں اور مردوں کے ساتھ طواف کرتیں۔ البتہ جب بیت اللہ میں داخل ہونے لگتیں تو باہر ٹھہر جاتیں اور مردوں کو باہر کر دیا جاتا تو وہ اندر جاتیں۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب طواف النساء مع الرجال)

علاوہ ازیں ابتدا میں شریعت نے حج اور عمرہ وغیرہ میں عورت کے ساتھ اس کے محرم کے ہونے کی جو شرط رکھی تھی، اس میں ایک حکمت یہ بھی نظر آتی ہے کہ حج اور عمرہ کے موقعہ پر جبکہ لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے تو اس ہجوم میں عورت کا محرم اس کا ہاتھ وغیرہ پکڑ کر اسے دوسرے لوگوں سے اپنی پناہ میں رکھ سکتا ہے۔

(قسط نمبر 48، الفضل انٹرنیشنل 3 فروری 2023ء صفحہ 12)

اے شمعِ رُخ اپنا مجھے پروانہ بنا دے

اے حُسن کے جادو مجھے دیوانہ بنا دے
اے شمعِ رُخ اپنا مجھے پروانہ بنا دے

ہروقت مئے عشق یہاں سے رہے بٹتی
ویرانۂ دل کو مرے میخانہ بنا دے

مجھ کو تری مخمور نگاہوں کی قسم ہے
اِک بار اِدھر دیکھ کے مستانہ بنا دے

کر دے مجھے اَسرارِ محبّت سے شناسا
دیوانہ بنا کر مجھے فرزانہ بنا دے

اُس الفتِ ناقص کی تمنّا نہیں مجھ کو
جو دل کو مرے گوہر یکتا نہ بنا دے

لیں جائزۂ عشق مرے عشق سے عاشق
دل کو مرے عُشّاق کا پیمانہ بنا دے

جو ختم نہ ہو ایسا دکھا جلوۂ تاباں
جو مر نہ سکے مجھ کو وہ پروانہ بنا دے

دل میں مرے کوئی نہ بسے تیرے سوا اَور
گر تُو نہیں بستا اسے ویرانہ بنا دے

ابلیس کا سر پاؤں سے تو اپنے مسل دے
ایسا نہ ہو پھر کعبہ کو بت خانہ بنا دے

(کلامِ محمود، صفحہ 248۔ اخبار الفضل 30 دسمبر 1944ء)

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

جرمنی میں مذہبی تنوع میں اضافہ

جرمنی میں سیاسی و سماجی تبدیلیوں اور نئے تارکینِ وطن کی آمد کے ساتھ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کی عبادت گاہوں میں بھی بتدریج اضافہ دیکھا جارہا ہے۔ بہت سے خالی اور متروک گرجاگھر اب دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں میں تبدیل ہورہے ہیں۔ حال ہی میں ایرلانگن میں نئی یہودی عبادت گاہ کی تعمیر کی منصوبہ بندی ہورہی ہے۔اسی طرح شہر میں دو بڑی مساجد کی توسیع کے منصوبوں پر کام ہورہا ہے۔قابل ذکر تبدیلی نئے ہندو مندر کی تعمیر کا منصوبہ ہے۔ایرلانگن کی یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم دو ہزار سے زائد ہندو طلباء کے لئے ایک تنظیم نے مندر کی تعمیر کے لئے زمین خریدی ہے جس کی تعمیر 2027ء میں شروع ہوجائے گی۔ علاوہ ازیں اس شہر میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ چرچز کی بڑی تعداد ابھی بھی موجود ہے۔

جرمن چانسلر کی مقبولیت میں بتدریج کمی

جرمن نشریاتی ادارے ARD کے ایک حالیہ سروے کے مطابق 84فیصد جرمن شہریوں نے موجودہ حکومت کی کارکردگی پر عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ جرمن چانسلر کی اپنی مقبولیت میں بھی 21 فیصد کمی ہوئی ہے جبکہ نائب چانسلر کی عوامی مقبولیت محض 18 فیصد تک رہ گئی ہے۔مئی 2025ء میں حکومت سنبھالنے کے بعد موجودہ چانسلر متعدد اصلاحات کے منصوبوں پر عمل درآمد کرانے میں ناکام رہے ہیں۔دوسری طرف انتہائی دائیں بازو کی جماعت AfD کی حمایت بڑھ کر 25 فیصد ہوگئی ہے اور حکمران اتحاد جماعتوں کی مقبولیت میں کمی ہوتی جارہی ہے۔

اسرائیلی فوجی کی حضرت مسیحؑ کے مجسمہ کی بے حرمتی

جنوبی لبنان کے سرحدی علاقے میں ایک اسرائیلی فوجی اہلکار نے حضرت مسیحؑ کے ایک مجسمہ کی بے حرمتی کی اور ہتھوڑے کی ضربوں سے مجسمہ کو نقصان پہنچایا۔سوشل میڈیا پر وائرل ویڈیو اور تصاویر پر شدید ردعمل بھی دیکھنے میں آرہا ہے۔ اسرائیلی وزیراعظم نے اس واقعہ کی بھرپور مذمت کی اور کہا کہ اس اہلکار کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

میونسٹر یونیورسٹی میں شعبہ اسلامی علوم کا قیام

یورپ میں اپنی طرز کی پہلی نئی اسلامی فیکلٹی میونسٹر یونیورسٹی جرمنی میں قائم کی گئی ہے جس میں اسلامی تاریخ، اخلاقیات اور فلسفے جیسے امور کے شعبے شامل ہوں گے۔ یونیورسٹی کے ریکٹر یوہانس ویسلز کے مطابق یہ یورپ میں اپنی نوعیت کی پہلی فیکلٹی ہے۔شعبہ کے ڈائریکٹر مہند خورشید نے اسے جرمنی میں مسلمانوں کے لئے بہت اہم قرار دیا ہے۔ یہ شعبہ خود اپنے تحقیقی خطوط، نصاب، امتحانی نظام، پروفیسروں کی تقرری اور ڈاکٹریٹ و پوسٹ ڈاکٹریٹ پروگرام ترتیب دے سکے گا۔

جرمن نوجوان ملک چھوڑنے کا سوچنے لگے

ایک حالیہ سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ جرمنی میں 14 سے 29 سال کی عمر کا ہر پانچ میں سے ایک نوجوان جرمنی چھوڑنے کے بارے سوچ رہا ہے جبکہ چالیس فیصد نوجوان طویل مدت میں ایسا کرنے کی سوچ رکھتے ہیں۔کیا جرمنی میں زندگی بہت اچھی ہے؟ نوجوانوں کی بڑی تعداد اس سے متفق دکھائی نہیں دیتی۔سروے میں حصہ لینے والوں نے اظہار کیا کہ وہ جرمنی میں معاشی تحفظ کے بارے میں فکرمند ہیں۔

اسرائیل اور جرمنی کے درمیان بڑھتی خلیج

گزشتہ کچھ عرصے سے عالمی سیاسی ماہرین اسرائیل اور جرمنی کے درمیان بڑھتی ہوئی دوریوں کو دیکھ رہے ہیں۔ اس کی وجہ جرمن چانسلر کی غزہ میں اسرائیل کی آبادکاریوں سے متعلق پالیسی پر تنقید بتائی جاتی ہے۔گزشتہ ہفتہ اسرائیلی وزیراعظم اور جرمن چانسلر کے درمیان ٹیلی فون گفتگو کے بعد جرمن چانسلر کے ترجمان کی جانب سے جاری کردہ پریس نوٹ میں جرمن چانسلر نے فلسطینی علاقوں میں حالیہ پیش رفت پر سخت تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ مغربی کنارے کا عملاً جزوی الحاق نہیں ہونا چاہیئے۔ اس پر اسرائیلی وزیرخزانہ نے کہا کہ وہ دن گزر چکے ہیں جب جرمن یہ طے کرتے تھے کہ یہودی کہاں رہ سکتے ہیں اور کہاں نہیں۔ہمیں اب دوبارہ پسماندہ بستیوں میں قید نہیں کرسکتے خاص طور پر ہماری اپنی سرزمین میں۔

مکرم مولانا منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری

قسط نمبر 1

خلافت سے کامل وفا اور اس کی مکمل اطاعت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (سورۃ انفال: 25)

اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو جب کہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل میں حائل ہے اور یہ کہ تم اسی کی طرف زندہ کر کے لوٹائے جاؤ گے۔

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۗ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔
(سورۃ الاحقاف: 32، 33)

اے ہماری قوم! اللہ کی طرف سے نئی کتاب کے لانے والے شخص کی پکار کو قبول کرو اور اس پر ایمان لے آؤ، نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور تم کو آنے والے دردناک عذاب سے پناہ دے گا۔ اور جو اللہ کی طرف بلانے والے کی بات کو قبول نہیں کرتا وہ اسے دنیا میں ہرا نہیں سکتا اور خدا کے سوا اس کو پناہ دینے والے وجود کہیں نہیں ایسے لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی مذکورہ بالا دونوں آیات کا مضمون اطاعت اور اتحاد سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلی آیت میں بتایا گیا ہے کہ اطاعت انسان کو زندگی بخشتی ہے اور اتحاد کے ساتھ مل کر جماعت کی کامیاب روحانی زندگی کی علامت بنتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ کامل اطاعت، وفاداری اور اتحاد کے ساتھ خلافت سے چمٹے رہیں اور جماعت سے وابستہ رہیں تاکہ ہم میں سے ہر ایک کا انجام بخیر ہو۔

دوسری آیت میں انسانوں کے گناہوں کی بخشش اور دردناک عذاب سے بچاؤ کا ذریعہ اطاعت کو ہی ٹھہرایا گیا ہے اور پھر اسی آیت میں اطاعت نہ کرنے والوں کے بارے میں فرمادیا کہ وہ دنیا میں یا زمین میں کسی کو عاجز نہیں کر سکتے، وہ غلبہ نہیں پا سکتے۔ گویا اطاعت کو غالب آنے کا ہتھیار قرار دیا گیا ہے اور جن میں اطاعت کا مادہ نہیں ہوتا، کوئی ان کا دوست اور ولی بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح

سے ہمیں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ اگر تم نے غالب آنا ہے اور دنیا کو فتح کرنا ہے، تو اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنے اوپر لازم کرلو، ورنہ کھلی کھلی گمراہی میں پڑے رہو گے۔

حدیث کے مطالعہ سے بھی اطاعت کے مضمون کے متعلق متعدد احادیث ملتی ہیں۔حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں بلایا اور ہم سے بیعت لی۔ہم نے بیعت کی سننے اور اطاعت کرنے پر، اپنی خوشی اور ناخوشی میں، اپنی تنگی اور سہولت میں، اور اپنے پر دوسروں کی ترجیح کی صورت میں اور اس بارے میں کہ صاحبِ اختیار سے اختیار کے بارے میں کشمکش نہیں کریں گے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد حدیث نمبر 2866)

گویا اس حدیث کے ذریعہ بھی یہ مضامین ہمیں سمجھائے گئے ہیں کہ اطاعت اور فرمانبرداری ہر حال میں ہونی چاہیے۔خوشی سے بھی انسان اطاعت کرے اور ناخوشی کی حالت میں بھی۔یعنی دل مطمئن ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں سنو اور اطاعت کرو۔تنگی اور سہولت میں بھی سنو اور اطاعت کرو اور اگر تم سمجھتے ہو کہ تم پر اَوروں کو ترجیح دی جارہی ہے تب بھی اطاعت لازم ہے، اطاعت کا حکم دینے والے سے کوئی بحث مباحثہ بھی نہیں۔ یہ نہیں پوچھنا کہ کیوں، کیسے، کس لیے؟ کوئی ایسا سوال نہیں ہے اور اس میں کیا فائدہ ہوگا یا کیا نقصان ہوگا، یہ بحث ہی نہیں ہے۔بس اطاعت اور صرف اطاعت۔سوائے اس کے کہ اطاعت کا حکم دینے والا اللہ کی نافرمانی یا سراسر گمراہی کا کوئی حکم دے رہا ہو، تب اطاعت نہیں ہے، ورنہ ہر حال میں اطاعت ہے۔ بیعت کے وقت انسان نے جس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہو، اس کی ہر بات ماننا لازم ہے۔اسی میں انسان کی زندگی اور روحانی ترقیات کا دارومدار ہے۔

ان آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ ہدایت پانے کی کنجی بھی اطاعت ہے اور غلبہ وفتح پانے کا ہتھیار بھی اطاعت ہے۔اسی لیے قرآن کریم نے آیتِ استخلاف سے پہلے ہمیں اطاعت اور مکمل اطاعت ہی کا حکم دیا ہے۔اسی طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا اور رسول کی اطاعت تبھی مکمل ہوتی ہے جب خلافت کی اطاعت بھی اُسی طرح کی جائے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی''۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء حدیث نمبر 4724)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

''اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں، سہل امر نہیں، یہ بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اتاری جائے ویسے ہی اطاعت ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 267 حاشیہ طبع 2018ء)

پھر فرماتے ہیں:

''مَیں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔مَیں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لیے مَیں ان کو بلاتا ہوں، نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمّت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں، اور مَیں دیکھتا ہوں کہ ان میں اخلاص پایا جاتا ہے۔میری طرف سے کسی عمل کا اِرشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لیے تیار۔حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہوسکتی جب تک کہ اُس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لیے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو''۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 306، 307 طبع 2018ء)

اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آخر میں ایک بات اَور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو، قرآن تمہارا دستور العمل ہو، باہم کوئی تنازعہ نہ ہو کیونکہ تنازعہ فیضانِ الٰہی کو روکتا ہے۔موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئی۔اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے، اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔تمہارے ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ جانے دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوئی کوتاہی نہ کرو۔تیرہ سو برس بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا''۔

(خطبات نور صفحہ 131)

یہاں عرض کرتا چلوں کہ شاید کسی کو یہ خیال آتا ہو کہ ''اطاعت فی المعروف'' کہا گیا ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ خلیفہ کی اطاعت مشروط ہوگئی ہے، اس بارے میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک اور غلطی ہے وہ 'اطاعت فی المعروف' کے سمجھنے میں ہے کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں اطاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم ﷺ کے لیے بھی آیا ہے۔فرمایا: وَلَا يَعۡصِيۡنَكَ فِيۡ مَعۡرُوۡفٍ (الممتحنۃ:13) اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنا لی ہے''۔(خطبات نور صفحہ 420، 421)

پھر ایک اور جگہ آپؓ فرماتے ہیں:

''بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے''۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 262)

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اطاعت کے مضمون کو بہت کھول کھول کر مختلف پیراؤں میں، مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ایک جگہ فرماتے ہیں:

''تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لیے دوڑ پڑو کہ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ بلکہ اگر انسان اس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے۔... یہی حکم اپنے درجہ کے مطابق خلیفہ رسول اللہ پر بھی چسپاں ہوتا ہے اور اس کی آواز پر جمع

ہو جانا بھی ضروری ہوتا ہے اور اس کی مجلس سے بھی چپکے سے نکل جانا بڑا بھاری گناہ ہوتا ہے''۔
(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 408،409)

پھر فرمایا:

''اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لیے کسی آزاد تدبیر و مظاہرے کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی''۔
(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 367)

امام اور خلیفہ کی اطاعت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے، اس کے پیچھے اٹھاتا ہے۔ اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے، اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لیے کامیابی اور فتح یقینی ہے۔ چنانچہ فرمایا: ''جب تک تمہارے اندر ایسی فرمانبرداری پیدا نہ ہو کہ اگر تمہیں کہا جائے کہ تلوار کی دھار پر اپنی گردنیں رکھ دو تو ایک بھی تم میں سے پیچھے نہ ہٹے، اُس وقت تک تمہیں اطاعت کا مقام حاصل نہیں ہو سکتا''۔
(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 509)

آپؓ فرماتے ہیں:

''خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے''۔
(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 74)

اطاعت کی برکت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''اگر تم کامل طور پر اطاعت کرو تو مشکلات کے بادل اڑ جائیں گے۔ تمہارے دشمن زیر ہو جائیں گے اور فرشتے آسمان سے تمہارے لئے ترقی والی نئی زمین اور تمہاری عظمت و سطوت والا نیا آسمان پیدا کریں گے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ کامل فرمانبرداری کرو''۔
(الفضل 4 ستمبر 1937ء صفحہ 9)

پھر ایک جگہ کامل اطاعت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

''اس کے منہ سے جو لفظ نکلے وہی ساری جماعت کے خیالات اور افکار پر حاوی ہونا چاہیے، وہی اوڑھنا، وہی بچھونا ہونا چاہیے، وہی تمہارا ناک، کان، آنکھ اور زبان ہونا چاہیے... اس کی کامل اطاعت کرو ویسی ہی اطاعت جیسے دماغ کی اطاعت انگلیاں کرتی ہیں''۔
(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 75)

پس اطاعت صرف ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام اطاعت ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ ایک اَور جگہ فرماتے ہیں:

''امام کی آواز کے مقابلہ میں افراد کی آواز کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ تمہارا فرض ہے کہ جب بھی تمہارے کانوں میں خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز آئے تم فوراً اس پر لبیک کہو اور اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑو کہ اِسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ بلکہ اگر انسان اُس وقت نماز پڑھ رہا ہو تب بھی اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ نماز توڑ کر خدا تعالیٰ کے رسول کی آواز کا جواب دے''۔
(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 408،409)

ہمارے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ایک دفعہ ایسا ہی کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے آواز دینے پر فوراً نماز توڑ دی اور آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔
(حیات نور صفحہ 221)

پس اطاعت نام ہے اس طرح چلنے کا جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے۔ اطاعت نام ہے اس طرح حرکت کرنے کا جس طرح نمازی امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشارے پر چلتا ہے۔ چنانچہ اس کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پہ فرمایا:

''جس طرح نماز میں امام کے رکوع کے ساتھ رکوع اور قیام کے ساتھ قیام اور سجدہ کے ساتھ سجدہ کیا جاتا ہے، اسی طرح خلیفۂ وقت کے اشارہ کے ماتحت ساری جماعت چلے اور اس کے حکم سے آگے نکلنے کی کوشش نہ کرے۔ نماز کا امام جو صرف چند مقتدیوں کا امام ہوتا ہے، جب اس کے بارے میں رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو اس کے رکوع اور سجدہ میں جانے سے پہلے رکوع یا سجدہ میں جاتا ہے یا اس سے پہلے سر اٹھاتا ہے، وہ گنہگار ہے تو جو شخص ساری قوم کا امام ہو اور اس کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی ہو، اس کی اطاعت کتنی ضروری سمجھی جائے گی... تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرا بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حکم دے بڑھو، اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ۔ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا حکم دے اُدھر سے ہٹ آؤ''۔
(قیامِ امن اور قانون کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض، انوار العلوم جلد 14 صفحہ 514،515)

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ایک ایک فرد اطاعت کے اس مفہوم کو خوب سمجھتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا بھی جانتا ہے اور اس کا عملی نظارہ خلافتِ خامسہ کے آغاز میں پہلے ہی دن دنیا نے بڑی حیرت اور استعجاب سے دیکھا جب انتخاب خلافت کے فوراً بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لوگوں کو مسجد میں کھڑے دیکھا تو فرمایا: ''بیٹھ جائیں''۔ حضور کی آواز جذبات سے مغلوب تھی۔ مَیں کچھ فاصلے پر تھا تو محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب مائیک کے عین سامنے کھڑے تھے انہوں نے فوراً حضور کا ارشاد سنتے ہی مائیک پہ اعلان کر دیا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ سب احباب بیٹھ جائیں۔ اس وقت کو یاد کریں، آپ میں سے بہت سوں نے وہ وقت دیکھا بھی ہو گا کہ جیسے ہی یہ اعلان ہوا تو احاطۂ مسجد اور قریبی علاقہ، جو اس وقت دس گیارہ ہزار احمدیوں سے بھرا ہوا تھا، یکایک جیسے آواز ان کے کانوں تک پہنچی، وہ سب کے سب زمین پر بیٹھ گئے۔ ایم ٹی اے پر بھی یہ نظارہ دکھایا گیا۔ بہت ایمان افروز نظارہ تھا۔ یہ وہ اطاعت کا اظہار ہے جو خلفاء نے اطاعت کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے سمجھایا اور جماعت نے خوب عمدگی سے اسے سمجھا۔ ہر ایسے موقع پر جہاں اطاعت کا تقاضا ہو یا اطاعت طلب کی جاتی ہے، تو اسی طرح اس کا اظہار بھی

ہوتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پہ خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''وہ نظارہ اپنے سامنے رکھیں جب شراب کی حرمت کا حکم آیا تو کچھ صحابہ بیٹھے شراب پی رہے تھے۔جب اعلان کرنے والے نے اعلان کیا تو ایک صحابی اٹھے اور سوٹی لے کر شراب کے مٹکوں کو توڑنا شروع کر دیا۔کسی نے کہا: جا کے پتہ تو کر لو کہ اصل میں حکم کیا ہے، واضح ہے بھی یا نہیں۔آنحضور ﷺ نے فرمایا بھی ہے کہ نہیں؟ تو انہوں نے کہا: نہیں، جو سن لیا پہلے اس پر عمل کرو، یہی اطاعت ہے۔اس کے بعد پتہ کر لینا کہ کیا اصل حکم تھا۔تو یہ جذبہ ہے جو ہر ایک کو پیدا کرنا ہوگا۔یہ نہیں کہ ہمیں علیحدہ طور پر کچھ کہیں گے تو تب ہم عمل کریں گے، ورنہ نہیں''۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 287)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک اَور موقعہ پر فرماتے ہیں:

''تمہارا کام صرف اطاعت کرنا ہے ... حضرت خالد بن ولید کا یہ واقعہ ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ جب ایک جنگ کے دوران حضرت عمرؓ نے جنگ کی کمان حضرت خالدؓ بن ولید سے لے کر حضرت ابوعبیدہؓ کے سپرد کر دی تھی تو حضرت ابوعبیدہ نے اس خیال سے کہ خالدؓ بن ولید بہت عمدگی سے کام کر رہے ہیں ان سے چارج نہ لیا۔تو جب حضرت خالدؓ بن ولید کو یہ علم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے یہ حکم آیا ہے تو آپ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ چونکہ خلیفۂ وقت کا حکم ہے اس لئے آپ فوری طور پر اس کی تعمیل کریں۔مجھے ذرا بھی پروا نہیں ہوگی کہ مَیں آپ کے ماتحت رہ کر کام کروں اور مَیں اسی طرح آپ کے ماتحت کام کرتا رہوں گا جیسے میں بطور کمانڈر ایک کام کر رہا ہوتا تھا۔تو یہ ہے اطاعت کا معیار''۔

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 326، 327)

عمومی طور پر ہر بات جو اپنے اپنے وقت میں خلفاء کہتے رہے ہیں اور جو خلیفۂ وقت آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں، جو تربیتی امور آپ کے سامنے رکھے جاتے ہیں ان سب کی اطاعت کرنا اور خلیفۂ وقت کی ہر بات کو ماننا یہ اصل میں اطاعت ہے اور یہ نہیں کہ تحقیق کی جائے کہ اصل حکم کیا تھا اور اس کے پیچھے کیا مقصد تھا، یہ باتیں سوچنے اور پوچھنے کی نہیں ہیں۔جو سمجھ آیا اس کے مطابق فوری طور پر اطاعت کی جائے تبھی اس نیکی کا ثواب ملے گا تو یہ بڑا نمایاں اور واضح ہے۔بعض اوقات ہم لوگ جب کوئی حکم آتا ہے تو سوچتے رہ جاتے ہیں، کیوں، کیسے، کس طرح؟ یہ بات ہی نہیں ہے، تحقیق کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔جو سمجھ آیا اس کے مطابق فوراً عمل کرو، تبھی اس نیکی کا ثواب ملے گا۔پھر یہ کہ اطاعت کا معیار کیا ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اس کی ایک معراج جو ہے وہ ہمیں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی ذات میں نظر آتی ہے کہ جب حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تار آئی کہ فوری آجاؤ تو آپ اپنے مطب میں (کلینک میں) بیٹھے تھے۔وہیں سے جلدی سے روانہ ہو گئے۔یہ بلاوا اسی شہر سے نہیں آ رہا تھا کہ اسی طرح اُٹھ کے چلے گئے بلکہ حضرت مسیح موعودؑ دہلی میں تھے اور حضرت خلیفہ اولؓ قادیان میں۔گھر والوں کو پیغام بھیج دیا کہ مَیں جا رہا ہوں۔کوئی زادِ راہ، کوئی خرچ، کوئی کپڑے، کوئی سامان وغیرہ کی پیکنگ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی، سیدھے اسٹیشن پر پہنچ گئے۔گاڑی کچھ لیٹ تھی تو ایک واقف شخص ملا۔امیر آدمی تھا۔اس نے اپنے مریض کو دکھانا چاہا اور درخواست کی۔گاڑی لیٹ ہونے کی وجہ سے آپ نے مریض کو دیکھ لیا اور اس مریض کو دیکھنے کی آپ کو جو فیس ملی وہی آپ کا سفر کا خرچ بن گیا۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کا اِنتظام فرما دیا اور اپنے آقا کے حضور حاضر ہو گئے اور جب وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس طرح نہیں فرمایا تھا کہ فوری آجائیں، تار لکھنے والے نے تار میں لکھ دیا تھا کہ فوری پہنچیں۔لیکن کوئی شکوہ نہیں کہ اس طرح میں آیا، کیوں مجھے تنگ کیا بلکہ بڑی خوشی سے وہاں بیٹھے رہے۔تو یہ اطاعت کا اعلیٰ درجے کا معیار ہے کہ ہر سوچ اور فکر حکم کے آگے بے حیثیت ہے''۔

(خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 204، 205)

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ نے بھی حضرت خلیفہ اولؓ کے بارے میں یوں بیان فرمایا ہے: ''ایک مرتبہ ایک ہندو بٹالہ سے آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری اہلیہ سخت بیمار ہے۔ازراہِ نوازش بٹالہ چل کر اسے دیکھ لیں۔آپؓ نے فرمایا حضرت مرزا صاحب سے اجازت حاصل کر لو۔اس نے حضرت کی خدمت میں درخواست کی۔حضور نے اجازت دے دی۔بعد نمازِ عصر جب حضرت مولوی صاحب حضرت اقدسؑ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ ''امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے''۔عرض کی: بہت اچھا۔بٹالہ پہنچے۔مریضہ کو دیکھا۔واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ان لوگوں نے عرض کی کہ حضرت! راستے میں چوروں ڈاکوؤں کا بھی خطرہ ہے، پھر بارش اس قدر زور سے ہوئی ہے کہ واپس پہنچنا مشکل ہے کئی مقامات پر پیدل پانی میں سے گزرنا پڑے گا۔مگر آپ نے فرمایا: خواہ کچھ ہو، سواری کا انتظام ہو یا نہ ہو۔میں پیدل چل کر بھی قادیان ضرور پہنچوں گا کیونکہ میرے آقا کا ارشاد یہی ہے کہ آج ہی مجھے واپس قادیان پہنچنا ہے۔خیر یکّہ کا انتظام ہو گیا اور آپ چل پڑے۔مگر بارش کی وجہ سے راستے میں کئی مقامات پر اس قدر پانی جمع ہو چکا تھا کہ آپ کو پیدل وہ پانی عبور کرنا پڑا۔کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے۔مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں حاضر ہو گئے۔حضرت اقدسؑ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ کیا مولوی صاحب رات بٹالہ سے واپس تشریف لے آئے تھے۔قبل اس کے کوئی اَور جواب دیتا، آپ فوراً آگے بڑھے اور عرض کی۔حضور! مَیں واپس آ گیا تھا۔یہ بالکل نہیں کہا کہ حضور! رات شدت کی بارش تھی، اکثر جگہ پیدل چلنے کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہو چکے ہیں اور مَیں سخت تکلیف اُٹھا کے واپس پہنچا ہوں وغیرہ بلکہ اپنی تکالیف کا ذکر تک نہیں کیا''۔(حیات نور صفحہ 189)

(باقی آئندہ)

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب، کراچی

برکات خلافت

خلافت نہ صرف اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے بلکہ اپنے دامن میں ہزارہا برکات لیے ہوئے ہے جن میں سے بعض برکات کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

1۔ تمکنتِ دین

خلافت کی اس برکت کا قرآنِ کریم میں یوں ذکر ہے کہ ''ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا''۔ (النور: 56) دین کی تمکنت اس کے قیام، پھیلاؤ، ترقی اور غلبہ پر محیط ہے۔

خلافت سے وابستہ ترقی: نبی کی وفات کے وقت اس کا لگایا ہوا پودا ابھی ابتدائی مرحلے میں ہوتا ہے اور اس کا نشوونما پانا اور ایک مضبوط درخت بننا خلفاء کے ذریعہ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ''جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا... انبیاء کی بظاہر بے وقت وفات اور اس پر مخالفوں کے ہنسی ٹھٹھے کے بعد پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے، اپنے کمال کو پہنچتے ہیں''۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 14)

اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا: ''سوائے امام کے ترقی نہیں ہوتی... سوائے امام کے ترقی نہیں ہوسکتی''۔ (خطبات نور صفحہ نمبر 622)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد ہے: ''اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو ہمیشہ خلفاء کے ذریعہ اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اس کے ذریعہ ترقی کرے گا''۔

(درس القرآن صفحہ نمبر 72 مطبوعہ 1921ء)

اس کی بظاہر وجہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی ہوتی ہے جس کی روشنی میں خلفاء جماعت کی ترقی کے لئے اسکیمیں اور پروگرام بناتے ہیں اور ضروری وسائل کی فراہمی کے لئے افرادِ جماعت کو قربانیوں کی تحریک کرتے ہیں اور پھر کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعاگو رہتے ہیں۔

طاقتوں کا ارتکاز: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: خلفاء نبی کی قوتِ قدسیہ کو جو اس کی جماعت میں ظاہر ہو رہی ہوتی ہے ضائع ہونے سے بچا کر ایک خاص پروگرام کے ماتحت استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت کی طاقتیں پراگندہ نہیں ہوتیں اور تھوڑی سی طاقت سے بہت کام نکل آتے ہیں کیونکہ طاقت کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوتا۔ اگر خلافت نہ ہوتی تو بعض کاموں پر تو زیادہ طاقت خرچ ہو جاتی اور بعض کام توجہ کے بغیر رہ جاتے۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ نمبر 320)

خلیفہ وقت ایک مرکزی با اختیار اور مطاع وجود ہوتا ہے جو ملک ملک پھیلی ہوئی جماعتوں کی ایک مرکزی پروگرام کے مطابق راہنمائی کرتا ہے جس سے تمام جماعت ایک ہی سمت میں رواں رہتی ہے۔

خلافت کے ذریعہ ترقی مذہب کی معلوم تاریخ میں مشترک ہے۔ اسلام کا پیغام بھی خلافتِ راشدہ کے عہد میں دیکھتے دیکھتے جزیرہ عرب سے نکل کر وسط ایشیا اور شمالی افریقہ تک پھیل گیا اور معلوم دنیا کی بڑی آبادی نے اسلام کو بطور مذہب قبول کر لیا۔ قیصر وکسریٰ کی مضبوط قدیم حکومتیں اس کے سامنے سرنگوں ہوگئیں اور ایک بڑی عظیم اسلامی ریاست قائم ہوگئی جو امن وسکون، انصاف ورواداری اور حقوق کی ادائیگی کی ایک ایسی مثال تھی کہ تاریخ میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ گویا خلافتِ راشدہ اُولیٰ کا زمانہ اسلام کی ترقی کا زمانہ تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد جب خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دوبارہ قیام ہوا تو دنیا نے ایک بار پھر تمکنتِ دین کے نظارے دیکھے۔ خلافتِ اُولیٰ میں واعظین کی تقرری اور ملک سے باہر انگلستان میں پہلے مشن کے قیام سے ترقی اور پھیلاؤ کے جس سفر کا آغاز ہوا وہ ہر گزرتے دن کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتا گیا اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ساتھ دین کو وہ حیرت انگیز تمکنت نصیب ہوئی جو اپنی مثال آپ ہے۔

اللہ کے فضل سے 213 سے زائد ممالک میں جماعت کا باقاعدہ قیام، ایک ہزار سے زائد مبلغین، سات سو سے زائد مشن ہاؤسز کا قیام اور ہزارہا مساجد کی تعمیر، 75 سے زائد زبانوں میں تراجم قرآن کریم کی اشاعت، بے شمار کتب کی اشاعت اور 80 کے قریب جماعتی اخبارات ورسائل کا اجراء، عالمی بیعتوں کے ذریعہ کروڑہا افراد کی جماعت میں

شمولیت، تبلیغِ دین کے لئے مالی قربانیوں کا اربوں روپوں تک پہنچنا اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ MTA کا معجزہ، جو اب چوبیس گھنٹے پورے کرۂ ارض پر مختلف زبانوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہے۔

اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ دوسروں پر رُعب بھی عطا فرماتا ہے۔ یہ رُعب جماعت کو بھی حاصل ہے اور کئی ملکوں میں اس کے اجتماعات میں وہاں کے اعلیٰ حکام خوشی سے شرکت کرتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب ان ملکوں کے دورہ پر جاتے ہیں تو شایانِ شان اعزاز دیا جاتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں مثلاً امریکن کانگریس، برٹش پارلیمنٹ اور یورپی یونین کی پارلیمنٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات اس خداداد رُعب کا ایک اَور درخشاں نشان ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے افرادِ جماعت اپنے دنیوی معاملات میں بھی اپنے ہم عصروں سے ممتاز اور نمایاں ترقی کرتے ہیں۔ کئی ملکوں میں اپنی صلاحیتوں کے باعث اعلیٰ حکومتی عہدوں پر فائز ہیں۔ ایک اپنے ملک کے سربراہ ہوئے، کئی حکومتوں کے وزراء۔ چند نے اپنی اعلیٰ کارکردگی کے باعث ساری دنیا میں شہرت پائی۔ ایک عظیم احمدی سائنس دان نوبیل انعام کا حق دار ٹھہرا۔ بیسیوں طلباء اور طالبات ہر سال حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اپنی اعلیٰ کامیابیوں کے صلہ میں اَسناد پاتے ہیں۔ غرضیکہ جماعت ہر جہت میں برق رفتاری سے اپنے کامل غلبہ کی الٰہی تقدیر کی طرف گامزن ہے اور وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ ''دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا''۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 67)

2۔ حالتِ خوف کا امن میں بدلا جانا

خلافت کی دوسری برکت ان الفاظ میں مذکور ہے:

ترجمہ: اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ (سورۃ النور: 56)

نبی کی وفات کے وقت جماعت اپنی ابتدائی کمزوری کی حالت میں ہوتی ہے۔ اُس وقت دشمن زور سے حملہ آور ہوتا ہے اور مومن جماعت کے مستقبل کے حوالے سے خوف کا شکار ہو جاتے ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ نے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے: ''نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہوجاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا ہے اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہوجائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں''۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ نمبر 15)

بعد میں خلفاء کی وفات پر بھی گو جماعت کی حالت پہلے سے بہتر ہو چکی ہوتی ہے تاہم قائد کی جُدائی مومنین کو اسی طرح فکر مند کرتی ہے اور مستقبل کے اندیشے گھیر لیتے ہیں۔ ان اندرونی خوفوں کے علاوہ دشمن بار بار اور بعض دفعہ منافق بھی ایسے مواقع پیدا کرتے رہتے ہیں جو جماعت کے لئے خوف کا باعث ہوتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا میں ایک زلزلہ آجاتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 524، 525 نیا ایڈیشن)

اس برکت کے اظہار کے واقعات تاریخ میں بار بار ملتے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے عظیم ترین سانحہ کے برپا ہونے پر صحابہ کے گویا ہوش و حواس جاتے رہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تلوار اٹھا کر یہ کہنا کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت شدہ کہے گا وہ اُس کا سر قلم کر دیں گے اس کیفیت کا اظہار تھا۔ خوف کی یہ انتہائی حالت حیرت انگیز طور پر خلیفہ راشد کا انتخاب ہوتے ہی امن و سلامتی میں بدل گئی۔حضرت مسیح موعودؑ کا اسی بارے میں یہ ارشاد ہے:

''جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ میں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کر دوں گا یہ پیشگوئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان اور زمین نے عملی طور پر شہادت دے دی''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ نمبر 252 نیا ایڈیشن)

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ارتداد کی رَو اور ادائیگی زکوٰۃ سے انکار کے بڑے فتنوں نے سر اٹھایا جن کا خلیفہ راشد نے پامردی سے مقابلہ کیا اور مسلمان ان خوفوں سے نجات پا کر امن میں آ گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات بھی ایک بڑا سانحہ تھا جس نے تمام افراد جماعت کو خوف میں مبتلا کر دیا لیکن یہ سب خوف خلافت کے قیام کے ساتھ امن میں بدل گئے۔ یہ تجربہ ہر خلیفہ کی وفات اور نئے خلیفہ کے انتخاب پر دہرایا گیا۔ افراد جماعت خلفاء سے گہری دلی محبّت رکھتے ہیں جس کے نتیجہ میں اُن میں سے ہر ایک کی جدائی نے انہیں بے حال کیا اور ہر بار نئے انتخاب نے ان کی دادرَسی کی اور وہ اس کیفیت سے باہر نکل آئے۔

جماعت کی تاریخ میں اندرونی طور پر منکرینِ خلافت اور منافقین کے فتنوں نے بھی کئی بار سر اٹھایا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے دور میں ''خلافت یا انجمن'' کا سوال اٹھایا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ابتدائی دورِ خلافت میں تو منکرینِ خلافت نے ایک علیحدہ گروہ بنا کر محاذ کھول دیا۔ پھر مصری، مستری، وہاب و منّان مختلف ناموں تلے منافق جماعت کے اتحاد کے درپے ہوئے لیکن خلیفہ راشد نے ان تمام شرارتوں کی پوری کامیابی سے سرکوبی کی اور ہر ابتلاء سے جماعت کو نکال لائے۔ بیرونی طور پر بھی دشمن بار بار حملہ آور ہوا۔ 1934ء، 1953ء، 1974ء، 1984ء اور 2010ء میں دشمن نے حکومت کی طاقت کے ساتھ انتہائی خوفناک حملے کئے۔ یہ پوری جماعت پر مشکل وقت تھے اور بظاہر ان سے بچاؤ کی کوئی صورت نہ تھی۔ لیکن خدا کی بات پوری ہوئی اور خلفائے راشدین نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ جماعت کی بہترین راہنمائی فرمائی اور ہر بار خوف امن سے بدلتا رہا۔

3۔ تلاوتِ آیات/ نشان نمائی

قرآن کریم نے انبیاء کی بعثت کی ایک غرض مومنوں کے لئے تلاوتِ آیات یعنی نشان نمائی بتائی ہے۔ خلافت چونکہ نبوت کی ظل ہے اس لئے وہ بھی اس صفت سے متّصف ہوتی ہے۔ پھر چونکہ خلفاء اللہ تعالیٰ کی خاص قدرت کا مظہر ہوتے ہیں اس لیے خلفاء کے ہاتھ پر ایسے تابندہ اور درخشندہ نشان ظاہر ہوتے ہیں جو بدیہی طور پر

اپنے اندر معجزانہ شان رکھتے ہیں۔ ایک زندہ خدا کی ہر آن تجلّی اپنے اندر یہ برکت بھی سموئے ہوئے ہوتی ہے کہ یہ نشان نمائی مومنوں کے ایمان میں درستگی، تقویت، مضبوطی اور ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس سے ان کے ازدیادِ ایمان کا سامان ہوتا ہے اور روحانی میدان میں ان کے قدم آگے بڑھتے ہیں۔ دوسری طرف یہ نشان دشمنوں کے لئے رعب کا باعث ہوتے ہیں اور ان کے بہت سے بدارادوں میں رکاوٹ۔ جماعتی اور انفرادی زندگیوں میں مسلسل ظاہر ہونے والی اس برکت پر ہر احمدی گواہ ہے۔

4۔ تعلیم شریعت

خلافت کی برکت سے اعلیٰ طور پر شریعت کی تعلیم، ترویج اور تنفیذ جاری رہتی ہے۔ نئے لوگ شامل ہوتے ہیں اور جماعت بڑھتی جاتی ہے۔ پرانوں کو بھی یاددہانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ خلفاء ان سب ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر اپنے رُوح پرور خطبات، خطابات اور تحریرات کے ذریعہ مومنوں کی انفرادی زندگی اور جماعت کے اجتماعی ماحول میں نفاذِ شریعت کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ غرضیکہ علم دین کی ترویج اور رشد اور ہدایت کی تعلیم خلافت کی ایک اہم برکت ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس برکت کا یوں ذکر فرمایا ہے:

''خلفاء دین کی تشریح اور وضاحت کرتے ہیں اور مغلق امور کو کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں''۔

(الفضل 4 ستمبر 1937 بحوالہ خطبات محمود جلد 18 صفحہ 367)

5۔ درسِ حکمت

احکامات کی حکمت کا درس عمل کو آسان اور شریعت کے نفاذ کو سہل کرتا ہے۔ خلافت کا زمانہ چونکہ نبی کے زمانہ کے بعد ہوتا ہے۔ اس بُعد کے سبب بہت سے نئے سوال اٹھتے ہیں۔ نئے آنے والے بھی تعلیم اور احکامات کی باریکیاں جاننا چاہتے ہیں۔ پھر حالتِ زمانہ میں تبدیلی کے باعث بہت سی ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں جو شرعی احکامات پر عمل درآمد کو بظاہر مشکل بناتی ہیں۔ خلفاء اپنے خداداد علم وعرفان اور اللہ تعالیٰ سے راہنمائی کے ساتھ ان مسائل کو حل کرتے ہیں اور ان سب سوالات کے شافی جواب دیتے ہیں۔ خلفاء کے ذریعہ درسِ قرآن، محفلِ عرفان، سوال وجواب کی مجلسیں، رُوح پرور خطبات، اہم مواقع پر خطابات اور تحریرات سب اس درسِ حکمت کے ذرائع ہیں۔ پھر جماعت میں ان ذرائع کا پھیلایا جانا اور ہر سطح پر علمی مجالس کا انعقاد بھی اس پیغام کو عام کرنے کا ذریعہ ہیں۔ غرضیکہ درسِ حکمت کے ان سب امکانات تک رسائی خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

6۔ تزکیہ کا سامان

نبی افراد کو پاک کرنے، ان کو جِلا بخشنے اور خدا سے قریب کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ان کی غرض عام لوگوں کو اچھا انسان، خداشناس، خداترس انسان اور بالآخر خدانما وجود بنانا ہوتا ہے۔ مومنوں کی تربیت، تزکیہ اور خدا سے ان کے تعلق کو مضبوط کرنا خلفاء کا مقصود رہتا ہے اور وہ جماعت کی روحانی ترقی اور تربیت کے سب ظاہری سامان کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی اپنی شبانہ دعاؤں سے مدد بھی بہم پہنچاتے ہیں۔ خلفاءعظام بھی حسبِ ضرورت مطلوب اعمال صالحہ کی طرف جماعت کی راہنمائی کرتے ہیں اور تربیت واصلاح کے لئے نظامِ جماعت کو بھی متحرک کرتے ہیں۔ چنانچہ حصولِ تزکیہ کے لئے خلفاء کی راہنمائی اور نیکیوں کی تحریک اور بدی سے روکنے کا متحرک نظامِ جماعت خلافت کی برکات میں سے ایک ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ اس بارے میں فرماتے ہیں:

''انبیاء اور خلفاء اللہ تعالیٰ کے قُرب کے حصول میں لوگوں کے ممد ّ ہوتے ہیں۔ جیسے کمزور آدمی پہاڑ کی چڑھائی... سہارا لے کر چڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح انبیاء اور خلفاء لوگوں کے لئے... وہ سونٹے اور سہارے ہیں جن کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ (خطبات محمود جلد 18 صفحہ 403)

تزکیہ کے مفہوم میں دنیوی ترقی بھی شامل ہے۔ خلافت کی برکت سے جماعت کو اپنی دنیوی ترقی کے لئے بھی راہنمائی میسر رہتی ہے اور اس راہ میں مشکلات کے عملی حل بھی دستیاب رہتے ہیں۔ اب جماعت خلیفہ وقت کی راہنمائی میں اس امر کے لئے کوشاں ہے کہ کوئی بچہ انٹرمیڈیٹ سے پہلے تعلیم نہ چھوڑے۔ اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کرنے والوں کو خود خلیفہ وقت انعام سے سرفراز فرماتے ہیں اور یوں ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور مزید آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہدایت کہ کوئی بیکار نہ رہے اور ملازمتوں کے بجائے کاروبار کی طرف توجہ کی جائے اسی سمت میں ہے۔

7۔ قربانیوں کی راہ

انسانی زندگی کا مقصد رُوحانیت میں ترقی اور خدا کا قرب حاصل کرنا ہے۔ روحانی زندگی میں یہ جِلا قربانیوں سے پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ جان، مال اور عزّت، غرض ہر قسم کی قربانی مطلوب ہے اور وہ بھی نسل در نسل۔ افراد کا قربانیوں کے لئے تیار رہنا اور پھر قربانیاں کرتے چلے جانا خلافت کے دم سے ہی ہے۔ خلیفہ وقت حالات کے مطابق جماعت کے سامنے جان ومال اور وقت کی قربانیوں کی نئی نئی اسکیمیں رکھتے ہیں اور تمام افراد کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق ان میں حصہ لیں اور اپنے وقت، مال اور جان اللہ کی راہ میں قربان کریں۔ قربانیوں کے ان مواقع کا ملتے چلے جانا خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

8۔ اتحاد واتفاق

خلافت کے ذریعہ تمام افراد ایک وجود کے گرد جمع رہتے ہیں اور تمام ہدایات اور راہنمائی اس سے پاتے ہیں۔ خلیفہ کی بات کے مقابلہ میں کوئی دوسری بات اور خلیفہ کے وجود کے سامنے کوئی دوسرا وجود ان کے لئے بے حقیقت ہوتا ہے۔ یہ مرکزیت پوری جماعت کو ایک محور کے گرد رکھ کر متحد اور یکجان رکھتی ہے۔ خلیفہ وقت انہیں ایک لڑی میں پروئے رکھتا ہے اور ان کا نگران ہوتا ہے۔ یہ وحدتِ قومی خلافت کے ذریعہ ہی پیدا ہوسکتی ہے اور اس کے بغیر کوئی ترقی نہیں ہوسکتی۔ یہ حبل اللہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا اس بارے میں ارشاد ہے:

''تم اس حبل اللہ کو آپ مضبوط پکڑ لو یہ بھی خدا ہی کی رسّن ہے جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا کر دیا ہے پس اسے مضبوط پکڑے رہو''۔

(بدر قادیان یکم فروری 1912ء صفحہ 3)

خلافت کے ذریعہ باہم اتحاد واتفاق اس لئے بھی پیدا ہوتا ہے کہ تمام افرادِ جماعت خلیفۂ وقت سے محبت کے تار میں بندھے ہوئے ہوتے ہیں اور خلیفۂ وقت پوری جماعت کا محبوب ہوتا ہے اور محبت کا یہ رشتہ پوری جماعت کو متحد اور یکجان رکھتا ہے۔ جب تک اس میں اتحاد نہ ہو، کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی۔ اس اتحاد واتفاق کی جان خلافت ہے۔ خلافتِ راشدہ دورِ اوّل میں جب خلافت کی برکت سے وحدت پیدا ہوئی تو مسلمانوں نے تیزی سے ترقی کی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چار دانگ عالم میں پھیل گئے۔ لیکن جب خلافت نہ رہی تو اتفاق بھی جاتا رہا اور ایسا انتشار پیدا ہوا کہ دوبارہ ایک ہاتھ پر جمع نہ ہوسکے۔ اس عدم اتفاق نے آج دنیائے اسلام کی جو عبرتناک حالت کر رکھی ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ پس اتحاد واتفاق خلافت کی ایک بہت عظیم برکت ہے۔

9۔ سایہ محبّت

اللہ کے نبی مومنوں پر شفقت کا بازو پھیلائے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں نرم دل بناتا ہے اور اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرتا ہے۔ ان کے بعد خلفاء بھی اسی راہ پر ہوتے ہیں۔ وہ نرمی سے متّصف کئے جاتے ہیں۔ ان کی مخلوق سے محبّت، خوش دلی، سادگی، عاجزی اور ہمدردی افرادِ جماعت کو ان کا گرویدہ بنائے رکھتی ہے۔ ہر فرد خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ خطوط کا تبادلہ ہوتا ہے۔ سب ہر معاملہ میں راہنمائی کے لئے اور ضرورت پر دعا کے لئے درخواست گزار ہوتے ہیں۔ ان کے دل خلیفہ راشد کی محبّت سے دھڑکتے ہیں، ان کی نگاہیں خلیفہ وقت کے چہرہ کو دیکھتے سیر نہیں ہوتیں۔ اس دوطرفہ محبّت کا بڑا ہی خوبصورت اظہار حضرت مصلح موعودؓ نے یوں فرمایا ہے:

''تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبّت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے ... تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے''۔ (برکاتِ خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 156)

غرضیکہ خلیفہ کا وجود جماعت کے سر پر ایک گھنے، ٹھنڈے اور آرام دہ سایہ کی طرح ہوتا ہے جس کے تلے تمام افراد سکھ، چین اور سکون سے زندگی گزارتے ہیں۔ یہ سایہ محبّت خلافت کی ایک بڑی برکت ہے۔

10۔ قبولیتِ دعا

خلفاء اللہ تعالیٰ کے چنیدہ افراد ہوتے ہیں جب وہ گریہ وزاری کے ساتھ شبانہ روز دعائیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے اور فرشتے اس سلسلہ اسباب کی فراہمی کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں جو خلیفہ وقت کی دعاؤں میں مطلوب ہوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے''۔ (منصبِ خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 47)

قبولیتِ دعا کی یہ نعمت مزید برکات کا باعث بنتی ہے۔ جماعتی ترقی کی تمام تحریکیں بڑھ چڑھ کر کامیاب ہوتی ہیں اور جماعت کا قدم ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہتا ہے۔ مخالفین کی فتنہ انگیزیاں ناکام ونامراد رہتی ہیں اور جماعت مجموعی طور پر محفوظ ومامون رہتی ہے۔ افرادِ جماعت جب اپنی ذاتی ضرورتوں اور مسائل کے حل کے لئے خلیفۂ وقت سے درخواست گزار ہوتے ہیں اور خلفاء ان کے حق میں دعا کرتے ہیں تو یہ ساری ضرورتیں پوری ہوتی جاتی ہیں اور سب مسئلے حل ہو جاتے ہیں اور سب افراد شادکام رہتے ہیں۔ خلافت کی یہ عظیم برکت ہر احمدی کی زندگی میں بار بار ہونے والا ایک ایسا تجربہ ہے جس پر سب گواہ ہیں۔

تمام برکتیں خلافت سے ہیں

خلافت نبوت کا تتمہ ہے اور وہ تمام برکات جو نبوت سے خاص ہیں خلافت کے دور میں بھی جاری رہتی ہیں۔ سب خلفاء کی روحانی نہریں اسی چشمۂ صافی سے زندگی لیتی ہیں اور وہ ہے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی ذاتِ برکات۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس حقیقت کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے:

''گو جسدِ عنصری کے ساتھ آپ ﷺ دنیا میں موجود نہیں تھے مگر ابو بکرؓ کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ زندہ موجود تھے، عمرؓ کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ موجود تھے، عثمانؓ کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ زندہ موجود تھے، علیؓ کے دل میں محمد رسول اللہ ﷺ زندہ موجود تھے''۔ (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ نمبر 88)

پس خلافت نورِ نبوت کو پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی وضاحت میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے مگر اس نور کو مکمل کرنے کا ذریعہ نبوت ہے اور اس کے بعد اس دنیا میں پھیلانے اور اسے زیادہ عرصہ تک قائم رکھنے کا اگر کوئی ذریعہ ہے تو وہ خلافت ہے گویا نبوت ایک چمنی ہے جو اس کو آندھیوں سے محفوظ رکھتی ہے اور خلافت ایک ریفلیکٹر ہے جو اس کے نور کو دور تک پھیلاتا ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ نمبر 338)

یوں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام برکتیں ہی خلافت کے دم سے ہیں۔ ایسی چند برکات کا اوپر ذکر ہوا لیکن یہ ایک سیلِ رواں ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ فرمان اس بات کو خوب سمیٹتا ہے:

''اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقّہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتّع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں اونچا کرے اور اس جہاں میں بھی اونچا کرے''۔

(الفضل 20 مئی 1959ء)

اللہ کرے کہ ہم سب اور ہماری نسلیں بھی خلیفۂ وقت سے مضبوط ذاتی تعلق رکھیں تا خلافت کی ان سب برکات سے پورا فائدہ اٹھا کر دین ودنیا کی فلاح پائیں، آمین۔

قسط نمبر 2

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلگداز نمازیں

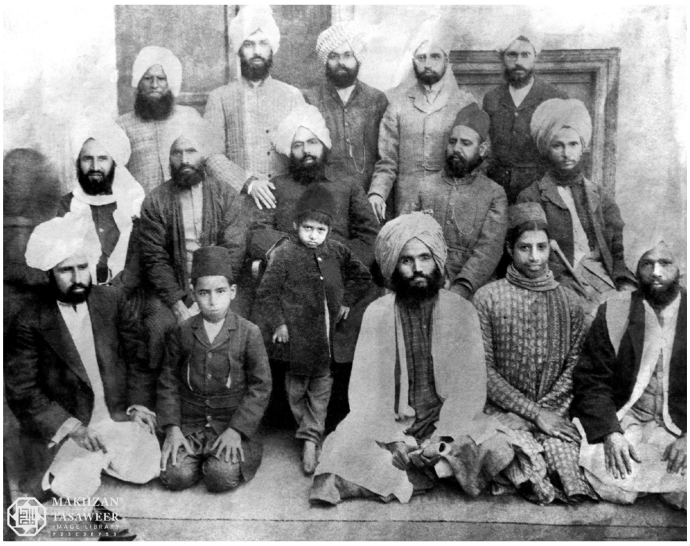

مکرم مولانا عبدالسمیع خان صاحب استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت میاں محمد دین صاحبؓ

حضرت میاں محمد دین صاحبؓ جو 313 صحابہ میں سے تیسرے نمبر پر ہیں بچپن میں پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کا اہتمام کرتے تھے مگر پھر اپنے ماحول کے زیرِ اثر تارکِ صلوٰۃ ہو گئے اور دہریت کا شکار ہوتے گئے۔ تقدیرِ الٰہی کے تابع آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب براہینِ احمدیہ پڑھنے کی توفیق ملی اور ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پڑھ کر دہریت کے سارے زنگ اتر گئے۔ فرماتے ہیں میری آنکھ ایسی کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہو جاتا ہے۔ اسی وقت کپڑے دھوئے اور گیلے کپڑے پہن کر ہی نماز پڑھنی شروع کی محویت کے عالم میں ایک طویل نماز پڑھی۔ فرماتے ہیں یہ نماز براہین نے پڑھائی اور بعد ازاں آج تک کوئی نماز مَیں نے نہیں چھوڑی۔ تھوڑے عرصہ بعد بیعت کا خط لکھ کر امام الزمان سے مکمل طور پر وابستہ ہو گئے۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد 7 صفحہ 47,46)

باغ مرجھایا ہوا تھا گر گئے تھے سب ثمر
مَیں خدا کا فضل لایا پھر ہوئے پیدا ثمار

حضرت پیر افتخار احمد صاحبؓ

حضرت پیر افتخار احمد صاحبؓ بڑھاپے اور ضعف کی حالت میں بھی مسجد میں تشریف لاتے۔ آخری عمر میں زیادہ دیر تک بیٹھ نہ سکتے تھے۔ جماعت شروع ہونے سے قبل مسجد میں لیٹ جاتے اور باجماعت نماز کا انتظار فرماتے۔ (تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 11)

حضرت حافظ عبدالعزیز صاحبؓ

حضرت حافظ عبدالعزیز صاحبؓ سرگودھا فرمایا کرتے تھے کہ بیعت سے پہلے مَیں صوم وصلوٰۃ کا تارک تھا لیکن بیعت کے خط میں ہی حضرت اقدس سے اوامر کی پابندی کے لئے دعا کی درخواست کی چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ خدا کا فضل ہے اس کے بعد سفر اور حضر میں بیماری اور صحت کی حالت میں ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی۔

(تاریخ احمدیت جلد 17 صفحہ 165)

حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحبؓ

حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

’’نماز کا مَیں شروع سے پابند رہا ہوں۔ بیعت کے بعد مَیں نماز میں خاص لذّت محسوس کرنے لگا‘‘۔

(اصحاب احمد جلد 10 صفحہ 17)

حضرت میاں سانولا صاحبؓ

کشمیر کے حضرت میاں سانولا صاحبؓ نماز کے پابند تھے۔ ایک دن سجدہ کی حالت میں رُوح جسم سے پرواز کر گئی۔ (تاریخ احمدیت کشمیر صفحہ 68)

پہلا انگریز احمدی

13 جنوری 1892ء کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس روز سب سے پہلا انگریز حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت سے مشرف ہوا۔ چنانچہ آپ نے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ مقیم جموں کے نام اپنے قلم سے اسی روز ایک مکتوب تحریر فرمایا جس میں یہ خوشکن اطلاع دی:

’’سردار ویٹ جان خلف الرشید مسٹر جان ویٹ کہ ایک جوان تربیت یافتہ، قوم انگریز دانشمند، مدبّر آدمی انگریزی میں صاحبِ علم آدمی ہیں اور کرنول احاطہ مدراس میں بعہدہ منصفی مقرر ہیں۔ آج بڑی خوشی اور ارادت اور صدقِ دل سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔ ایک باہمّت آدمی اور پرہیز گار طبع اور محبّ اسلام ہیں انگریزی میں حدیث اور قرآن کو دیکھا ہوا ہے... وہ مشورہ دیتے ہیں کہ ہر ایک ملک میں واعظ بھیجنے چاہئیں اور کہتے ہیں کہ ایک مدراس میں واعظ بھیجا جاوے۔ اس کی تنخواہ کے لئے میں ثواب حاصل کروں گا۔ غرض زندہ دل آدمی معلوم ہوتا ہے۔ تمام اعتقاد سن کر ’امنّا امنّا‘ کہا کوئی روک پیدا نہیں ہوئی اور کہا اسلام کی سچائی کی خوشبو اس راہ میں آتی ہے۔ الغرض وہ محققانہ طبیعت رکھتے ہیں اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھتے ہیں۔ زیادہ تر خوشی یہ ہے کہ پابندِ نماز خوب ہے۔ بڑے التزام سے نماز پڑھتا ہے‘‘۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 صفحہ 117،118)

حضرت سعد اللہ خان صاحبؓ

صوبہ سرحد کے خان بہادر سعد اللہ خان صاحب نے خط لکھ کر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی تھی۔ کچھ عرصہ بعد قاضی محمد اکبر جان صاحب سابق تحصیلدار ساکن پشاور بمعہ چند افسران مالاکنڈ خان بہادر صاحب کے پاس حاضر

ہوئے کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ احمدی ہو گئے ہیں۔ اور ہم کو بڑا رنج ہے۔ خان بہادر صاحب نے جواب دیا کہ مَیں جبکہ آپ کی طرح تھا نہ نماز پڑھتا تھا، نہ قرآن شریف میرے مکان پر خلافِ شریعت سب کام ہوتے مگر آپ لوگوں نے کبھی برا نہ منایا اور نہ ان باتوں کو دین کے خلاف بتایا۔ مگر جس دن سے حافظ مظفر احمد صاحب احمدی کی توجہ اور صحبت سے مَیں نے پانچ وقت نماز باجماعت شروع کی درسِ قرآن شروع کیا، تہجد پڑھنے لگا اور تمام شیطانی امور چھوڑ دیئے تو آپ کو برا محسوس ہوا اور رنج پہنچا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری پہلی زندگی صحیح تھی اور موجودہ زندگی غلط ہے۔ پس مَیں اس صحیح کو ترک کردوں اور پھر آپ جیسا ہو کر سابقہ ناپاک زندگی اختیار کروں تو آپ خوش ہوں گے۔ یہ سن کر قاضی صاحب اور ان کے ساتھی شرمندہ ہو کر چل دیئے''۔

(تاریخ احمدیت سرحد صفحہ 285)

حضرت علی احمد صاحب بھاگلپوریؓ

حضرت علی احمد صاحب بھاگلپوریؓ سن رسیدگی کے باوجود حتی المقدور باجماعت نماز مسجد میں ادا فرماتے بہت دعا گو بزرگ تھے۔ مسجد مبارک میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے قریب ہی صفِ اوّل میں شریکِ نماز ہوتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 595)

تین صحابہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعودؑ کے تین صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''حضرت مولوی شیر علی صاحب اور حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب اور حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب... یہ تینوں بزرگ حضرت مسیح موعودؑ کے ممتاز صحابہ میں سے تھے اور انہیں خدا کے فضل سے وہ مقام نمایاں طور پر حاصل تھے جسے آنحضرت ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ یعنی مبارک ہے وہ انسان جس کا دل گویا ہر وقت مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔ یہ بزرگ (اللہ تعالیٰ ان پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے) بیوی بچے بھی رکھتے تھے۔ ان کے حقوق بھی ادا کرتے تھے۔ اپنے مفوضہ کام بھی سرانجام دیتے تھے۔ دوستوں کی مجلسوں میں بھی بیٹھتے تھے۔ حسبِ ضرورت بازار سے سودا سلف بھی لاتے تھے بعض اوقات معصوم تفریحوں میں بھی حصہ لیتے تھے الغرض دست با کار کا ایک نہایت عمدہ نمونہ تھے۔ مگر باوجود اس کے وہ مسجدوں کی رونق بھی تھے اور ''دل بایار'' کی ایسی دلکش تصویر پیش کرتے تھے کہ اب تک ان کی یاد سے روح سرور حاصل کرتی اور زبان سے بے اختیار دعا نکلتی ہے''۔ (الفضل 31 مارچ 1959ء)

حضرت عبدالمجید خان صاحبؓ

حضرت خان عبدالمجید خان صاحبؓ، حضرت منشی محمد خان صاحب کپورتھلوی کے صاحبزادے تھے۔ کپورتھلہ میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز رہے۔ تقسیم ملک کے بعد ماڈل ٹاؤن سی بلاک میں رہائش اختیار کی۔ شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ فرماتے ہیں نماز باجماعت کے بے حد پابند تھے۔ خاکسار کو جب کبھی ماڈل ٹاؤن آنے جانے کا موقع ملا آپ کو باوجود بڑھاپے کے نماز کے لئے موجود پایا۔ (تاریخ احمدیت لاہور صفحہ 147)

حضرت حافظ ابو محمد عبداللہ صاحبؓ

آپ فرماتے تھے کہ دس سال کی عمر سے آخر وقت تک میری کوئی نماز یا روزہ قضا نہیں ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 617)

حضرت چوہدری امین اللہ صاحبؓ

حضرت چوہدری امین اللہ خان صاحبؓ پانچ وقتہ نماز باجماعت نہایت التزام سے ادا کرتے اور اگر کوئی نماز باجماعت ادائیگی سے رہ جاتی تو اس سستی کا اپنے آپ کو ذمہ دار قرار دے کر توبہ واستغفار کرتے۔ رمضان میں تہجد کے لئے مسجد مبارک قادیان جاتے اور سحری سے پہلے گھر آ کر روزہ رکھتے۔ (الفضل 12 دسمبر 2002ء)

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحب بھیرویؓ بغیر جماعت کے نماز ادا کرنا کمزوریٔ ایمان سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے مَیں نے ہوش سنبھالا ہے مَیں نے کوشش یہی کی ہے کہ نماز باجماعت ادا کروں اور سوائے بیماری اور سفر کے مَیں نے کبھی بغیر جماعت کے نماز ادا نہیں کی۔

(تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 616)

حضرت میاں عبدالرحیم صاحبؓ

حضرت میاں عبدالرحیم صاحبؓ بیعت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہونے کے لئے فرصت کے دنوں میں فجر کی نماز کے لئے قادیان پہنچ جاتے اور دن بھر قادیان میں نمازیں ادا کرتے اور حضور کے کلمات طیبات سنتے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گاؤں کو روانہ ہو جاتے۔ (تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 626)

حضرت حکیم محمد اسماعیل صاحبؓ

حضرت حکیم محمد اسماعیل صاحب سیکھوانیؓ کو جب تک صحت نے اجازت دی آپ نماز باجماعت مسجد میں ادا کرتے رہے اور نماز نہایت خشوع سے ادا کرتے۔ سرگودھا کے بہت سے بزرگ احباب نے ذکر کیا کہ ہم بہت کوشش کرتے کہ حکیم صاحب سے پہلے مسجد میں پہنچ جائیں لیکن آپ ہمیشہ ہم سے پہلے پہنچ جاتے اور یہ معمول آپ کا صرف بڑھاپے میں ہی نہیں تھا کہ آپ فارغ تھے بلکہ کاروبار کے عین دوران اپنے ربّ کے ساتھ تعلق کو فائق سمجھتے ہوئے اسی کے حضور حاضر رہنے کو سعادت سمجھتے۔ نماز جمعہ کو نہایت التزام سے ادا کرتے اور بڑھاپے میں بھی سخت سردی اور سخت گرمی کی پرواہ کئے بغیر گھر سے کافی فاصلہ پر واقع مسجد تک ثواب کے حصول کے لئے پیدل ہی آنے جانے کو ترجیح دیتے۔

(روزنامہ الفضل 15 نومبر 1979 صفحہ 5)

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے آخری لمحات کے بارہ میں روزنامہ جنگ لکھتا ہے:۔ ''سر ظفر اللہ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ دو روز پہلے تک بولتے چالتے رہے جب بھی انہیں ہوش آئی تو وہ پوچھتے کونسی نماز

کاوقت ہے اور اس کے بعد اپنے اہل خانہ کے بارے میں دریافت کرتے کہ وہ کس حال میں ہیں''۔
(روزنامہ جنگ 2 ستمبر 1985ء، صفحہ 1)

حضرت چوہدری احمد دین صاحبؓ

حضرت چوہدری احمد دین صاحبؓ قبولِ احمدیت کے حالات تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔ مَیں اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی میں ٹیچر تھا وہاں ایک احمدی کتب فروش تھا اس سے کتابیں لے کر پڑھیں۔ ان دنوں مذہب کی طرف میری توجہ نہ تھی ایک مضمون درباره حقیقتِ نماز پڑھا۔ اس کے پڑھنے سے مجھ پر خاص اثر ہوا۔ اس کے بعد پھر اَور رسائل دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ پھر مَیں سکول کی نوکری چھوڑ کر کوہاٹ چلا گیا۔ وہاں مَیں نے کتابیں پڑھیں اور اخبارات کا بھی مطالعہ کیا پھر میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ میں خود قادیان جاکر دیکھوں۔ مَیں نے نئے مہمان خانہ میں جو اس وقت ابھی بنا ہی تھا اکیلے حضرت اقدس کی بیعت کی۔ اس وقت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی بھی موجود تھے۔ حضرت اقدس نے مجھے ایک کتاب ''مواہب الرحمٰن'' بطور تحفہ دی۔
(تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 587)

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ

آپ کی بعض خودنوشت روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ (خلیفۃ المسیح الاوّل) اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مسجد مبارک میں موجود نہ ہوتے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ حافظ معین الدین صاحب یا آپ کو امام الصلوٰۃ بنا لیتے اور بعض اوقات خود امامت کے فرائض انجام دیتے اور آپ کو حضور کے پیچھے نماز پڑھنے کی سعادت نصیب ہوجاتی۔ عبادت نہایت خشوع وخضوع اور حضورِ قلب سے کرتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ اس دنیا میں نہیں۔
(تاریخ احمدیت جلد 19 صفحہ 605، 607)

حضرت میاں جان محمد صاحبؓ

حضرت میاں جان محمد صاحبؓ کے بارے میں آپ کے نواسے بیان کرتے ہیں کہ مجھے اکثر آپ کے کمرے میں سونے کا موقع ملا۔ رات کو جتنی بار بھی بیدار ہوتے اٹھ کر وضو کر کے نفل شروع کر دیتے پھر سو جاتے۔ پھر جب بیدار ہوتے نفل پڑھتے رہتے۔ گھٹنوں میں تکلیف کے باوجود چل کر مسجد جاکر نماز پڑھتے اور ہم سب کو نماز کے بارے میں بہت تلقین کرتے۔ بعض اوقات پنجابی اشعار پڑھ کر ہمیں نماز کی اہمیت کے بارے میں بتاتے۔ حضرت میاں صاحب کے پوتے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ قریب المرگ تھے تو رات نماز کے بارے میں پوچھا کہ وقت ہوگیا ہے؟ بتانے پر آپ نے تیمم کیا اور نماز شروع کر دی لیکن پڑھتے پڑھتے بیہوش ہو گئے۔ اس طرح قریباً دس یا پندرہ دفعہ پوچھا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ پھر نماز شروع کرتے اور بیہوش ہو جاتے۔ (الفضل 28 ستمبر 1998ء)

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؓ

آپ کی قریب ترین مسجد کیمل پور ہسپتال سے تین میل کے فاصلہ پر تھی اور پھر رستہ خراب تھا مگر آپ صبح، عصر اور شام کی نماز کے لئے پا پیادہ بلاناغہ تشریف لے جاتے۔
(تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 539)

یہ وہ پاک تبدیلیاں تھیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے برپا کیں جو ہمیشہ جاری رہنی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو۔ اور اپنے اعضاء کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو۔ تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نماز میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے''۔
(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 549)

اپنی بگڑی سنوار آدھی رات

جاگ اے شرمسار! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات
یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر، ہوشیار! آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں
کبھی اس کو پکار آدھی رات
اس کے دربارِ عام میں جا بیٹھ
سب لبادے اتار آدھی رات
دو گھڑی عرضِ مدّعا کر لے
وقت ہے سازگار آدھی رات
بابِ رحمت کو کھٹکھٹانے دے
میرے پروردگار! آدھی رات
شدّتِ غم میں کچھ کمی کر دے
اب تو اے غمگسار! آدھی رات
کھلتے کھلتے کُھلے گا بابِ قبول
عرض کر بار بار آدھی رات
اپنے داتا کے در پہ آیا ہے
ایک اُمیدوار آدھی رات
ہوش و صبر و قرار کا دامن
ہو گیا تار تار آدھی رات
میری فریاد کا جواب تو دے
بول اے کردگار! آدھی رات
بے کسوں کو تری کریمی کا
آ گیا اعتبار آدھی رات
اشک در اشک جھلملانے لگا
میرا قرب و جوار آدھی رات
کس لیے بے قرار ہے مضطرؔ
کس کا ہے انتظار آدھی رات

(کلام چوہدری محمد علی مضطرؔ مرحوم)

مکرم سید سعادت احمد صاحب

ایرفورٹ

جرمنی کے وسط میں واقع صوبہ تھیورنگن کا دارالحکومت ایرفورٹ محض ایک شہر نہیں بلکہ صدیوں پر محیط تاریخ، تہذیب، مذہب اور تجارت کی ایک زندہ داستان ہے۔ دو لاکھ سولہ ہزار نفوس پر مشتمل یہ شہر دریائے Gera کی وسیع وادی میں آباد ہے اور اپنے جغرافیائی محلِ وقوع کے باعث ہمیشہ سے وسطی جرمنی میں ایک اہم مقام رکھتا آیا ہے۔ اس کا شمار ان خوش قسمت شہروں میں ہوتا ہے جہاں قرونِ وسطیٰ کی عمارات آج بھی اپنی اصل حالت میں محفوظ ہیں۔ تنگ پتھریلی گلیاں، لکڑی کے فریم والے مکانات، قدیم چوک اور تاریخی عبادت گاہیں دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وقت یہاں آہستہ چلتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ایرفورٹ کو اکثر قرونِ وسطیٰ کے جرمنی کی جھلک کہا جاتا ہے، جہاں تاریخ صرف کتابوں میں نہیں بلکہ اینٹ پتھر میں بولتی نظر آتی ہے۔

ایرفورٹ کی نمایاں علامت Krämerbrücke ہے، جو اپنی نوعیت کا ایک نادر عجوبہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ یورپ کا سب سے طویل ایسا پل ہے جس کے دونوں جانب مکمل رہائشی اور تجارتی مکانات تعمیر کیے گئے ہیں، اور حیرت انگیز طور پر آج بھی یہاں لوگ آباد ہیں۔ قرونِ وسطیٰ میں یہ پل تاجروں کے لیے مخصوص تھا، جہاں وہ اپنی دکانیں سجاتے اور دور دراز سے آنے والے مسافروں کو اشیاء فروخت کرتے تھے۔ آج بھی اس پل پر نوادرات، زیورات اور مشہور تھیورنگین چاکلیٹ کی چھوٹی مگر دلکش دکانیں دیکھ کر ماضی اور حال کا حسین امتزاج محسوس ہوتا ہے۔

شہر کے مرکز میں ایک بلند پہاڑی پر واقع ایرفورٹ کیتھیڈرل جرمن گوتھک طرزِ تعمیر کا شاندار نمونہ ہے جس کی بلند و بالا دیواریں، نفیس نقش و نگار اور رنگین شیشوں کی کھڑکیاں دیکھنے والے پر ایک عجیب کیفیت طاری کر دیتی ہیں۔ اس کلیسا کی سب سے بڑی خصوصیت Gloriosa نامی عظیم الشان گھنٹی ہے، جو قرونِ وسطیٰ کے زمانہ کی دنیا کی سب سے بڑی آزادانہ جھولنے والی گھنٹی مانی جاتی ہے۔ اسی کے پہلو میں واقع Severikirche ان دونوں عمارات کو ایک ایسا دلکش منظر عطا کرتا ہے جو ایرفورٹ کی شناخت بن چکا ہے۔

ایرفورٹ میں واقع پیٹرزبرگ قلعہ وسطی یورپ کے سب سے بڑے اور بہترین حالت میں محفوظ شہری قلعوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی مضبوط فصیلیں اور سرنگیں ماضی کی عسکری حکمتِ عملیوں اور دفاعی نظام کا پتہ دیتی ہیں۔

شہر کی قدیم Synagoge یورپ کی قدیم ترین یہودی عبادت گاہوں میں شمار ہوتی ہے۔ یہاں محفوظ ایرفورٹ کا خزانہ قرونِ وسطیٰ کے نایاب زیورات اور سکوں پر مشتمل ہے، جو اس شہر میں یہودی برادری کا قدیم زمانہ سے وجود، خوشحالی اور ثقافتی کردار کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔

قرونِ وسطیٰ میں ایرفورٹ کی خوشحالی کی ایک بڑی وجہ نیل کی تجارت تھی۔ نیل ایک خاص پودا تھا جس سے نیلا رنگ حاصل کیا جاتا تھا، اور اس زمانے میں کپڑوں کو رنگنے کا یہی واحد ذریعہ تھا۔ اس نیلے رنگ کی یورپ بھر میں بہت مانگ تھی، جس کی وجہ سے نیل کو اس دور میں "نیلا سونا" کہا جاتا تھا۔ اس تجارت نے بھی ایرفورٹ کو بے پناہ دولت، اثر و رسوخ اور ترقی عطا کی۔

ایرفورٹ کا نام مارٹن لوتھر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ سن 1501ء میں مارٹن لوتھر نے ایرفورٹ یونیورسٹی میں تعلیم کا آغاز کیا، جو اس وقت جرمنی کی بہترین درسگاہوں میں شمار ہوتی تھی۔ مارٹن لوتھر نے والد کی خواہش پر یہاں قانون کی تعلیم شروع کی۔ 1505ء میں ایرفورٹ کے قریب Stotternheim کے مقام پر ایک شدید گرج چمک کے طوفان نے ان کی زندگی کا رخ بدل دیا۔ موت کے خوف سے مانی گئی منت نے انہیں قانون کی تعلیم چھوڑ کر St. Augustine خانقاہ میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا، جہاں انہوں نے کئی سال عبادت، ریاضت اور بائبل کے گہرے مطالعے میں گزارے۔ آج بھی سیاح اس خانقاہ میں وہ کمرہ دیکھ سکتے ہیں جو اس عظیم تاریخی تبدیلی کا گواہ ہے۔

ایرفورٹ کی تاریخ کا سیاہ باب سن 1682ء اور 1683ء میں واقع ہونے والی طاعون کی وہ وبا ہے جس میں شہر کی نصف سے زیادہ آبادی لقمۂ اجل بن گئی۔ اس وبا نے شہر کی معیشت، سماجی ڈھانچے اور روزمرہ زندگی کو بھی بری طرح متاثر کیا۔ اس سانحہ کے بعد ایرفورٹ کو دوبارہ سنبھلنے میں کئی دہائیاں لگ گئیں۔

آج کا ایرفورٹ ایک جدید، پُرامن اور سیاحتی شہر ہے جہاں قدیم عمارات کے درمیان جدید کیفے، میوزیم، ثقافتی تقریبات اور کرسمس مارکیٹس شہر کو ایک منفرد دلکشی عطا کرتی ہیں۔

جماعت احمدیہ ایرفورٹ

یہ رپورٹ مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب ممبر تاریخ کمیٹی نے مقامی دوستوں سے معلومات جمع کر کے مرتّب کی ہے، اگر کسی دوست کے علم میں مزید معلومات ہوں یا کوئی بات قابل درستگی ہو تو تاریخ کمیٹی جرمنی کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ (صدر تاریخ کمیٹی جرمنی)

جرمنی کے صوبہ تھیورنگن کے دارالحکومت کے قریبی شہر Tambach میں مکرم چوہدری منظور احمد صاحب 1990ء سے قبل موجود تھے۔ اسی سال مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب بھی یہاں بھجوا دیے گئے اور دسمبر 1990ء میں ملک صاحب کو مستقل ایرفورٹ بھجوا دیا گیا۔ اس لحاظ سے مکرم چوہدری منظور احمد صاحب اور ملک محمد ابراہیم صاحب جماعت ایرفورٹ کے ابتدائی احمدیوں میں سے ہیں۔ اسی عرصہ کے دوران متعدد احمدی احباب کا اپنے کاروبار کے سلسلہ میں یہاں آنا جانا رہا۔

1997ء میں مندرجہ ذیل چار احمدی یہاں مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے تو جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا: مکرم غلام احمد ڈوگر صاحب، مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب، مکرم منصور احمد صاحب اور مکرم طفیل احمد صاحب۔ اس سے اگلے برس مکرم رانا قمر دین صاحب بھی یہاں آ کر آباد ہو گئے۔

مکرم غلام احمد ڈوگر صاحب ایرفورٹ کے پہلے صدر جماعت مقرر ہوئے اور 1999ء تک یہ ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد اسے Leipzig جماعت میں ضم کر دیا گیا۔ 2010ء میں دوبارہ ایرفورٹ جماعت قائم ہوئی جس کے بعد کے صدران جماعت اور ان کا عرصہ ٔخدمت حسبِ ذیل ہے:

نام	عرصہ صدارت
مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب	2010ء تا 2012ء
مکرم محمد عدنان ملک صاحب	2012ء تا جون 2019ء
مکرم محمد وسیم خان صاحب	جولائی 2019ء تا جون 2025ء
مکرم محمد سلیمان ملک صاحب	جولائی 2025ء تا حال

مکرم محمد عدنان ملک صاحب پہلے قائد مجلس خدام الاحمدیہ تھے۔ 1998ء میں ایک نومبائع خاتون محترمہ Aisha Pookoph صاحبہ پہلی صدر لجنہ مقرر ہوئیں۔ 1999ء میں Leipzig جماعت میں ضم ہو جانے کے بعد 2010ء میں جب دوبارہ جماعت ایرفورٹ بنی تو محترمہ فائزہ بشریٰ ملک صاحبہ اہلیہ مکرم محمد وسیم ناصر صاحب صدر لجنہ مقرر ہوئیں۔

اوپر تصویر میں مسجد کے افتتاح کے موقع پر محترم امیر صاحب جماعت جرمنی کے ساتھ اراکین جماعت ایرفورٹ

کھڑے ہوئے (دائیں سے بائیں): مکرم اسد احمد ملہی صاحب سیکرٹری ضیافت، مکرم نصیر احمد چٹھہ صاحب، مکرم ملک محمد عدنان صاحب، مکرم ملک محمد صفوان صاحب، مکرم محمد وسیم ناصر صاحب سیکرٹری مال، مکرم شیر افگن ہنجرا صاحب قائد مجلس

کرسیوں پر (دائیں سے بائیں): مکرم امتیاز شاہین صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی، مکرم احمد کمال صاحب مربی سلسلہ ایرفورٹ، مکرم ملک محمد سلیمان صاحب صدر جماعت و ریجنل امیر زاکسن برانڈن برگ، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی، مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مشنری انچارج جرمنی، مکرم ڈاکٹر شاہ محمود سادات صاحب جنرل سیکرٹری جماعت، مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب زعیم انصار اللہ

نیچے بیٹھے ہوئے (دائیں سے بائیں): مکرم حافظ احمد صادق موسیٰ ناصر صاحب (گود میں بچہ عیسیٰ)، مکرم جمال محمد صاحب سیکرٹری امور عامہ، مکرم فرحان احمد صاحب سیکرٹری مال، مکرم مرزا نوید بیگ صاحب سیکرٹری وصایا

ابتدا میں مکرم چوہدری غلام محمد ڈوگر صاحب کے گودام واقع An der Lache میں نمازیں ادا کی جاتی رہیں۔ 2001ء سے مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب کا گھر بطور نماز سنٹر استعمال کیا جاتا رہا۔ بعدازاں 2021ء میں مکرم محمد عدنان ملک صاحب کے گودام واقع An der Lache میں نمازیں ادا کی جاتی رہیں۔

آغاز میں مکرم مولانا لئیق احمد منیر صاحب جماعت ایرفورٹ کے نگران مربی تھے۔ تب موصوف کی تعیناتی Leipzig میں تھی۔ ان کے بعد مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مبلغ برلن یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ان کے بعد نگران مربی سلسلہ مکرم سعید احمد عارف صاحب اور مکرم عمر رشید ملک صاحب خدمت بجا لاتے رہے۔ اب اکتوبر 2025ء سے مکرم احمد کمال صاحب بطور مربی سلسلہ ایرفورٹ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

دورہ جات خلفائے احمدیت

ایرفورٹ میں پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 1990ء میں تشریف لائے جس کی رپورٹ اخبار احمدیہ جرمنی کے شمارہ جنوری 1991ء میں مکرم عرفان احمد خان صاحب نے تحریر کی تھی جو ہدیہ قارئین کی جاتی ہے:

''مشرقی جرمنی سے روس کے نکل جانے کے بعد محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی ہدایات کے تحت وہاں تبلیغ کے لئے جو پروگرام ترتیب

Erfurt (tlz/ils). Entschieden verurteilte gestern das Oberhaupt der Ahmadiya-Bewegung des Islams, Hazrat Mirza Tahir Ahmad, das neu heraufbeschworene Konzept des Heiligen Krieges im Zusammenhang mit der Krise im Mittleren Osten. Er verwies auf seine diesbezügliche Haltung, die er auch in einem Buch „Mörder im Namen Allahs“ vertritt, das bereits in vielen europäischen Ländern erschienen ist und demnächst auch ins Deutsche übersetzt werden soll.

Der vierte Nachfolger - Khalifatul Masih IV. - des Gründers der Reformbewegung des Islams, der seit über 1000 Jahren existiert und von in 124 Ländern lebenden Ahmadi-Muslims getragen wird, war gestern von Oberbürgermeister Ruge in Erfurt willkommen geheißen worden und hatte zunächst eine Ausstellung in der Michaeliskirche besucht. Nach einer Pressekonferenz hielt er im „Haus Dacheröden“ einen Vortrag zuum Thema „Gewaltfreier Islam als Beitrag zum Weltfrieden“. Der Khalif will das Credo der Bewegung mit einer Reise durch Osteuropa weiter verbreiten, für die Erfurt der Ausgangspunkt war.

Die Ahmadiya-Bewegung basiert auf der ursprünglichen Botschaft des Propheten Mohammed und will den Geist des wahren Islams, der von Toleranz, Gewissens- und Glaubensfreiheit sowie der Wahrung der Menschenrechte geprägt war, wieder zum Leben erwecken. Auf unserem Foto: der Khalif (Mitte) während der Pressekonferenz, neben ihm der Erfurter Oberbürgermeister.

Foto: tlz/fred

Thüringische Landeszeitung 14.09.1990

ایرفورٹ کے Oberbürgermeister مسٹر روگے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا استقبال کر رہے ہیں (1990ء)

دیئے گئے ان میں وہاں کے مقامی شہروں میں رابطہ پیدا کرنا بھی شامل تھا۔ چنانچہ بہت سے دوستوں نے مشرقی جرمنی کا سفر اختیار کر کے وہاں کے مقامی لوگوں سے روابط بڑھائے۔ خاص طور پر مکرم رانا صفدر صاحب نے ایرفورٹ شہر کی ملٹی کلچرل آرگنائزیشن کے بعض حکام سے رابطہ پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کی اور وہاں تبلیغ کا کام شروع کیا۔ انہی دنوں وہاں پر ماہ ستمبر میں ایک نمائش کا اہتمام ہو رہا تھا۔ چنانچہ وہاں پر اس نمائش میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر رکھوانے کی کوشش بھی کی گئی۔ محترم مسعود احمد جہلمی صاحب مشنری انچارج نے بھی وہاں تشریف لے جا کر ان سے ملاقات کی۔

انہی دنوں جب یہ خوش آئند خبر فرانکفرٹ پہنچی کہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شرکت کی غرض سے حضور ایدہ اللہ بنفس نفیس فرانکفرٹ تشریف لا رہے ہیں تو جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس عاملہ نے یہ فیصلہ کیا کہ حضورِ اقدس کی خدمت میں درخواست کی جائے کہ حضور ایرفورٹ تشریف لے جا کر کتب کی نمائش بھی ملاحظہ فرمائیں اور وہاں تبلیغ کے لئے ہمیں ہدایات سے نوازیں۔ چنانچہ ایرفورٹ کے بعض افسران کو جب یہ بتایا گیا کہ کتب کی نمائش کے دنوں میں حضرت امام جماعت احمدیہ فرانکفرٹ تشریف لا رہے ہیں اور ہم ان سے ایرفورٹ تشریف لانے کی درخواست کر رہے ہیں تو حکام نے نہ صرف دلی خوشی کا اظہار کیا بلکہ اپنے لئے اس کو ایک اعزاز سمجھا کہ پہلی بار ایک مسلمان خلیفہ ان کے شہر میں تشریف لائیں گے۔ جونہی یہ خبر اعلیٰ حکام تک پہنچی تو انہوں نے بھی بہت خوشی کا اظہار کیا اور حضور کی تشریف آوری کے ضمن میں غیر معمولی دلچسپی اور سرگرمی کا مظاہرہ کیا۔ نہ صرف یہ کہ شہر کے لارڈ میئر نے حضور کو ٹاؤن ہال تشریف لانے اور اپنے ہمراہ شہر کی سیر کرانے کی دعوت دی بلکہ کلچرل آرگنائزیشن کے صوبائی صدر پروفیسر ڈاکٹر ہاؤس شٹائن نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضور ازراہِ نوازش آرگنائزیشن کے ممبران سے خطاب فرمائیں۔ چنانچہ محترم مسعود احمد جہلمی صاحب مشنری انچارج نے وہاں کے حکام کی غیر معمولی دلچسپی سے حضور ایدہ اللہ کو مطلع کیا اور حضور کی خدمت میں ان کی دعوت قبول فرمانے کی درخواست کی جسے حضور نے ازراہ شفقت منظور فرمایا...

13 ستمبر کو حضور بعد نماز ظہر وعصر ایرفورٹ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب قافلہ ہائی وے سے ایرفورٹ شہر جانے والی سڑک پر پہنچا تو وہاں مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب حضور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ یہاں پر شہر کے میئر کی طرف سے ایک پولیس کار حضور کی کار کی حفاظت اور راہنمائی کے لئے پہلے سے موجود تھی جس نے بطور پائلٹ حضور ایدہ اللہ کے قافلہ کی گاڑیوں کی راہنمائی کی۔

1997ء کے دورہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک تبلیغی نشست میں تشریف فرما ہیں

حضور سیدھے Johannes-Lang-Haus تشریف لے گئے جہاں تھوڑی دیر قیام فرمانے کے بعد Michaelis Kirche میں تشریف لائے جہاں پر جماعت احمدیہ کی طرف سے تراجم قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کی نمائش گذشتہ دس روز سے جاری تھی۔ (اس نمائش کے لئے میونخ ریجن کے محترم نذیر احمد صاحب اور ان کے رفقاء نے اپنا پورا تعاون پیش کیا) حضور کی وہاں آمد پر پروٹسٹنٹ چرچ کے پادری جناب Hartmann اور نائب بشپ پروفیسر ڈاکٹر Heino Falake نے حضور کا استقبال کیا۔ حضور نے کتب کی نمائش دیکھنے سے قبل دونوں سے گفتگو بھی فرمائی۔ نمائش کے معائنہ سے فارغ ہو کر حضور انور اس تاریخی عمارت Haus Dacheröden میں تشریف لائے جہاں پر ملٹی کلچرل آرگنائزیشن نے حضور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا تھا۔ اس تاریخی عمارت میں جرمنی کی مشہور علمی شخصیات گوئٹے اور شیلر قیام کر چکی ہیں اور اس عمارت کو آج بھی ثقافتی مجالس کا مرکز تسلیم کیا جاتا ہے۔

حضور کی Haus Dacherröden میں آمد پر شہر کے Oberbürgermeister جناب روگے اور Kulturbund کے صوبائی صدر پروفیسر ڈاکٹر Hausstein نے صدر دروازے پر حضور کا استقبال کیا اور پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ اس موقعہ پر دونوں معزز ین نے حضور ایدہ اللہ کو جرمن زبان میں خوش آمدید کہتے ہوئے خیر مقدمی کلمات کہے۔ حضور نے جواباً ان کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقعہ پر بھی محترم مشنری انچارج صاحب نے ترجمانی کے فرائض انجام دیئے۔ یہاں سے حضور دونوں معززین کے ہمراہ پریس روم میں تشریف لے گئے۔ جہاں پر ٹاؤن ہال میں پریس انچارج Mr Meinung نے حضور کے لئے پریس کانفرنس کا اہتمام کیا تھا۔ ... پریس کانفرنس اور حضور کی آمد کی خبر اگلے روز کے اخبارات میں نمایاں طور پر شائع ہوئی۔

پریس کانفرنس کے بعد اخباری نمائندگان اور Kulturbund کی تقریب کے حاضرین کی خدمت میں چائے، کافی پیش کی گئی جس کے بعد تقریب سے خطاب فرمانے کے لئے حضور دوسرے ہال میں تشریف لے گئے۔ اس جلسہ کی صدارت صوبائی صدر Mr Hausstein نے کی اور حضور کو اپنی سوسائٹی کی طرف سے خوش آمدید کہا۔ حضور نے اس تقریب سے تیس منٹ خطاب فرمایا۔ حضور نے خطاب میں حاضرین کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کروانے کے بعد اُن کی عالمگیر افادیت سے آگاہ فرمایا۔ حضور کے خطاب کے بعد حاضرین نے متعدد سوالات کیے جن کے حضور نے بصیرت افروز جوابات دیئے۔ حضور کا خطاب انگریزی میں تھا جس کا ترجمہ مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب اور محترم شیخ ناصر احمد صاحب ساتھ ساتھ کرتے رہے۔ اس تقریب کے اختتام پر حضور نے نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں اور بعد ازاں حضور رات دس بجکر بیس منٹ پر واپس فرانکفرٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ اس تقریب کو کامیاب بنانے میں ملٹی کلچرل آرگنائزیشن کی Frau Kallenbach اور Frau Schönnemann نے بھرپور حصہ لیا''۔ (اخبار احمدیہ جرمنی جنوری 1991ء)

دوسری بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 19 اگست 1997ء کو ایرفورٹ تشریف لے گئے اور ایک رات ہوٹل Radisson Blu میں قیام کیا۔ اس دورہ میں صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم، حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب اور محترم میر محمود احمد ناصر صاحب مرحوم بھی ایرفورٹ تشریف لائے تھے۔ اس دورہ کے تمام انتظامات ڈوگر برادران نے کیے تھے خصوصاً مکرم حبیب ڈوگر صاحب اس میں پیش پیش تھے۔ مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب نے دیگر افراد کے ساتھ حضورؒ کا استقبال کیا۔ اگلے روز 20 اگست کو Domplatz سے ملحق ایک کلچر ہاؤس میں سوال وجواب کی مجلس بھی ہوئی جس میں 150 کے قریب جرمن احباب نے شرکت کی۔ اس مجلس میں دو خواتین اور ایک جرمن دوست نے بیعت بھی کی۔ حضورؒ کا یہ دورہ بھی نہایت کامیاب رہا۔ اس کے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورہ ایرفورٹ 1997ء کے موقع پر ایک نشست کے دوران
دائیں سے بائیں: محترم مولانا میر محمود احمد ناصر صاحب مرحوم، مکرم مولانا عبدالمومن طاہر صاحب (انچارج عربک ڈیسک یوکے)،
مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب، مکرم مولانا زکریا خان صاحب (امیر جماعت و مبلغ انچارج ڈنمارک)

بعد حضورؒ Zwickau اور Dessau تشریف لے گئے جہاں البانین اور عرب احباب کے ساتھ میٹنگ تھی۔ رات کو Meerane میں ایک حویلی نما گھر میں قیام کیا۔ 21اگست کو حضورؒ برلن تشریف لے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد بھی اس علاقہ میں قدم رنجہ فرمایا اور برکت بخشی۔ حضور نے یکم جنوری 2007ء کو فرانکفرٹ سے برلن جاتے ہوئے راستہ میں ایرفورٹ کے قریبی قصبہ Waltersleben میں مختصر قیام فرمایا جہاں قصبہ کی خاتون مئیر Karola Kausch صاحبہ نے حضور انور کا استقبال کیا، اپنے قصبہ کے تعارف پر مشتمل کتاب اور اس علاقہ کا ایک پودا پیش کیا۔ نیز حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور نئے سال کی مبارکباد پیش کی اور کہا کہ مجھے حضور انور کے کام اور مقام کا کسی حد تک ادراک ہے۔ آپ دنیا میں امن اور محبت پھیلانے والی ہستی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مئیر کو جرمن ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم کا نسخہ دیتے ہوئے اس کے خلوص کا شکریہ ادا کیا اور نئے سال اور کرسمس کی مبارکباد دی۔

اسی قصبہ کے ٹاؤن ہال میں مقامی جماعت نے نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کر رکھا تھا۔ نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد کھانا پیش کیا گیا جس کا انتظام مرکزی ضیافت ٹیم کی نگرانی میں مقامی دوست مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب اور ان کے اہل خانہ نے کیا تھا۔ روانگی سے قبل مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب کے اہل خانہ اور ضیافت کی ٹیم نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 2 تا 8 فروری 2007ء)

ایرفورٹ میں منعقدہ اسلام نمائش کا منظر

تبلیغی مساعی

اللہ کے فضل سے تبلیغی مساعی میں ایرفورٹ کے علاقہ میں مقیم احباب جماعت ابتداء سے ہی پیش پیش رہے ہیں۔ متعدد تبلیغی میٹنگز منعقد کرنے کا موقع ملا۔ 1991ء سے ایرفورٹ سنٹرم میں باقاعدگی سے تبلیغی سٹال لگائے گئے جن کا سلسلہ 1999ء تک جاری رہا۔ 1991ء میں خلیج کی جنگ کے دوران شہر کے مقامی لوگوں نے جنگ کے خلاف ایک جلسہ منعقد کیا جس میں مختلف تنظیمیں شامل تھیں۔ مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب کو مسلمانوں کی نمائندگی کا موقع ملا۔ چونکہ وقت کم تھا اور مرکز سے کوئی مربی سلسلہ یا نمائندہ کا آنا ممکن نہ تھا۔ مکرم عبدالباسط طارق صاحب مبلغ برلن نے مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب کو کہا کہ سورۃ الحجرات کی آیات اور ان کا جرمن ترجمہ پڑھ دینا۔ اس میں جنگ کے متعلق اسلامی تعلیمات کا ذکر ہے۔ جب آیات تلاوت کی گئیں اور ترجمہ بیان کیا گیا تو سب نے اس اسلامی تعلیم کو سراہا اور ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ کیا آپ کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے؟ اثبات میں جواب دینے پر اس نے کہا کہ ایسی عمدہ اسلامی تعلیم کا ذکر صرف احمدی حضرات ہی کرتے ہیں۔ مَیں آپ کے خلیفہ صاحب کی مجلس میں بھی شامل ہو چکا ہوں۔ اسی طرح مختلف پادری احباب سے بھی گفتگو کی گئی۔ ان کو گھر میں دعوت دے کر اسلامی تعلیم سے متعارف کروایا گیا۔

1998-99ء میں پناہ گزینوں کے کیمپ میں البانین احباب کے ساتھ متعدد میٹنگز منعقد کی گئیں جس کے لیے مکرم زکریا خان صاحب خاص طور پر تشریف لائے اور جماعت کا تعارف کروایا۔ اسی طرح جرمن احباب کے ساتھ بھی تبلیغی نشستیں منعقد ہوتی رہیں جس کے لیے مکرم عبدالباسط طارق صاحب اور مکرم لئیق احمد منیر صاحب تشریف لاتے رہے۔

ایرفورٹ میں تبلیغی سٹینڈ کا منظر

خدمت خلق

کورونا کے عرصہ کے دوران پناہ گزینوں کے کیمپس میں ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے میڈیکل کیمپ لگائے گئے اور مریضوں کا علاج کیا گیا۔ یہ کیمپ چھ ماہ سے زیادہ عرصہ تک جاری رہے۔

اس وقت ایرفورٹ شہر میں مقامی احمدیوں کی تعداد 28 ہے اور ملحقہ علاقوں میں 19 کے قریب احمدی آباد ہیں، اس طرح کل تجنید 47 ہے۔ تحریک وقفِ نو میں 6 بچے اور 2 بچیاں شامل ہیں۔

اعلان نکاح

مکرم منور علی شاہد صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ 29 مارچ 2026ء بروز اتوار لاہور میں مکرم امیر جماعت احمدیہ لاہور نے خاکسار کے بیٹے عزیزم مظفر احمد طاہر صاحب نائب قائد مجلس نوئے ویڈ جرمنی کا نکاح ہمراہ عزیزہ طوبیٰ عامر بٹ صاحبہ بنت مکرم محمد عامر فیضان بٹ صاحب جرمنی سے مبلغ سات ہزار یورو حق مہر پر پڑھا اور دعا کرائی۔ عزیزم کے چھوٹے بھائی بطور وکیل، جبکہ عزیزہ کے والد بطور ولی حاضر تھے۔ عزیزم مظفر احمد طاہر صاحب، مکرم شیخ احمد علی سراج صاحب آف لاہور فیروزپوری مرحوم کے پوتے اور حضرت میاں عبدالعزیز مغل رضی اللہ عنہ کے پڑنواسے ہیں جبکہ مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نور مسجد فرانکفرٹ کے بھانجے ہیں۔ عزیزہ طوبیٰ عامر بٹ صاحبہ مکرم محمد قاسم بٹ صاحب مرحوم کی پوتی ہیں اور مکرم محمد شاہد بٹ صاحب صدر جماعت وٹلش جرمنی کی بھتیجی ہیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نکاح اپنے خاص فضل سے طرفین کے لئے نسل در نسل بابرکت فرمائے اور دونوں کا ساتھ ہمیشہ برکتوں اور خوشیوں والا ہو، آمین۔

مکرم عرفان احمد خان صاحب

مسجد محمود ایرفورٹ کی تعمیر

جرمنی کے صوبہ تھیورنگن کا دارالحکومت ایرفورٹ جو کہ سوا دو لاکھ کی آبادی میں 77 گرجا گھروں کی بدولت عیسائیت کا گڑھ سمجھا جاتا ہے اس شہر میں جماعت احمدیہ جرمنی کو سو مساجد سکیم کے تحت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔

تعمیر کے ابتدائی مراحل

جرمنی کے متحد ہونے کے بعد ایرفورٹ شہر مشرقی حصہ جرمنی کا وہ پہلا شہر ہے جہاں مسیح پاک کے ایک خلیفہ نے نہ صرف قدم رکھے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تبلیغی اجلاس سے خطاب بھی فرمایا۔ اُس وقت تک اِس شہر میں جماعت کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔ بعدازاں بعض احباب کے یہاں مستقل رہائش پذیر ہونے کے بعد 1997ء میں جماعت کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا۔

مسجد کے لئے زمین کی تلاش کا کام 2009ء میں شروع ہوا جس کو مختلف مراحل سے گزرنا پڑا۔ مشرقی حصہ جرمنی کا یہ علاقہ انتہا پسند خیالات رکھنے والی دائیں بازو کی سیاسی جماعتوں کے زیرِاثر ہونے کی بدولت غیرملکیوں کے لئے سخت رویہ اپنائے ہوئے ہے اور یہاں مسجد کی تعمیر بظاہر ناممکن نظر آتی تھی۔ کئی ایک پلاٹ دیکھے گئے۔ بعض قطعات کی خرید کے معاملات طے بھی پا گئے لیکن آخری مراحل میں عوام الناس کی مخالفت، مالکان پر پڑنے والے دباؤ اور پھر سرکاری محکموں میں جا کر مخالفین کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے زمین کی خرید ممکن نہ ہو سکی۔

2015/16ء میں جرمنی میں پناہ گزینوں کی جتھوں کی صورت میں آمد کی وجہ سے دائیں بازو کی سیاسی جماعتیں غیرملکیوں کی مخالفت میں پیش پیش تھیں اور مشرقی حصہ جرمنی میں ان کا مخالفانہ رویہ حد سے بڑھا ہوا تھا۔ ان ناموافق حالات میں احمدیہ ڈاکٹرز میڈیکل ایسوسی ایشن کے زیرانتظام دس احمدی ڈاکٹروں اور ہیومینٹی فرسٹ نے اس علاقہ کے متعدد شہروں میں ایک سال تک میڈیکل کیمپ لگا کر انتظامیہ کی مدد اور عوام کی خدمت کی۔ اس کا چرچا جرمن اخبارات میں ہوتا رہا۔ جماعت کے زیرانتظام اس عوامی خدمت کا ایک مثبت پہلو یہ سامنے آیا کہ حکومتی انتظامیہ نے مخالفت پر خاموشی اختیار کر لی اور عوامی ردعمل میں بھی کسی حد تک کمی آ گئی۔ چنانچہ 2016ء میں 1500 مربع میٹر کا ایک پلاٹ مسجد کے لئے منتخب کیا گیا۔ 10 مئی 2016ء کو فروخت کے معاہدہ (Reservierungvereinbarung) پر بھی دستخط ہو گئے۔ لیکن خبر شائع ہوتے ہی بعض افراد اور اداروں کی طرف سے اس کے خلاف متعلقہ ریجنل سرکاری دفتر میں اپیلیں دائر کر دی گئیں۔ لیکن خدا نے مدد کی اور یہ تینوں اپیلیں 2 فروری، 11 اپریل اور 27 اپریل کو خارج کر دی گئیں۔ اس دوران ایک نئی صورت حال یہ ہوئی کہ اس پلاٹ کے ہمسایہ نے کاغذات سے ثابت کر دیا کہ اس پلاٹ میں 5 مربع میٹر جگہ اس کی ہے۔ جس پر مقامی حکومت نے نیم حکومتی ادارے (Landes Entwicklungs Gesellschaft) کا ایک قطعہ زمین جو 6050 مربع میٹر کا تھا اسی مربع میٹر قیمت پر جماعت کو ایک لاکھ 65 ہزار یورو میں فروخت کر دیا۔

13 نومبر 2018ء کو منعقدہ مسجد محمود ایرفورٹ کی تقریب سنگِ بنیاد کے مناظر

یہ قطعہ زمین 30 مارچ 2017ء کو وکیل Dr. Tobias Genske کی معرفت جماعت نے خرید لیا اور فوری طور پر مسجد کا نقشہ جو آرکیٹکٹ محترم وقاص بن ساجد صاحب کا تیار کردہ تھا متعلقہ محکمہ میں جمع کروا دیا گیا۔ یہاں تک کے شدید مخالفت کے ماحول کو مثبت انداز میں بدلنے میں شہر کے میئر جناب Andreas Bausewein اور صوبہ کے وزیراعلیٰ جناب Bodo Ramelow کا تعاون حاصل رہا۔

مسجد محمود کا سنگِ بنیاد

مسجد محمود کے سنگِ بنیاد کی تقریب 13 نومبر 2018ء بروز منگل ایک بجے دوپہر منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں دیگر مہمانوں کے علاوہ صوبہ تھیورنگن کے وزیراعلیٰ Bodo Ramelow، شہر کے لارڈ میئر Andreas Bausewein اور دو خواتین ممبر صوبائی اسمبلی Mrs. Mirjam Kruppa اور Mrs Astrid Rothe، علاقائی بشپ Dr Christian Stawenow، یہودیوں کے علاقائی سربراہ Dr. Reinhard Schramm نے شرکت کی اور حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ مسجد کے احاطہ کے قریب تعمیر کے خلاف احتجاج کرنے والے بھی خاصی تعداد میں جمع ہو کر نعرہ بازی کر رہے تھے۔ کسی بھی قسم کے ناخوشگوار واقعہ سے بچنے کے لئے پولیس بھی خاصی تعداد میں موجود تھی۔ تقاریر کے سیشن کے بعد مارکی میں موجود سب حاضرین سنگ بنیاد رکھنے کی جگہ پر تشریف لے آئے جہاں سب سے پہلے مکرم نیشنل امیر صاحب نے بنیاد میں وہ اینٹ رکھی جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کی تھی۔ بعدازاں بعض دیگر احباب و خواتین کو بھی بنیاد میں اینٹ رکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد اجتماعی دعا کروائی گئی۔ تقریب سنگِ بنیاد کی تفصیلی رپورٹ رسالہ ہذا کے شمارہ جنوری 2019ء میں شائع ہو چکی ہے۔

تعمیر کے دوران مخالفت

مسجد کی تعمیر کا آغاز نومبر 2018ء میں ہوا جبکہ افتتاح 13 فروری 2026ء کو عمل میں آیا۔ کم و بیش 8 سال کے اس عرصہ کے دوران بعض دیگر عوامل کے ساتھ تاخیر کی وجہ ایک وجہ مستقل جاری رہنے والی مخالفت تھی جس کا آغاز تعمیر سے قبل شروع ہو گیا تھا اس کا سامنا تعمیر کے دوران بھی بڑی شدت سے جاری رہا۔ گزشتہ چند سالوں سے جرمنی کے سیاسی حالات میں دائیں بازو کی شدت پسند وہ پارٹیاں زیادہ مقبول ہو رہی ہیں جو غیر ملکیوں کو جرمنی سے رخصت کرنا چاہتی ہیں۔ مشرقی حصہ جرمنی میں ووٹ بینک AfD کی طرف منتقل ہو گیا ہے جس کے منشور میں جرمنی کو غیر ملکیوں سے خالی کرنا شامل ہے۔ ان حالات نے غیر ملکیوں اور ان کے اداروں کو کافی متاثر کیا ہے۔ انہی حالات اور دباؤ کے پیش نظر مسجد محمود ایرفورٹ میں تعمیراتی کام کرنے والی کمپنیاں کام چھوڑ کر معاہدے منسوخ کر کے جاتی رہیں۔ جو تعمیراتی کام ہوا اس کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔ ایک رات خنزیر کا سر مسجد کے احاطہ میں پھینک دیا گیا۔ اسی طرح ایک رات لکڑی کی صلیب تیار کر کے مسجد کے احاطہ میں گاڑ دی گئی۔ شروع کے ایام میں اس سے ملتی جلتی حرکات کی تعداد زیادہ تھی جن کی تفصیل اخبارات میں بھی شائع ہوتی رہی۔ انہی دنوں جماعت نے ایک عوامی مکالمہ کا اہتمام مقامی سپورٹس ہال میں کیا جس میں 700 سے زائد افراد شامل ہوئے اور مسجد اور اسلام سے متعلق لوگوں کے خدشات دور کئے گئے۔ اس میٹنگ کے بعد گو اجتماعی مخالفت میں کمی آ گئی البتہ شرارتی اور متعصب لوگوں نے اپنی کارروائیاں جاری رکھیں جن کی بدولت تعمیر کا کام کبھی شروع ہو جاتا اور کبھی درمیان میں روکنا پڑتا۔ کام کے مختلف مراحل مختلف کمپنیوں کے سپرد تھے البتہ جن ممبران جماعت نے اہم کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا ان میں مکرم محمد سلیمان ملک صاحب نے شہر کی انتظامیہ سے نقشہ جات و دیگر منظوریوں کا حصول، مقامی کمپنیوں کی تلاش اور تعمیر کی روزمرہ کی نگرانی کی توفیق پائی۔

مکرم عبدالرحمان سعودی صاحب اس مسجد کے نگرانِ تعمیر (Bauleiter) تھے۔ مکرم رانا ندیم احمد صاحب (اوسنابروک)، مکرم اشفاق کھوکھر صاحب (Rödermark)، مکرم رافع پال صاحب

مسجد کی تعمیر کے مختلف مراحل

(Wolfskehlen) نے بجلی کا بڑا کام کرنے کی توفیق پائی۔ مکرم نصیر احمد صاحب (Leipzig) اور مقامی لجنہ نے ضیافت کی ڈیوٹی بڑی تندہی سے انجام دی۔ مکرم اسد احمد صاحب اور مکرم شیر افگن صاحب نے وقارِ عمل میں نمایاں حصہ لیا۔ مسجد کی تعمیر پر چودہ لاکھ یورو خرچ آیا جس میں سے ایک حصہ مکرم جمال قیصر صاحب ابن مکرم داؤد ناصر صاحب نے ادا کیا۔ پلاٹ کا رقبہ 6050 مربع میٹر ہے جس میں سے 501 مربع میٹر پر مسجد، دفاتر، رہائش و دیگر ضروری تعمیر کی گئی ہے۔ مسجد کا رقبہ تقریباً 160 مربع میٹر ہے جس میں خواتین اور مردوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہال ہیں جن میں 120 نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ دفاتر کا حصہ 101,25 مربع میٹر، رہائش 90,72 مربع میٹر، گنبد 32,72 مربع میٹر اور مینار 6 میٹر اور باقی جگہ وضو اور دیگر ضروریات کے لئے مختص ہے۔

مسجد دیکھنے کی خواہش

سو مساجد سکیم کے تحت تعمیر ہونے والی مساجد میں مخالفت اور رکاوٹوں کا سامنا تو کم و بیش ہر مسجد پر کرنا پڑا لیکن مسجد محمود کی تعمیر پر برسوں جاری رہنے والی مخالفت اور اس کے خبروں میں تذکروں کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مسجد مکمل ہونے سے قبل عوام الناس میں اس مسجد کو دیکھنے کے حوالہ سے خاطر خواہ دلچسپی پیدا ہونا شروع ہو گئی۔ سکولوں اور یونیورسٹیز سے بھی طلبہ، اساتذہ، پروفیسر صاحبان اسلام کے تعارف کے لئے مسجد آتے رہے۔ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد گروپس کی صورت میں مسجد میں آ رہے ہیں۔ جرمن کیتھولک ڈے جو گزشتہ 103 سال سے ہر دو سال بعد منعقد ہونے والا ایک بڑا مذہبی اجتماع ہے۔ 2024ء میں ایرفورٹ میں منعقد ہوا۔ اس اہم موقع پر مسجد محمود ایرفورٹ کا نام مسلمانوں کی عبادت گاہ کے طور پر پروگرام میں شائع کر کے اس کو دیکھنے کی تلقین کی گئی۔ چنانچہ ان ایام میں بڑی تعداد میں لوگوں نے مسجد کا دورہ کیا اور اسلام سے متعلق معلومات حاصل کیں۔

ایرفورٹ کے انٹرنیشنل تجارتی میلہ میں

جماعت احمدیہ جرمنی کا تبلیغی سٹال

آنحضور ﷺ نے اپنا مقصودِ حیات دعوت الی اللہ بنا رکھا تھا اور اس کے حصول کے لیے کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ حج کے دنوں میں عقبہ نامی گھاٹی میں تبلیغ اسلام کے نتیجہ میں ہی مدینہ منوّرہ میں مسلمانوں کی جماعت بنی۔ اسی طرح کوئی دنیوی اجتماع یا میلہ ہوتا تو آپؐ وہاں بھی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے جن میں عرب میں لگنے والا مشہور تجارتی میلہ ''عکاظ'' بھی شامل ہے۔ حضورؐ کی اسی سنّت پر عمل کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کو بھی مختلف ممالک میں لگنے والے تجارتی میلوں میں اپنے تبلیغی سٹال لگا کر لوگوں تک پیغامِ حق پہنچانے کی توفیق ملتی ہے۔ انہی میں سے ایک ایرفورٹ میں منعقد ہونے والی تھیورنگن نمائش ہے جو 1991ء میں مشرقی و مغربی جرمنی کے اتحاد کے بعد شروع کی گئی۔ اس کا مقصد مشرقی جرمنی کے اس خطے میں کاروباری اداروں، سماجی تنظیموں اور عوام کے درمیان رابطہ پیدا کرنا اور مختلف خدمات، مصنوعات اور سماجی سرگرمیوں کو ایک پلیٹ فارم پر پیش کرنا تھا۔

2018ء سے جماعت احمدیہ ایرفورٹ کو باقاعدگی سے اس میں شرکت کی توفیق مل رہی ہے۔ مکرم محمد سلیمان ملک صاحب صدر جماعت ایرفورٹ ہر سال 10 دن یہاں خدمت کے لئے وقف کرتے ہیں۔ اس ذریعہ سے بھی پورے صوبہ میں جماعت کا تعارف پھیلا، بالخصوص سیاسی حلقوں میں جماعت احمدیہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

امسال یہ صنعتی میلہ 28 فروری تا 8 مارچ جاری رہا جس میں جماعتی سٹال کو 20 پوسٹرز سے مزین کیا گیا تھا۔ اس میلہ کا باضابطہ افتتاح مورخہ 28 فروری 2026ء کو صوبہ تھیورنگن کے وزیرِ اعلیٰ جناب Mario Voigt نے کیا جس کے بعد موصوف جماعتی اسٹال پر بھی تشریف لائے جہاں انہیں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطوط پر مشتمل کتاب ''عالمی بحران اور امن کا راستہ'' پیش کی گئی۔ نمائش کے دوران جماعت کے اسٹال پر متعدد سیاسی اور سماجی شخصیات تشریف لائیں جن میں صوبائی پارلیمنٹ کے صدر اور وفاقی پارلیمنٹ کے نائب صدر بوڈو رامیلو بھی شامل تھے۔ علاوہ ازیں روزانہ سینکڑوں افراد نے جماعت کے اسٹال پر آ کر مختلف موضوعات کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ بالخصوص کتابچہ ''اسلام، حقائق اور دلائل'' بہت زیادہ توجہ کا مرکز رہا۔ اسی طرح مسجد محمود ایرفورٹ کے بارے میں بھی بہت سے افراد نے دلچسپی ظاہر کی اور مسجد کے دورہ کی خواہش کا اظہار کیا۔ مجموعی طور پر تقریباً 1300 افراد نے جماعت کے اسٹال کا دورہ کیا جبکہ 13500 لیف لیٹس و کتب تقسیم کی گئیں۔ نیز جماعتی تعارف پر مشتمل تحائف، مثلاً بال پوائنٹ، نوٹ پیڈز، کپ وغیرہ بھی تقسیم کیے گئے۔ پروگرام کی تیاری میں مقامی مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے علاوہ نیشنل شعبہ تبلیغ نے بھی بھرپور تعاون کیا، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(صفوان احمد ملک، آفس انچارج نیشنل شعبہ تبلیغ)

نمائش کے موقع پر جماعت کے سٹال کا ایک منظر

صوبائی وزیرِ اعلیٰ ماریو فوگٹ جماعت کے سٹال پر

ایرفورٹ میں جماعت کے ابتدائی حالات

ایرفورٹ میں آباد ہونے والے مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب کی کہانی، انہی کی زبانی

خاکسار کے والد محترم ملک محمد خان صاحب مرحوم نائب افسر حفاظت خاص لمبے عرصہ تک صدر محلہ دارالیمن وسطی ربوہ رہے۔ میرے پڑدادا میاں نور محمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے بابرکت دور میں احمدیت قبول کی مگر خود قادیان نہیں جا سکے تاہم میرے دادا محترم روشن الدین کھوکھر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ میرے سسر کے والد حضرت میاں محمد یار صاحبؓ صحابی تھے۔

خاکسار 1990ء کے آخر میں برلن پہنچا۔ چند ماہ بعد مشرقی جرمنی کے شہر Tambach میں بھجوا دیا گیا جہاں پہلے سے چوہدری منظور احمد صاحب موجود تھے۔ پادری سیاسی پناہ گزینوں کے کیمپ میں تبلیغ کرتے۔ خاکسار نے اُس وقت فرانکفرٹ میں مقیم اپنے دوست محترم منور احمد صاحب کے ذریعہ جماعتی لٹریچر منگوا کر سب میں تقسیم کیا جس کے بعد وہ پادری نظر نہیں آئے، فالحمدللہ۔ چند ماہ بعد ہمیں ایرفورٹ بھجوا دیا گیا جہاں چند ماہ قبل ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی تشریف لا چکے تھے۔ اسی تسلسل میں وہاں تبلیغی مساعی بھی شروع ہو گئی۔ آغاز میں صرف لٹریچر تقسیم کرنا شروع کیا، بعد میں جب تعلقات بڑھے تو دوست احباب کو اپنی رہائش گاہ میں دعوت دے کر ٹوٹی پھوٹی جرمن اور انگریزی میں گفتگو ہونے لگی۔ 1993ء میں خاکسار Ausländerbeirat کا ممبر منتخب ہوا تو تبلیغی سلسلہ وسیع ہو گیا۔ ایرفورٹ کے مرکزی بازار میں پہلے پہل ایک سادہ سے میز پر ہی سفید کپڑا ڈال کر کتابیں رکھ لیتا اور تبلیغی سٹال سج جاتا۔

اس کے بعد محترم چوہدری غلام احمد ڈوگر صاحب آ گئے تو ہم تین افراد ہو گئے مگر جلد ہی چوہدری منظور صاحب کے برلن چلے گئے۔ جمعہ کے روز خاکسار کئی مرتبہ چالیس کلومیٹر دور سے کاروبار بند کر کے آتا تو نماز پڑھتے اور کبھی ان کے بھائی مکرم بشیر ڈوگر صاحب اور ان کے دو بھانجے محترم حبیب احمد ڈوگر مرحوم اور رفیق صاحب ہوتے تو جمعہ کی نماز بھی ادا ہو جاتی۔ کارنر میٹنگز کے لیے کاسل سے مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب آتے جن کے ساتھ مکرم طارق لطیف بھٹی صاحب اور محترم حبیب ڈوگر صاحب ہوتے اور اور یوں تبلیغ کا کام جاری رہا۔ آہستہ آہستہ ایرفورٹ میں مزید دوست آنے سے تعداد چھ ہو گئی جن میں مکرم رانا قمر الدین صاحب، مکرم رانا مومن صاحب، مکرم منصور صاحب اور مکرم طفیل صاحب شامل تھے۔ جماعت کی طرف سے ایک کتابچہ بعنوان ''مسیح آ گیا'' شائع ہوا، جسے ہم دوستوں نے مل کر پانچ، چھ ہزار کے قریب تقسیم کیا، فالحمدللہ۔

1997ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ دوسری مرتبہ ایرفورٹ تشریف لائے۔ اس دورہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الخامس) بھی آئے تھے جن کا خلافت کے احترام کا ایک نظارہ بھی دیکھنے کو ملا۔ خاکسار حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ حضورؒ کے قافلہ کے انتظار میں کھڑا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ حضورؒ کا قافلہ اسی سمت سے آئے گا۔ اچانک اطلاع ملی کہ حضورؒ دوسرے دروازہ سے ہال میں پہنچ گئے ہیں اور پروگرام شروع ہو چکا ہے تو میں نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے عرض کی کہ اب ہم اندر چلتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اب اگر ہم ہال میں داخل ہوئے تو حاضرین کے ساتھ حضور کو بھی ڈسٹرب کریں گے اور میں نہیں چاہتا کہ مجلس کی توجہ کسی اور طرف ہو۔ لہٰذا اب ہم یہیں انتظار کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دورہ کے بعد ہم نے لوگوں کے گھروں میں لٹریچر تقسیم کرنا اور شہر کے مختلف حصوں میں سٹال لگانے شروع کر دیے۔ خاکسار ہر سال جلسہ سالانہ جرمنی پر ایک بس لے کر جاتا جس میں مختلف اقوام کے لوگ ہوتے۔ یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا۔

جرمنی آنے کے قریباً دس سال بعد خاکسار کا اسائلم کیس منظور ہوا تو 2001ء میں خاکسار کی فیملی ایرفورٹ آ گئی۔ چند سال بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات میں حضور نے ازراہ شفقت دریافت فرمایا کہ کہاں رہتے ہو؟ عرض کی ''ایرفورٹ''۔ فرمایا آپ کے پاس سب کچھ ہے؟ مراد ویزا وغیرہ۔ اثبات پر حضور نے فرمایا کہ ''بس پھر وہیں ٹکے رہو''۔ عام طور پر کیس منظور ہوتے ہی لوگ روزگار کی تلاش میں کسی موزوں جگہ چلے جاتے یا اپنے عزیزوں کے قریب، لیکن حضور کے اس ارشاد کے بعد ہم نے عزم کر لیا کہ اب یہیں رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کے ان الفاظ میں جو برکت ڈالی اسے بیان کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔

محترم چوہدری غلام احمد ڈوگر صاحب کاروبار بند کر کے چلے گئے تو خاکسار پھر اپنے خاندان کے ساتھ یہاں تنہا رہ گیا۔ خاکسار نے اپنے بچوں کے ساتھ تبلیغی اسٹال لگانا شروع کر دیا۔ 2002/03ء میں محترم مولانا منیر احمد منور صاحب، مکرم مولانا جلال شمس صاحب مرحوم اور محترم چوہدری اشفاق احمد طاہر صاحب خاکسار کے گھر تشریف لاتے رہے اور ہمیں

باقی صفحہ 42 پر

اویس احمد نوید، مربی سلسلہ

افتتاحی تقریب مسجد محمود ایرفورٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ایرفورٹ کو 13 فروری 2026ء بروز جمعہ مسجد محمود کے افتتاح کی سعادت حاصل ہوئی، الحمدللہ۔ یہ صوبہ تھیورنگن میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد ہے جس کا سنگِ بنیاد 2018ء میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے رکھا تھا۔ شدید مخالفت کے ماحول میں تعمیر کی جانے والی یہ مسجد بالآخر 2025ء میں مکمل ہو گئی اور باقاعدہ افتتاح کے لیے 13 فروری 2026ء کا دن مقرر کیا گیا۔

بعض عناصر کی طرف سے مخالفانہ دھمکیوں کے پیش نظر افتتاح کے روز مسجد میں حفاظتی انتظامات کی غرض سے پولیس بھی موجود تھی جو نہایت چاق و چوبند انداز سے حفاظتی اقدامات کا جائزہ لے رہی تھی۔ خدام بھی سیکیورٹی کی ڈیوٹی ادا کر رہے تھے۔ مسجد کے بیرونی احاطہ میں نصب مارکی میں ناشتہ کا انتظام تھا۔

مسجد کا باقاعدہ افتتاح دوپہر بارہ بجکر پچاس منٹ پر ہوا جب مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت جرمنی نے ممبران جماعت کی موجودگی میں افتتاحی تختی کی نقاب کشائی کی اور اجتماعی دعا کروائی۔ اس موقع پر آپ نے اس امر کا اظہار کیا کہ جرمنی میں مساجد کا افتتاح بالعموم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں اور اس موقع پر ہمیں اس کمی کا شدت سے احساس ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہمیں یہی ہدایت ہے کہ ہم مساجد کا افتتاح کریں اور اسی سلسلہ میں آج ہم یہاں جمع ہیں۔

سوا بجے مکرم حافظ احمد صادق موسیٰ ناصر صاحب نے اذان دی جس کے بعد نماز جمعہ و عصر مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد مسجد کے ہال میں ہی شاملین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ سنا۔ اس کے بعد شاملین کی خدمت میں شعبہ ضیافت کی طرف سے ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔

افتتاحی تقریب کا آغاز سہ پہر تین بجکر چالیس منٹ پر ہوئی جس کی صدارت مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے کی۔ آپ کے ساتھ سٹیج پر مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی اور مکرم محمد سلیمان ملک صاحب صدر جماعت ایرفورٹ موجود تھے۔ مکرم حافظ احمد موسیٰ صادق ناصر صاحب نے سورۃ البقرۃ کی آیات 127 تا 130 تلاوت کیں اور اردو ترجمہ پیش کیا۔ ان آیات کا جرمن ترجمہ پیش کرنے کی سعادت مکرم صفوان ملک صاحب کو حاصل ہوئی۔ بعدازاں مکرم احمد کمال صاحب مربی سلسلہ ایرفورٹ نے حضرت مصلح موعودؓ کا پاکیزہ منظوم کلام ”تری محبّت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائیں گے ہم“ نہایت خوش الحانی سے پڑھا اور جرمن ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس نظم کے درج ذیل شعر نے ماحول کو بہت پُرکیف بنا دیا

وہ شہر جو کفر کا ہے مرکز، ہے جس پہ دینِ مسیح نازاں
خدائے واحد کے نام پر اِک اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم

بعدازاں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے تعارفی کلمات میں بتایا کہ اب تک جرمنی میں تقریباً 63 مساجد مکمل ہو چکی ہیں اور مزید 25 تعمیر کے مختلف مراحل میں ہیں۔ ہم آہستہ آہستہ 100 مساجد کے ہدف کی طرف بڑھ رہے

ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمیں دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ دن دیکھنا جلد نصیب کرے۔ اس کے بعد مکرم سعید گیسلر صاحب اور مکرم محمد سلیمان ملک صاحب نے مسجد کی تعمیر سے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی اور سلائیڈز کی مدد سے تعمیر کے مختلف مراحل سے آگاہ کیا۔

اس کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہمیں ایک ایسی جگہ مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے جو عمومی طور پر مذہبی ماحول سے وابستہ نہیں رہی کیونکہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد مشرقی جرمنی قریباً چالیس سال تک سوویت یونین کے زیر اثر رہا۔ بعدازاں 1989ء میں جب دیوارِ برلن گری اور جرمنی کا دوبارہ اتحاد ہوا تو حالات میں ایک بڑی تبدیلی آئی۔ یاد رہے کہ یہ تاریخی واقعہ جماعت احمدیہ کے قیام (1889ء) کے ٹھیک سو سال بعد ہوا جو معنی خیز ہے۔ اس کے بعد اسلام احمدیت کے لیے بھی مشرقی علاقوں تک پہنچنے کا راستہ کھل گیا جیسا کہ برلن کو ''مشرق کا دروازہ'' کہا جاتا تھا۔ بعدازاں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی رہنمائی اور حوصلہ افزائی سے جماعت نے مشرقی علاقوں کی طرف قدم بڑھایا۔ چنانچہ حضورؒ خود بھی 1990ء میں ایرفورٹ تشریف لائے تھے۔

محترم امیر صاحب نے یہاں جماعت کے ابتدائی دور کے حالات بھی بتائے کہ اُس وقت جو افرادِ جماعت یہاں آتے کچھ عرصہ بعد دوسرے علاقوں میں چلے جاتے تھے۔ اسی دوران ملک فیملی (ربوہ کے رہنے والے ایک مخلص دوست مکرم ملک محمد ابراہیم صاحب مراد ہیں) یہاں آئی جس نے حضورؒ کے ارشاد کی روشنی میں یہاں رہنے کا فیصلہ کیا اور یہ عہد کیا کہ وہ یہاں سے جائیں گے نہیں۔ تاریخ احمدیت میں ہمیں بارہا ایسے واقعات ملتے ہیں۔ جب بھی احمدیوں کو خلیفۂ وقت کی ہدایت پر کسی نئی جگہ بھیجا گیا، انہوں نے دعا، قربانی اور اخلاص کے ساتھ لوگوں کے دل جیتے اور اسلام کا پیغام پھیلایا۔ محترم امیر صاحب نے بتایا کہ اگرچہ ملک فیملی ایرفورٹ میں اپنی شناخت بنا چکی تھی تاہم مسجد کی تعمیر کے لئے کئی قسم کی مشکلات کا سامنا تھا جن کے باوجود یہ خاندان مسلسل کوشش کرتا رہا۔ مسجد کی تعمیر شروع ہونے سے پہلے بھی وہ شہر کے بازار میں اسٹال لگا کر تبلیغ کرتے تھے جس دوران انہیں دھمکیوں اور بدتمیزی اور بعض اوقات جسمانی تشدد کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اس لحاظ سے اس خاندان کی خدمات واقعی قابلِ ذکر ہیں۔

محترم امیر صاحب نے تعمیرِ مسجد کے مختلف مراحل کا تفصیل سے ذکر کیا اور مخالفت کی داستان بیان کرتے ہوئے آخر پر کہا کہ ہمیں بہت سے مقامی لوگوں سے دوستانہ تعلقات بھی قائم کرنے کا موقع ملا ہے۔ ہمارے مبلغ مکرم احمد کمال صاحب نے بتایا کہ یہاں کے تعلیمی اور سماجی اداروں کے لوگ اس بات کے منتظر تھے کہ مسجد جلد قائم ہو تاکہ وہ ہمارے ساتھ مشترکہ سرگرمیوں کا آغاز کر سکیں۔ اسی طرح کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ یہاں رہنے والے احمدی اس شہر کو محض عارضی قیام گاہ نہ سمجھیں بلکہ اپنے خاندانوں کو یہاں لاکر اس جماعت کو مضبوط بنائیں۔ ہمیں لوگوں کو یہ یقین دلانا ہوگا کہ یہ مسجد اَمن اور بھائی چارے کا مرکز ہے اور یہاں کسی قسم کی نفرت یا انتہاپسندی کی تعلیم نہیں دی جاتی۔ اس کے لیے مقامی افراد جماعت کو یہاں باقاعدگی سے آنا ہوگا، نمازیں ادا کرنی ہوں گی اور روحانی ماحول کو قائم رکھنا ہوگا۔ آخر پر آپ نے مسجد کی تعمیر کے لیے مدد کرنے والے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اسی دوران ایرفورٹ کے سب سے قدیم رہائشی مکرم محمد ابراہیم ملک صاحب کو محترم امیر صاحب نے سٹیج پر بلایا جنہوں نے ایرفورٹ میں جماعت کے ابتدائی حالات کا ذکر کرتے ہوئے مسجد کی تعمیر پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ بعدازاں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے اختتامی دعا کروائی۔

پھر بعض گروپ تصاویر کے بعد تمام مہمانوں نے ایک ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ مہمانوں میں فرانکفرٹ، برلن اور صوبہ تھیورنگن سے بھی خاصی تعداد شامل تھی۔ فرانکفرٹ سے نیشنل شعبہ سمعی وبصری کی ٹیم تقریب کی کوریج کی غرض سے موجود تھی جس نے اپنے فرائض نہایت مستعدی سے سرانجام دیے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

بقیہ از صفحہ 40

ایرفورٹ شہر سے باہر 80 کلومیٹر دور دراز کے علاقوں میں پیغام حق پہنچانے کا موقع ملا، فالحمدللہ۔ اس دوران خاکسار کی بیٹی عزیزہ فائزہ بشریٰ ملک نے بھی زبان پر عبور حاصل کر لیا تھا اور تبلیغ کے کام کا آغاز کر دیا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یکم جنوری 2007ء کو برلن مسجد کے سنگ بنیاد کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے ہمارے علاقہ میں قیام فرما ہوئے۔ اس دورہ کے بعد تو اللہ تعالیٰ نے ایرفورٹ میں تبلیغ کے راستے ایسے کھولے کہ ان کا تذکرہ ناممکن ہے۔ عزیزم محمد سلیمان ملک نے علاقہ کے سیاستدانوں سے روابط بنائے جن میں صوبہ کے وزیر اعلیٰ بوڈو رامیلو، شہر کے میئر اندریاس باؤسٹائن اور دوسرے سیاسی لیڈر شامل تھے۔ چانسلر کے عہدہ پر فائز اینگلا مرکل اور اولاف شولز اور صدر شٹائن مائیر سے بھی ملاقاتوں میں جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ حافظ احمد موسیٰ صاحب بھی تعلیم کے سلسلے میں جب Weimar آئے تو وہ بھی تبلیغی کام میں ہاتھ بٹانے لگے۔ Erfurt Landestag میں بھی ایک تبلیغی سٹال لگانے کی توفیق ملی جو اپنی نوعیت کا منفرد اسٹال تھا۔ میڈیا نمائندگان اچھے تعلقات کی وجہ سے وقتاً فوقتاً ہمارے گھر آتے اور جماعت کے حوالہ سے رپورٹ تیار کرتے جو ٹی وی چینلز یا اخبارات میں شائع ہوتیں۔ آج ایرفورٹ میں مسجد کا افتتاح بھی ہو چکا ہے، الحمدللہ۔ مسجد کے بارے میں خاکسار نے ایک خواب بھی دیکھا تھا کہ ایک سڑک کنارے بہت سے غیر احمدی لوگ نماز ادا کر رہے ہیں۔ اور مَیں تلاش کرتا پھرتا ہوں کہ احمدی کہاں نماز ادا کرتے ہیں۔ اچانک مجھے میرے ہی محلہ کے ٹھیکیدار نور محمد صاحب کے بیٹے منیر احمد ملے تو مَیں کہتا ہوں غیر احمدی تو بڑی تعداد میں باجماعت نماز ادا کر رہے ہیں ہم کہاں نماز پڑھتے ہیں۔ انہوں نے اشارہ سے مجھے ایک جگہ دکھائی جو کسی سڑک کے کنارے تھی۔ مَیں نے اس کا ذکر چودھری غلام محمد ڈوگر صاحب اور مولانا عبدالباسط طارق صاحب سے بھی کیا۔ آج ہماری مسجد کے ایک طرف Bundesstraße ہے اور دوسری طرف Marbach کی طرف جانے والی سڑک ہے، الحمدللہ۔

مکرم عرفان احمد خان صاحب

مسجد محمود ایرفورٹ میں
استقبالیہ تقریب

مسجد محمود کے افتتاح سے اگلے روز 14 فروری بروز ہفتہ، شام چار بجے پچاس سے زائد معززین شہر کے ساتھ ایک استقبالیہ تقریب مسجد کے اندر رکھی گئی جس میں ہر طبقہ فکر سے افراد شامل ہوئے۔ اس تقریب کا اہتمام ایرفورٹ کی مقامی جماعت نے کیا تھا جن کی مدد کے لئے نیشنل شعبہ تبلیغ اور شعبہ ضیافت کی ٹیمیں موجود تھیں۔تقریب کی نظامت کے فرائض مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب سیکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ جرمنی نے سرانجام دیئے۔

معزز مہمانوں کے نشستوں پر تشریف فرما ہونے کے بعد تقریب کا آغاز ہوا جس میں سب سے پہلے مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب نے تمام مہمانوں کے لئے خیر مقدمی الفاظ ادا کئے جس کے بعد مکرم حافظ موسیٰ صاحب نے سورۃ البقرۃ کی آیات 127 تا 130 کی تلاوت کی جن کا جرمن ترجمہ مکرم سلطان عبدالسمیع صاحب نے پیش کیا۔ بعدازاں مہمانوں کو جماعت احمدیہ سے متعارف کروانے کے لیے ایک ویڈیو فلم دکھائی گئی جس میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے قیام پر 135 سال گزرنے اور جماعت کی جرمنی میں 102 سال قبل آمد کے مختصر تذکرہ کے بعد سال 2025ء میں جماعت کی عالمگیر اور جرمنی میں سماجی سرگرمیوں کا تصویری خاکہ پیش کیا گیا۔ اس میں احمدی خواتین کی سرگرمیوں کا تذکرہ بھی شامل تھا۔ ویڈیو کے آخری حصہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات میں امن، محبّت، رواداری، احترامِ انسانیت پر مشتمل نصائح کو شامل کیا گیا تھا۔

صدر جماعت ایرفورٹ مکرم سلیمان ملک صاحب نے مسجد کے پراجیکٹ اور اس دوران مرحلہ وار پیش آنے والے مسائل کا ذکر کر کے مقامی حکومت کے بھرپور تعاون پر ان کا شکریہ ادا کیا (جن کی اکثریت آج کی تقریب میں موجود تھی)۔ آج کی تقریب میں مشرقی اور مغربی جرمنی کے اتحاد کے بعد ایرفورٹ کے پہلے میئر Mr.Ruge جنہوں نے 1990ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اس شہر میں آمد پر حضور کا استقبال کیا تھا، بھی موجود تھے۔ بعدازاں بعض معزز اراکین حکومت نے باری باری سٹیج پر آکر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

جرمن پارلیمنٹ کے ڈپٹی سپیکر Mr. Bodo Ramelow جنہوں نے ماضی میں بحیثیت وزیر اعلیٰ مسجد کی تعمیر کی حمایت کی تھی اور تعمیر کے دوران مخالفت کے نشیب و فراز کا نوٹس لیتے رہے، نے آج بھی جذباتی خطاب کیا۔ آپ نے تعمیر کے دوران پیش آنے والی مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے عوامی مکالمہ کے اس دن کو یاد کیا جب مسجد کی مخالفت کرنے والے سات سو افراد یہاں جمع تھے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں کار سے اترا تو ہر طرف مختلف شہروں سے آنے والوں کی کاروں کی نمبر پلیٹس دیکھ کر تذبذب کا شکار ہوا کہ اتنے زیادہ لوگ کہیں ہنگامہ نہ کر دیں۔ لیکن احمدی نوجوانوں کا رویہ دیکھ کر مجھے اطمینان ہوا کہ وہ جس صبر و تحمل سے لوگوں کے

سوالوں کے جواب دے رہے تھے، جس طرح لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے تھے، مَیں نے محسوس کر لیا کہ یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ مَیں آج خوش ہوں کہ میرے اس شہر میں کلیسا کے ساتھ یہودیوں کی عبادت گاہ بھی ہے۔ بدھ مت کا ٹمپل بھی ہے اور اب ان کے ساتھ مسجد محمود بھی اپنا وجود رکھتی ہے۔ کلیسا کی گھنٹی اور مسجد کا مینار یا گنبد یہ معاشرہ میں رواداری کی علامت ہیں۔صوبہ تھیورنگن کے موجودہ وزیر اعلیٰ Mr. Mario Voigt کا ویڈیو پیغام بھی پروگرام کا حصہ تھا جس میں وزیر اعلیٰ نے مسجد محمود کی تعمیر پر مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ مَیں جانتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ایک لمبا سفر طے کیا ہے۔مسجد کی تعمیر معاشرہ اور حکومت کے غیر جانبدار اور کھلے ذہن کی مالک ہونے پر دلیل ہے۔ ہر اقدام کی چند لوگ ضرور مخالفت کرتے ہیں۔ یہ آپ کا گھر ہے جہاں آپ آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض سرانجام دے سکتے ہیں۔

ایرفورٹ شہر کے لارڈ مئیر Mr. Horn نے بھی اپنی تقریر میں مبارک باد دینے کے ساتھ اس امر کا بھی ذکر کیا کہ آج اس تقریب میں جو کہ مسجد کے افتتاح کی تقریب ہے دوسرے مذاہب کے سرکردہ افراد کی موجودگی ثابت کر رہی ہے کہ یہ مسجد سارے شہر کے لئے اہمیت رکھتی ہے۔ آج کی تقریب بین المذاہب ہم آہنگی کی ترجمان ہے جو مذہب اور ثقافت کی قربت کی ضرورت کا احساس دلا رہی ہے۔تھیورنگن کی وزارتِ داخلہ کے اسٹیٹ سیکرٹری Mr. Andreas Bausewein جو مسجد کے سنگِ بنیاد کے وقت شہر کے لارڈ مئیر تھے کی تقریر ان حالات و واقعات کا اعادہ

15 فروری کو مہمانان مسجد کا دورہ کرتے ہوئے اور اسلام احمدیت کا تعارف حاصل کرتے ہوئے

کئے ہوئے تھی جب اس مسجد کی تعمیر کی کوششیں جاری تھیں۔ آپ نے اس امید کا اظہار کیا کہ آج حاصل کی جانے والی منزل معاشرہ میں رہنے والے افراد کے درمیان پل کا کردار ادا کرے گی اور کلچر اور مذہب کے درمیان مکالمہ کا سلسلہ لوگوں میں رواداری کو بڑھانے میں اپنا کردار ادا کرے گا۔

ریجنل بشپ Mrs Sprengler نے اپنی تقریر میں اسلام اور عیسائیت کی ان خوبیوں کا ذکر کیا جو انسانیت کا مشترکہ اثاثہ ہیں۔ آخر پر امیر جماعت احمدیہ جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے بعض مشکل حالات میں (جب مسجد کے احاطہ میں خنزیر کا سر پھینک دیا گیا اور ایک بار لکڑی کی صلیب گاڑ دی گئی جیسے واقعات پر) حکومت کے فوری مثبت اقدام پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر اجتماعی دعا ہوئی جس کے بعد تمام مہمانوں نے عشائیہ میں شرکت کی۔تقریب رات آٹھ بجے تک جاری رہی۔

مہمانوں میں بشپ Mr. Johann Friedrich Kramer، کیتھولک چرچ کے بشپ Mr. Ulrich Neymayer، ایرفورٹ میں یہودی برادری کے سربراہ Mr. Reinhard Schramm بھی شامل تھے۔

اتوار 15 فروری عام پبلک کو مسجد دکھانے اور اسلام سے متعارف کروانے کے لئے مخصوص تھا۔ اس روز نیشنل شعبہ تبلیغ نے مسجد کے احاطہ میں تبلیغی نمائش کا اہتمام کیا اور شعبہ اشاعت نے کتابوں پر مشتمل بک سٹال لگایا جہاں سے مہمانوں نے اسلامی کتب خریدیں۔ صبح نو بجے سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی تھی جو مغرب تک جاری رہی۔ایک محتاط اندازے کے مطابق سات سو سے زائد مہمانوں نے اس روز مسجد کا مشاہدہ کیا جن کی رہنمائی کے لئے مربیان سلسلہ اور جامعہ احمدیہ جرمنی سے نئے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ شامل تھے۔مہمان خواتین کی ضیافت اور رہنمائی کے لئے مقامی لجنہ اماء اللہ نے خدمت سرانجام دی۔مہمانوں نے باجماعت نمازوں کی ادائیگی کا بھی مشاہدہ کیا۔ پچاس پچاس افراد کے گروپس بنا کر ان کے ساتھ مجالس سوال وجواب منعقد کی گئیں۔ حاضرین کی طرف سے کیے گئے سوالات کے جوابات دیے گئے اور ان کو اسلام کی اصل تعلیم سے متعلق آگاہی دی گئی۔ تمام مہمانوں کے لئے بھرپور ضیافت کا اہتمام بھی کیا گیا۔

14 فروری 2026ء کو ہونے والی استقبالیہ تقریب مسجد محمود کے چند مناظر

جماعت احمدیہ ایرفورٹ، ذرائع ابلاغ کی نظر میں

AfD lehnt Moschee in Erfurt ab

SPD und Grüne plädieren für Neubau. Erfahrung aus Hessen: Frauen haben weniger Rechte

Von Frank Schauka

Erfurt. Die Moscheebau-Pläne der muslimischen Ahmadiyya-Gemeinde in Erfurt stoßen bei SPD und Grünen im Landtag auf Zustimmung, bei der AfD hingegen auf totale Ablehnung.

„Natürlich haben wir keinen Einwand gegen den Neubau. In einer offenen Gesellschaft mit freier Religionsausübung gehört das dazu", teilte Astrid-Rothe Beinlich, die religionspolitische Sprecherin der Grünen, auf Anfrage gestern mit. Solange die Menschenwürde nicht verletzt werde, müsse man die Religionsfreiheit ernst nehmen. Die SPD sieht das ähnlich. „Ich kann den Wunsch gut nachvollziehen, ein Gotteshaus zu haben, das als solches erkennbar ist", erklärte die Abgeordnete Diana Lehmann.

Ganz anders positioniert sich die Thüringer AfD. „Dass die Gemeinde einen Gebetsraum benötigt, verstehe ich", sagte der Parlamentarische Geschäftsführer Stefan Möller – und setzte gleich zur rhetorischen Nachfrage an: „Aber brauche ich eine Moschee mit einem Minarett? Das ist ein völlig fremdartiges Gebäude. Dahinter steckt doch der Gedanke, dass Muslimen unsere deutsche Gesellschaft und Kultur fremd sind."

In einem, wie Möller sagte, „sehr sachlichen, höflichen und respektvollen" Informationsgespräch mit Spitzenvertretern der Ahmadiyya haben Möller und seine Kollegin Corinna Herold gestern diese Position vertreten: „Deutschsein bedeutet die Aufgabe der Herkunftskultur und die Annahme der deutschen Leitkultur. Der Islam gehört nicht zu unserer Gesellschaft. Wenn man hier leben will, dann in einer Weise, die unserer traditionellen Lebensweise entspricht. Kompromissbereitschaft", meinte Möller, „ist von den Muslimen, die hier leben, gefordert." Corinna Herold sagte zudem: „Als Frau habe ich Bauchschmerzen bei den Lehrinhalten dieser Glaubensgemeinschaft."

Solche Bedenken teilt man bei der SPD nicht. Die Ahmadiyya-Gemeinde habe ihr gegenüber vielmehr „immer sehr deutlich gemacht, dass sie einen modernen Islam vertreten", betonte Diana Lehmann. „Dabei geht es ihnen insbesondere um die Gleichstellung von Mann und Frau. Sie setzen sich innerhalb der Gemeinde kritisch mit dem herabsetzenden Frauenbild in einigen Auslegungen des Islams auseinander."

In Raunheim am Main bei Frankfurt, wo unter den 17000 Einwohnern 300 Mitglieder der Ahmadiyya-Gemeinde leben, sieht Bürgermeister Thomas Jühe (SPD) das teilweise anders. „Im Hinblick auf den Gleichheitsgrundsatz stehen die Ahmadyyis sicherlich nicht auf dem Boden des Grundgesetzes." Bei einer Veranstaltung in der Glaubensgemeinde hätten die Frauen hinter einem Vorhang gesessen. Sie hätten zwar Fragen an ihn richten dürfen, aber so: „Sie mussten sie auf einen Zettel schreiben, der wurde durch den Vorhang gereicht, und ein Mann las die Frage vor. Sie sollten auch wissen", sagte Jühe, „sie geben Frauen nicht die Hand."

Thüringer Allgemeine 13.05.2016

Ahmadiyya: Kein Geld aus dem Ausland

Thüringer Gemeinde weist Kritik Seehofers zurück. Verbindung zum Oberhaupt soll bleiben

Von Hanno Müller

Erfurt. Die muslimische Gemeinde der Ahmadiyya sieht keinen Grund, das Verhältnis zu ihrer Führung im Ausland zu ändern. „Wir bekommen keine Gelder aus dem Ausland und keine deutschen Steuergelder. Wir zahlen Steuern wie jeder andere auch. Moscheen, Publikationen und Werbematerialien sowie die Aktivitäten in Thüringen werden aus Spendenmitteln der 45.000 in Deutschland lebenden Mitglieder finanziert", sagte der Erfurter Gemeindesprecher Suleman Malik.

Mit Blick auf die gestern gestartete Islam-Konferenz hatte Bundesinnenminister Horst Seehofer (CSU) mehr Selbstständigkeit der Muslime in Deutschland gefordert. Muslimische Verbände und Gemeinden sollten unabhängiger von politischem Einfluss aus dem Ausland werden. Statt zuzulassen, dass ausländische Regierungen wie die Türkei Imame in deutsche Moscheegemeinden entsenden, sollten hier ausgebildete Geistliche das Wort führen.

Suleman Malik und die Imame Kamal Ahmad (Dresden, l.) und Iftkhar Ahmed (Leipzig, r.). Foto: V. Paczulla

Die Ahmadiyya bilde ihre Imame in Deutschland selbst aus, sagte Malik. In allen Gemeinden werde auf Deutsch gepredigt. In Hessen und Hamburg seien die Ahmadiyya als Körperschaft des öffentlichen Rechtes anerkannt.

Nicht rütteln werde man an der Bindung an das aus Pakistan stammende und in London lebende Oberhaupt Hadhrat Mirza Masroor Ahmad. Er besuche die deutsche Gemeinde regelmäßig und spreche freitags über den muslimischen TV-Sender MTA zu den Ahmadi-Muslimen. „Diese Verbindung zum Khalifen sowie seine religiöse und spirituelle Führung sind uns wichtig", so Malik.

► Politik, Seite 8

Thüringer Allgemeine 29.11.2018

Stadt sieht keinen Handlungsbedarf

HOLZKREUZE ALS PROTEST GEGEN MOSCHEE-BAU

Erfurt – **Mit zwei großen Holzkreuzen als Protest gegen den geplanten Moschee-Bau in Marbach sorgt das rechte Bündnis „Wir für Erfurt" seit dem Wochenende für Kritik (BILD berichtete).**

Die Stadt sieht indes keinen Grund, gegen die Kreuze vorzugehen, sagte gestern ein Sprecherin. Das Aufstellen sei nicht genehmigungspflichtig. Weil keine Gefahr ausgehe, müssten sie nicht beseitigt werden.

Zu Wort hat sich jetzt auch die Evangelische Kirche in Mitteldeutschland gemeldet. Regionalbischof Christian Stawenow: „Das Kreuz Jesu Christi steht für die Liebe Gottes zu allen Menschen."

Die Holzkreuze als Zeichen der Konfrontation seien genau das Gegenteil.

Zuvor hatten bereits Marbachs Ortspfarrer Ricklef Münnich und Ortsbürgermeisterin Katrin Böhlke die Aktion scharf kritisiert.

Die Ahmadiyya Gemeinde sieht in den Holz-Kreuzen keine Provokation. Sprecher Suleman Malik: „Die Aktion hindert uns nicht an unserem Vorhaben."

Bild 07.03.2017

Gestern reichte die Ahmadiyya-Gemeinde den Bauantrag ein

Abdullah Uwe Wagishauser (li.), Bundeschef der Ahmadiyya-Gemeinde, besuchte gestern den Bauplatz der Moschee in Marbach

Die Moschee erhält ein acht Meter hohes Zierminarett und eine Kuppel

Das wird Thüringens 1. Moschee

Von CHRISTIAN VOIGT

Erfurt – **Zwei große Gebetsräume, ein acht Meter hohes Zierminarett, eine drei Meter hohe Kuppel. Die muslimische Ahmadiyya-Gemeinde hat den Bauantrag für Thüringens erste Moschee eingereicht!**

Das Bauvorhaben in Marbach hatte zuletzt immer wieder für Aufruhr gesorgt. So wurden von den Moschee-Gegnern Holzkreuze am Bauplatz aufgestellt. Ahmadiyya-Sprecher Suleman Malik: „Die Kommentare an uns sind zum Teil volksverhetzend." Die Gemeinde mit ihren 73 Mitgliedern will sich davon aber nicht aus dem Konzept bringen lassen.

Der Ball liegt jetzt bei der Stadt. Fünf bis sechs Monate dauert die Antragsprüfung, sagte eine Sprecherin.

Dann soll alles ganz schnell gehen. Abdullah Uwe Wagishauser, Ahmadiyya-Bundesvorsitzender: „Wir sind vorbereitet." Die Moschee wird ebenerdig gebaut, erhält zwei 60 Quadratmeter große Gebetsräume, einen Multifunktionsraum, Büros und eine Wohnung für den Imam. Kosten: 600 000 Euro, die aus Eigenmitteln und Spenden zusammengetragen werden. Dazu kommen 150 000 Euro für das Grundstück an der Schwarzburger Straße.

Gegen den Bau wurden bisher 33 Widersprüche beim Landesverwaltungsamt eingereicht. Gründe sind Lärmbelästigung, mögliche religiöser Konflikte oder ein Unterschlupf für Terroristen und Hassprediger.

Wagishauser: „Die Gründe sind an den Haaren herbeigezogen und ein Witz. Zum Freitagsgebet erwarten wir im Schnitt 25 Menschen."

Die Gemeinde geht derweil weiter in die Offensive, sucht den Dialog. Malik: „Wir starten eine landesweite Flyer-Kampagne, haben eine neue Homepage mit allen Informationen."

Mit dem Baustart wird für Anfang 2018 gerechnet.

Zuletzt sorgten Holzkreuze am Bauplatz für Aufruhr

Auf diesem Grundstück an der Schwarzburger Straße soll ab 2018 gebaut werden

Fotos: CHRISTIAN FISCHER/BILD13, KARINA HESSLAND-WISSEL

Bild Thüringen 04.04.2017

„Liebe für alle, Hass für keinen"

In Erfurt beginnt der Bau der Ahmadiyya-Moschee. Rechtspopulisten demonstrieren, während Ministerpräsident Bodo Ramelow die Rede zur Grundsteinlegung hält

Aus Erfurt **Dinah Riese**

Wer den Ort des Festakts sucht, muss nur den vielen Mannschaftswagen der Polizei folgen. Ausweiskontrolle, dann das Vorzeigen der personalisierten Einladung, erst danach ist am Dienstagmittag der Zutritt frei zur Grundsteinlegung der neuen Moschee der Ahmadiyya-Gemeinde im Erfurter Stadtteil Marbach.

Acht Jahre etwa hat die Gemeinde nach einem Ort für ihre Moschee gesucht. Gefunden hat sie schließlich einen Bauplatz in einem Gewerbegebiet am Stadtrand, umgeben von Industriebauten. „Liebe für Alle, Hass für Keinen", steht auf großen Transparenten an den Wänden des weißen Festzelts, das Motto der Ahmadiyya-Gemeinde. „Wir empfinden Dankbarkeit, dass wir heute endlich den Grundstein legen können und dass wir trotz all der Anfeindungen so viel Solidarität erfahren haben", sagt Suleman Malik, Sprecher der Erfurter Gemeinde.

Was in der medialen Debatte teils als „Streit" um das Neubauprojekt beschrieben wurde, bestand aus meterhohen Kreuzen, die mitten in der Nacht neben dem geplanten Baugelände errichtet wurden, aus auf Holzpfählen aufgespießten Schweinekadavern, aus einer Scheinhinrichtung und Morddrohungen. In einem Onlinevideo forderte jemand: „Wenn ihr in Erfurt wohnt, nehmt euch Öl und ein bisschen Benzin." Der Thüringer AfD-Fraktionschef Björn Höcke sagte einst in Erfurt, er befürchte, dass in der „gar nicht so fernen Zukunft auf unserem Dom der Halbmond zu sehen sein" werde.

Auch an diesem Tag hat sich ein Grüppchen versammelt, das den Bau der Moschee nicht hinnehmen will. Von „Islamfaschismus" ist da durch die Megafone die Rede, und von der SPD als „Scharia-Partei Deutschlands".

„Es mag den Demagogen und Hetzern gefallen oder nicht, dass wir unser im Grundgesetz verankertes Recht auf Religionsfreiheit in Anspruch nehmen", sagt Abdullah Wagishauser, der Ahmadiyya-Bundesvorsitzende, im Festzelt.

Auch Thüringens Ministerpräsident Bodo Ramelow (Linkspartei) bekräftigt seine Unterstützung: „Für mich gehört eine Moschee zu unserer Gesellschaft, ebenso wie eine Kirche oder eine Synagoge." Er begrüße, dass die CDU „ebenso selbstverständlich" bei dem Festakt anwesend sei wie Sozialdemokraten, Linkspartei und Grüne – also jene Parteien des Thüringer Landtags, die „sich einem demokratischen Grundverständnis verschrieben" hätten.

Der Neubau, den die Gemeinde aus Spenden finanziert, wird die erste nach außen hin erkennbare Moschee mit Kuppel und Minarett in Thüringen sein – wenn auch der acht Meter hohe Turm nur Zierde ist. Reinhard Schramm, Vorsitzender der Jüdischen Landesgemeinde Thüringen, begrüßt das in seinem Grußwort: „Erst ein aufrechter Gang aller Bürger beweist unsere Demokratie." Auch Vertreter der beiden Landeskirchen sind vor Ort.

Journalist*innen drängeln sich, als die eigentliche Grundsteinlegung beginnt. Nach dem Bundesvorsitzenden Wagishauser legen Ramelow und Erfurts Oberbürgermeister Christian Bausewein einen Stein auf die vorgezeichnete Fläche, dann folgen weitere Gemeindemitglieder. Die Anwesenden versinkt für einen Moment im stillen Gebet. „Sie alle können sich auf Ihre Weise anschließen", sagt Wagishauser.

Die Ahmadiyya Muslim Jamaat (AMJ) ist seit 1923 in Deutschland aktiv, seit 2013 ist sie als erste und bisher einzige islamische Gemeinschaft als *Körperschaft des öffentlichen* Rechts anerkannt. Sie unterhält hier derzeit etwas mehr als 50 Moscheen. Die Ahmadis werben in der Öffentlichkeit für einen liberalen und gewaltfreien Islam. Kritiker*innen bemängeln das konservative Geschlechterbild der Gemeinschaft, die Frauen und Männer beispielsweise beim Gebet strikt trennt. Der Glauben der Ahmadis weicht stark von der muslimischen Orthodoxie ab. Viele andere Muslime sehen sie als Sekte, in mehreren muslimischen Ländern werden sie verfolgt.

Taz - Die Tageszeitung 14.11.2018

Die Ahmadiyya-Gemeinde legt den Grundstein für Thüringens erste Moschee

Fotos: CHRISTIAN FISCHER

Grundstein für erste Moschee gelegt

Von C. VOIGT

Erfurt – **Großer Bahnhof für eine kleine Moschee!** Die muslimische Ahmadiyya-Gemeinde hat vor gut 200 Gästen symbolisch den Grundstein für Thüringens erste Moschee gelegt.

Im Ortsteil Marbach soll ein Haus mit zwei je 60 Quadratmeter großen Gebetsräumen, Kuppel und acht Meter hohem Zierminarett entstehen (BILD berichtete).

Erfurts Ahmadiyya-Sprecher Suleman Malik (links) erklärt MP Ramelow und Gemeinde-Chef Uwe Wagishauser die Baupläne

Der Bundeschef der Gemeinde, Abdullah Uwe Wagishauser, erinnerte an den langwierigen Prozess, der von teils massivem Protest begleitet war. Es gab eine Scheinhinrichtung, auf dem Bauplatz wurden u. a. Holzkreuze aufgestellt und Schweineköpfe abgelegt. Wagishauser: „Es wurde eine Hassspirale in Gang gesetzt. Aufgeben ist für uns aber keine Option."

Während vor dem Bauplatz bis zu 80 Menschen gegen die Moschee demonstrierten, sprach MP Bodo Ramelow (Linke) von massiver Einschüchterung und Intoleranz, die die Gemeinde in den letzten Monaten habe aushalten müssen.

Der Staat müsse garantieren, dass jeder, der seine Religion friedlich leben wolle, dies auch tun könne.

Bild Thüringen 14.11.2018

Mit dem Minarett ist die Moschee nun fast komplett

Für den Herbst plant die Ahmadiyya-Gemeinde in Marbach die Eröffnung

Kathleen Kröger

Erfurt. Der erste Moschee-Neubau der neuen Bundesländer außerhalb Berlins hat seit Donnerstagmittag ein Minarett. Wenn der geplante weiße Anstrich für den Turm des Gotteshauses in Marbach getrocknet und das Gerüst abgebaut sein wird, ist die Moschee der Ahmadiyya-Gemeinde fertig. Zumindest von außen.

Bisher hatte lediglich die silberne Kuppel auf das mit Problemen behafteten Großprojekt hingewiesen. Mit dem acht Meter messenden Zierminarett ist das Bild nun komplett. Ein Blick in die Innenräume der Moschee am Rande der Stadt zeigt deutlich, dass der „Betrieb" hier bald losgehen kann. Die Wände sind fertig gestrichen, Wasserleitungen verputzt und dekorative Kacheln angebracht. Nach einem Rundum-Putz bleibt damit nur noch die Bodenfläche vor der Moschee, der von einer Erd- in eine asphaltierte Fläche umgewandelt werden muss.

„Im Herbst wolle wir hier aktiv einziehen", sagt Suleman Malik. Der Sprecher der Gemeinde, der seit fünf Jahren Bauzeit viele Rückschläge wegstecken musste, ist sichtlich glücklich, als der Kran die Teile des Minaretts aufhebt und die zwei Arbeiter sie sorgfältig verputzen und mit der Wasserwaage prüfen, dass alles seine Richtigkeit hat.

Damit ist der wohl härteste Kritikpunkt der unter Erfurtern und Marbachern immer noch umstrittenen Moschee in nur anderthalb Stunden fertig aufgebaut und setzt damit eine finale Marke im langen Werdensprozess des muslimischen Gotteshauses.

Wie schwer es abseits von Lieferengpässen und schwer zu bekommenden Handwerkern war, unterstreicht auch die Tatsache, dass die Baufirma, die am Donnerstag beim Aufbau beteiligt war,aus Angst vor Anfeindungen nicht genannt werden möchte.

Das lässt nur erahnen, wie es den Gemeindemitgliedern der Ahmadiyya gehen muss, die Androhungen von Gewalt und Attacken mit Schweineblut in direktester Weise ausgesetzt waren und sind.

Blickt man von der Straßenseite auf das Moschee-Gelände, wird man bemerken, wie verhältnismäßig niedrig das Minarett ist, von dem aus nicht durch einen echten Menschen sondern durch Lautsprecher zum Gebet gerufen wird. Unauffällig fügt es sich ins Ensemble ein und steht neben dem dreifach höheren Turm der nahen Rettungswache in so bescheidener Art auf der Gemeindefläche, dass die zu Beginn des Baus lauten Kritiker nun *wenig Anlass für Aufdringlichkeits*-Vorwürfe haben dürften.

Insgesamt wurden 800.000 Euro für den Neubau veranschlagt. Neben einem Gründach sind auch Solarzellen geplant, die das Gebäude mit Strom versorgen.

„Am 1. Mai haben wir einen Tag der offenen Moschee geplant", sagt Malik, der „sein" Haus dann erstmals in voller Innenausstattung der Öffentlichkeit präsentieren möchte. 120 Menschen sollen im Gebetsraum, der nach Mekka zeigt, ihren Platz haben, an hohen Feiertagen auch bis zu 200.

Aktuell noch treffen sich die Gemeindemitglieder privat und in angemieteten Räumen, kommen aber auch zusammen, um sich in der Ukraine- und Flüchtlingshilfe zu engagieren.

Zwei Arbeiter waren maßgeblich an der korrekten Ausrichtung und stabilen Aufbringung der Teile beschäftigt.

Mehr Bilder vom Aufbau des Minaretts gibt es unter: **https://www.thueringer-allgemeine.de/erfurt**

Thüringische Landeszeitung 03.03.2023

Der neue Turm in der Stadt: das Minarett der Mahmud-Moschee in Erfurt

PAUL-PHILIPP BRAUN/IMAGO (3)

Neue Silhouette im Stadtbild

Jahrelang kämpfte Suleman Malik für eine Moschee in Erfurt. Es wurde das erste Minarett Thüringens. Trotz Anfeindungen hat der Präsident der Gemeinde nur „Liebe für alle" übrig

CAROLA TUNK

Das erste Minarett Thüringens ist kleiner, als man es vielleicht nach all dem medialen Wirbel vermuten mag: Schlank, weiß und mit Halbmond bestückt steht der nur acht Meter hohe Turm als Teil der Mahmud-Moschee mitten in einem Erfurter Industriegebiet. Kalligrafien zieren Wände und Fenster des großen Gebetsraums, der Boden ist mit grünem Teppich ausgelegt, die Gebetsnische nach Mekka ausgerichtet. Ein schlichter Raum, schmucklos und unprätentiös.

Warum nur hat es sieben Jahre lang gedauert, ein Gebäude zu bauen, das kaum größer ist als eine kleine Villa? Unweit des muslimischen Gotteshauses residiert die katholisch-theologische Fakultät – als sei hier schon mit der Grundsteinlegung ein friedliches Miteinander der Religionen beabsichtigt gewesen.

Der Mann, der weiß, dass es alles andere als immer friedlich zuging und der die Gründe für die jahrelangen Verzögerungen kennt, heißt Suleman Malik. Der 40-Jährige trägt einen grünen Pullover und einen leicht ergrauten, gestutzten Bart. Frauen reicht der fromme Muslim nicht die Hand.

Über 50.000 Ahmadi-Muslime

Malik ist Präsident und Sprecher der islamischen Ahmadiyya-Gemeinde in Erfurt und war von Anfang an bei dem ehrgeizigen Vorhaben mit dabei. Am 14. Februar war es vollbracht: Die Mahmud-Moschee wurde feierlich im Ortsteil Marbach eingeweiht. Der zeremonielle Akt verlief entgegen den Erwartungen störungsfrei. Die Polizei zog ein positives Fazit.

Die Gemeinschaft der Ahmadiyya Muslim Jamaat wurde 1889 in Indien gegründet und versteht sich als weltweite islamische Reformbewegung. In vielen Ländern werden die Ahmadi-Muslime als religiöse Minderheit verfolgt. In Deutschland zählt die Gemeinschaft mehr als 50.000 Mitglieder in rund 250 Gemeinden. In Erfurt sind es etwa 100 Mitglieder. Im Jahr 2013 erhielt die deutsche Ahmadiyya-Gemeinde als erste muslimische Gemeinschaft in Deutschland den Status einer Körperschaft öffentlichen Rechts.

Ahmadi-Muslim Malik ist ein demütiger Mann. Stolz ist seine Sache nicht. Zumindest will er die Empfindung nicht in Zusammenhang mit der Eröffnung der Moschee genannt wissen. Er sei dankbar, sagt er, für die Einweihung der Moschee, die „Erfüllung der Prophezeiung".

Jahrelang kämpfte Malik für die Moschee. Nicht nur Behörden, sondern auch Anwohner galt es zu überzeugen und Gegner zu beschwichtigen. Denn: Von Beginn an wurde gegen das muslimische Gotteshaus protestiert. Mehr noch: Malik und die übrigen Gemeindemitglieder wurden massiv angefeindet.

Seit der öffentlichen Ankündigung des Bauprojekts im Jahr 2016 wurde das Projekt auf breiter Front abgelehnt. So errichteten im Frühjahr 2017 Gegner auf dem Grundstück große Holzkreuze, später wurden sogar aufgespießte Schweinekadaver auf dem Baugelände abgelegt – gezielte Provokationen gegen das geplante islamische Gotteshaus. Immerhin: Die großen Kirchen distanzierten sich deutlich von diesen Aktionen und verurteilten sie scharf.

Neben solchen symbolträchtigen Bildern gab es auch persönliche Angriffe. Malik und andere Gemeindemitglieder berichten von Beschimpfungen und Bedrohungen. Im Vorfeld der Landtagswahl 2019 griff die AfD das Thema Moscheebau auf und nutzte es, um ihre Kritik an Einwanderung und am Islam zu verschärfen. „Suleman hat einiges auszuhalten gehabt", sagt Imam Kamal Ahmad. „Aber wir haben es geschafft. Unsere Moschee steht."

Vielleicht hat das auch mit Maliks Naturell zu tun: Der Moschee-Präsident begegnete Kritikern in der Stadt mit dem Leitsatz der Ahmadi-Muslime: „Liebe für alle, Hass für keinen." Es ist das Motto der Ahmadiyya Muslim Jamaat, einer der ältesten muslimischen Gemeinschaften in Deutschland, die das Streben nach Frieden und soziales Engagement in den Mittelpunkt stellt.

Geschafft: Suleman Malik, Sprecher der islamischen Ahmadiyya-Gemeinde in Erfurt, kniet …

… im Gebetsraum der Mahmud-Moschee im Erfurter Ortsteil Marbach.

„Man muss sich nur trauen reinzukommen."
Suleman Malik

„Ich habe sehr viel Hass erlebt", sagt Malik. Trotz Morddrohungen und Einschüchterungen folge er der Praxis des Propheten Mohammed. Der Muslim bezieht sich auf die Geschichte des Islams, wonach auch Mohammed vertrieben und seine Familienmitglieder ermordet worden seien. „Leid wurde ihm gegeben. Doch am Ende hat er allen vergeben", sagt Malik. Und weiter: „Allen, die mir das angetan haben, antworte ich: Liebe für alle, Hass für keinen." So wie es nun auch an der Hauswand der Moschee geschrieben steht.

Doch nicht nur mit hasserfüllten Gegnern der Moschee musste sich Malik während dieser sieben Jahre auseinandersetzen. Baufirmen zogen ihre Angebote aus Sicherheitsbedenken zurück. Einzelne Handwerksbetriebe zögerten, am Bau mitzuwirken, weil sie Druck oder Einschüchterungen befürchteten, manche sagten ganz ab. Behörden fanden immer wieder immer absurdere Auflagen, die es zu erfüllen galt. Malik schildert dies ruhig und ohne erkennbaren Groll. Sein ganzes Wesen wirkt beharrlich, tiefgläubig und konsequent friedfertig. Auch der mehrfache Verlust seiner Arbeitsstelle konnte den Muslim nicht dazu bewegen, sich Rachegelüsten hinzugeben.

Während des Genehmigungsverfahrens hieß es beispielsweise, dass auf dem Baugelände eine Hamsterpopulation lebe. Dies wurde zu einer weiteren Auflage, die den Baufortschritt verzögerte. Die Ahmadiyya-Gemeinde musste ein Gutachten in Auftrag geben. Im Raum stand eine mögliche Umsiedlung des Hamsters, damit die Moschee gebaut werden konnte. Die auf Hamsterfragen spezialisierte Firma aus Ostdeutschland fand – nichts.

Ein bezeichnendes Beispiel für seine Geduld im Umgang mit Menschen trug sich an einem der Informationsstände der Ahmadiyya-Gemeinde zu. Dort hätten ihn jahrelang AfD-Wähler provoziert. Durch Ruhe, erzählt Malik, Freundlichkeit und das Beantworten von Fragen erreichte er, dass diese ihre aggressive Haltung aufgaben und das Gespräch suchten. Zum Beweis zeigt er ein Video, in dem sich einer der Gegner mit ihm am Infostand unterhält. Der junge Mann legt die Hand auf Maliks Schulter und sagt: „Obwohl wir ihn triggern wollten, ist Suleman immer ruhig geblieben." Malik drückte seinen Kritikern immer wieder Flyer und Literatur in die Hand oder spendierte ihnen mal ein Mittagessen. „So schaffen wir Freundschaft", sagt Malik selbstbewusst. Der Gegner aus dem Video bedankt sich bei Malik und deutet an, am 3. Oktober beim Tag der offenen Moschee erneut Reis mit Malik essen zu wollen.

Der Moschee-Präsident sieht es als Erfolg seiner Bemühungen an, wenn Skeptiker bereit sind, sich mit den Positionen der Gemeinde auseinanderzusetzen. So erwähnt er beispielsweise auch, dass der Vorsitzende der islamkritischen Werteunion bei einem Besuch der Moschee Bücher über den Islam mitgenommen hat und bereit war, eine „Gegendarstellung" zu lesen.

Der Muslim spricht leise. Er ist vor vielen Jahren von Pakistan nach Deutschland geflohen, fand hier Arbeit und Freunde, zahlt Steuern. Und doch wurde ihm in den vergangenen Jahren immer wieder vermittelt, dass er nicht dazugehört. Immerzu wurden religiöse Unterschiede betont, statt – wie Malik es sich zumindest gewünscht hätte – über Gemeinsamkeiten zu sprechen. Die Moschee ist nun das, was ihm noch fehlte: „Als Muslim würde ich sagen, dass ich jetzt eine Heimat habe."

Dass er mehrfach bespuckt wurde, sieht er zwar als Verletzung und Diskriminierung an, sagt aber auch, dass er das nicht persönlich genommen habe: „Ich bin als Muslim bespuckt worden." Einer der Gründe, warum Malik solch stoische Ruhe ausstrahlt, dürfte seine Herkunft sein. Die Ahmadiyya-Muslime werden in Pakistan nicht nur diskriminiert, sondern auch getötet und ihre Gräber werden geschändet. „Wir sind anderes gewöhnt", resümiert Malik. Er sei nicht aus der Haut gefahren, als er angespuckt worden sei, sondern habe die Täter aufgefordert, die Ahmadiyya-Gemeinde kennenzulernen. Nach den Schilderungen des Moschee-Präsidenten wurde der Infostand nicht dichtgemacht, sondern einfach nach der Spuckattacke genauso wie vorher weiterbetrieben.

Thüringen gilt als eines der säkularsten Bundesländer Deutschlands. Viele Erfurter sind konfessionslos aufgewachsen; Religion spielt im Alltag kaum eine Rolle – weder das Christentum noch der Islam. Gleichzeitig prägen die Türme von Dom und Severikirche seit Jahrhunderten das Stadtbild und erinnern daran, wie stark die Geschichte der Stadt christlich geprägt ist.

Die beiden großen christlichen Kirchen verlieren seit Jahren kontinuierlich Mitglieder. Der Anteil von Protestanten und Katholiken an der Gesamtbevölkerung schrumpft spürbar. Anfang der 1990er-Jahre bekannten sich noch 32,2 Prozent der Thüringer zur evangelischen Kirche und 9,5 Prozent zur katholischen. Bis 2018 waren diese Werte deutlich gesunken – auf 20,8 Prozent beziehungsweise 7,6 Prozent.

Der Landesbischof der Evangelischen Kirche in Mitteldeutschland, Friedrich Kramer, durfte während seines Besuchs in der Mahmud-Moschee sein Kreuz anbehalten. Und das, obwohl das christliche Symbol die Gemeinde 2017 verletzt haben dürfte.

Malik zeigt erneut ein Video. Darin ist Kramer zu sehen. Der Geistliche sagt: „Die Ahmadis sind hochtolerant. Deswegen habe ich gedacht, es ist gut, wenn es Bilder gibt, wo ich mit Kreuz in der Moschee bin. Es ist gut zu zeigen, wir gehören zusammen, und dass jeder sein darf, wie er ist."

Auch Vertreter der jüdischen Landesgemeinde waren bei der Eröffnung der Moschee vor Ort. Ähnlich wie in anderen Ahmadiyya-Moscheen wirkt der Austausch zwischen den Religionen hier präsenter als in anderen muslimischen Communitys. Malik spricht gar von Freundschaften und einem Ort, an dem Missverständnisse und Vorurteile abgebaut werden können.

Ähnlich wie Kirchen seien Moscheen Gotteshäuser, die offen stünden. „Viele denken, die Schwelle ist hoch, aber sie ist sehr niedrig", sagt Malik. „Man muss sich nur trauen, reinzukommen." Männer und Frauen beten getrennt voneinander, Besucher müssen vor dem Betreten des Gebetsraums die Schuhe ausziehen. Aber wer es bis hierhin geschafft hat, den dürfte wohl auch das nicht mehr abschrecken.

Einen Muezzin, der in den meisten muslimischen Ländern vom Minarett zum Gebet aufruft, hat die Mahmud-Moschee aber nicht. Die Auflagen der Stadt verhindern das. Auch im abgelegenen Industriegebiet braucht es eine Genehmigung. Er soll nur innerhalb des Gotteshauses zu hören sein.

Immerhin: Das Minarett der Mahmud-Moschee fügt dem Erfurter Stadtbild eine neue Silhouette hinzu. Auch wenn das Gebäude nicht in der Altstadt, sondern am Stadtrand steht, wirkt es architektonisch wie ein Bruch – für manche eine Provokation, für andere ein stilles Zeichen: Der Islam gehört zu Ostdeutschland.

Ostdeutsche Allgemeine 27Feb-5Mar 2026

Elena Rauch

„Wir reden zu oft über unsere Unterschiede"

Nach viel Widerstand und langer Bauzeit wurde in Erfurt die Mahmud-Moschee eröffnet

Erfurt. Im acht Meter hohen Zierminarett flimmert ein Licht, im Gebetsraum empfängt die Ahmadiyya-Gemeinde die Gäste des Abends. Ein Gemeindemitglied rezitiert Koranverse, der Ahmadiyya-Bundesvorsitzende Abdullah Uwe Wagishauser spricht von einem Tag der Freude, bevor er die Anwesenden zu einem gemeinsamen stillen Gebet für den Frieden bittet.

Im November 2018 hatte er hier den symbolischen ersten Stein gelegt. Am Sonntag wurde sie offiziell eröffnet, die erste Moschee in den neuen Bundesländern außerhalb von Berlin mit Minarett und Kuppel. Ein eher bescheidenes Gotteshaus, rund 500 Quadratmeter, es gibt einen schlichten Gebetsraum, dessen Wände Tafeln mit Attributen Gottes zieren, eine Küche, eine Wohnung für den Imam. Die Kosten von 1,4 Millionen Euro hat die Gemeinde aus eigenen Spenden finanziert. Das Projekt war von Debatten und Protesten begleitet, darunter hasserfüllten Anfeindungen.

Religion sei auch ein Ausdruck von Heimat. Er freue sich, dass die Gemeinde hier Wurzeln geschlagen und Heimat gefunden habe, sagt Ministerpräsident Mario Voigt (CDU) in einer Videobotschaft. Etwa 100 Mitglieder zählt die Ahmadiyya-Gemeinde in Thüringen. Jetzt hätten sie ein Gotteshaus zum Beten, aber auch einen Begegnungsort für Gäste, sagt eine Frau, die seit über 20 Jahren in Erfurt lebt. „Wir reden zu oft über unsere Unterschiede", bemerkt sie, „dabei haben wir viel mehr Dinge, die uns verbinden." Gemeindesprecher Suleman Malik spricht von einem Haus, das Brücken bauen soll.

Blick auf das Minarett der Mahmud-Moschee im Erfurter Ortsteil Marbach

PAUL-PHILIPP BRAUN / DPA

Seine Gemeinde habe diesen Moscheebau von Anfang an unterstützt, erklärt der Vorsitzende der jüdischen Landesgemeinde, Reinhard Schramm. Jetzt freue er sich für die Ahmadiyya -Gemeinde, sie werde hier Frieden im Gebet haben, und die Räume auch für Begegnung nutzen. Das sei ein Weg, Wissen zu vermitteln und Vorurteile abzubauen, für Thüringen sei das gut. Er hoffe sehr, dass die Gemeinde dabei auf keine Probleme stoße, und wenn, sollte die Gesellschaft entschieden entgegentreten.

Davon spricht auch Bundestagsvizepräsident Bodo Ramelow (Linke), der als Ministerpräsident den Bau unterstützt hat. Er wünscht einen „kraftvollen Start in die Glaubensarbeit und dass dieser Ort nicht beschmiert, geschändet und diskriminiert wird". Wenn wir die Freiheit des Einzelnen nicht verteidigen, werde die Mehrheitsgesellschaft der Verlierer sein. „Liebe für alle, Hass für keinen": Das Credo der Ahmadis steht gut sichtbar an der Fassade der Erfurter Moschee. Proteste bleiben an diesem Abend bis auf einen einzelnen Demonstranten aus. Zu den etwa 120 geladenen Gästen gehören evangelische Landesbischof Friedrich Kramer und der katholische Erfurter Bischof Ulrich Neymeyr. Er freue sich, dass dieses Haus trotz aller Widerstände fertig geworden ist, sagt Neymeyr. Es sei wichtig, dass Menschen anderen Glaubens ihre Religion auch ausüben können. So wie er das auch für Christen in anderen Ländern wünsche und dass sie Kirchen bauen können.

„Mögen all die guten Worte dieses Abends jetzt ausgestaltet werden", wünscht sich der Imam der Gemeinde, Kamal Ahmad, am Ende der Feier. Dass die Mahmud-Moschee ein Ort werde, wo Menschen ihre Gemeinsamkeiten entdecken können. Am Sonntag gab es dafür schon Gelegenheit. Bis zum Nachmittag folgten etwa 600 Besucher der Einladung zum Tag der offenen Moschee, sagt Suleman Malik.

Thüringische Allgemeine 16.02.2026

رمضان المبارک میں منعقدہ افطار پروگرامز

مرتبہ: منور علی شاہد

رمضان المبارک کے دوران مختلف جماعتوں میں افطار پروگرامز منعقد ہوئے جن میں سے بعض جماعتوں کی جانب سے موصول شدہ رپورٹس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

اوفن باخ

بیت الجامع اوفن باخ میں رمضان کے دوران دو افطار پروگرام منعقد ہوئے جن میں اوسط حاضری 250 رہی۔ افطار اور کھانے کے بعد نماز عشاء اور تراویح ادا کی گئی۔

برلن

مسجد خدیجہ برلن میں ماہ رمضان کے دوران ہر جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے دن اجتماعی افطار اور کھانے کا اہتمام کیا جاتا رہا۔ اوسط حاضری 150 رہی۔ ان پروگرامز میں مختلف طبقاتِ فکر سے مہمان شامل ہوئے جن میں سیاست دان، سائنس دان، اساتذہ وغیرہ شامل تھے۔

ڈارمشٹڈ

14 مارچ کو مسجد نورالدین میں افطار پروگرام منعقد کیا گیا جس میں مختلف سیاسی جماعتوں کے پانچ ممبران نے شرکت کی۔ انہیں جماعت کے سماجی اور فلاحی کاموں کے علاوہ ڈارمشٹڈ میں جماعتی خدمات بارے آگاہی دی گئی۔ رمضان المبارک سے متعلق مہمانوں کے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔ مہمانان مسجد میں منعقدہ تعلق باللہ کے حوالہ سے پروگرام میں بھی شریک ہوئے۔

کاسل

مسجد محمود کاسل میں درس قرآن اور افطار کے کل چار پروگرام منعقد ہوئے جن میں مجموعی طور پر 615 احباب نے شرکت کی۔ مکرم ذیشان احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ درس قرآن دیتے رہے جس کے بعد اجتماعی افطار کیا گیا اور نماز مغرب ادا کی جاتی رہی۔ کھانے کے بعد نمازِ عشاء اور تراویح ادا کی جاتی رہی جس کی امامت کرنے کی سعادت عزیزم حافظ جاذب احمد صاحب کو ملی۔ جملہ پروگراموں میں مکرم حافظ رشید احمد صاحب اور ضیافت کی ٹیم کو خدمت کا موقع ملا نیز محترم طاہر احمد مظفر صاحب نے افطار کے لئے مالی اعانت کی توفیق پائی۔

ریڈشٹڈ

لوکل امارت ریڈشٹڈ کو رمضان میں نو افطار پروگرام مختلف موضوعات کے ساتھ منعقد کرانے کی توفیق ملی۔ اوسط حاضری 250 رہی۔ 21 فروری کو معجزات القرآن کے متعلق ایک پریزنٹیشن پیش کی گئی جس کا اہتمام مکرم اسامہ احمد صاحب اور مکرم اویس احمد ملک صاحب مربی سلسلہ ریڈشٹڈ نے کیا تھا۔ 22 فروری کو جلسہ یوم مصلح موعود منعقد ہوا۔ 27 فروری کو مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں مکرم عدیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ نے سوالات کے جوابات دیئے۔ 28 فروری کو خلافت کی برکات کے موضوع پر مکرم اطہر زبیر صاحب چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ جرمنی احباب سے مخاطب ہوئے۔ 6 مارچ کو مکرم طارق احمد ظفر صاحب استاد جامعہ احمدیہ نے اسلامی عبادات کے موضوع پر اظہارخیال کیا۔ 7 مارچ کو مکرم امیر صاحب جرمنی کے ساتھ خصوصی نشست منعقد ہوئی۔ 8 مارچ کو ہستی باری تعالیٰ کے عنوان پر مکرم حسنات احمد صاحب واقف زندگی شعبہ تصنیف نے حاضرین سے خطاب کیا۔ 13 مارچ کو ایک حمدیہ محفل منعقد ہوئی جس میں مکرم طاہر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت نے شاملین سے خطاب کیا۔ 15 مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود منایا گیا جس میں مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مشنری انچارج جرمنی نے شرکت کی۔

کولون

بیت النصر کولون میں افطار پروگرام کا اہتمام 18 مارچ کو کیا گیا جس میں چالیس مہمانوں نے شرکت کی۔ مکرم فصیح الدین صاحب سیکرٹری امور خارجہ نے ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دیئے۔ تلاوت کے بعد مرکزی شعبہ تبلیغ کی تیار کردہ ویڈیو مہمانوں کو دکھائی گئی جس میں جماعت احمدیہ جرمنی کی خدمات کو دکھایا گیا تھا۔ مکرم شکیل احمد عمر صاحب مربی سلسلہ کولون نے رمضان کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ افطار کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی جس کے بعد سب مہمانوں نے کھانے میں شرکت کی۔

وٹلش

مسجد بیت الحمد وٹلش میں جرمن مہمانوں کے ساتھ افطار پروگرام 18 مارچ کو منعقد ہوا جس میں 22 مہمانوں نے شرکت کی۔ ان میں Traben Trarbach کے برگرماسٹر اور صوبائی اسمبلی کے ایک ممبر بھی شامل تھے۔ تلاوت اور ترجمہ کے بعد مہمانان نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ رمضان کے بارے میں ایک تعارفی تقریر مکرم ذیشان محمود صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا جس کے بعد اجتماعی افطاری کی گئی اور نماز مغرب ادا کی گئی۔ بعد از نماز کھانا کھایا گیا۔

Bad Soden

رمضان میں افطار کے آٹھ اجتماعی پروگرام منعقد ہوئے جن میں مکرم حمزہ احمد صاحب مربی سلسلہ مختلف تربیتی امور پر اظہارخیال کرتے رہے۔ افطار کی تیاری کے لئے سیکرٹری صاحب ضیافت اور ان کی ٹیم نے خدمت کی توفیق پائی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم راناسعید محمد صاحب

خاکسار کے والد مکرم راناسعید محمد صاحب ابن حضرت مستری دین محمد صاحبؓ (یکے از 313 اصحاب حضرت مسیح موعودؑ) 20 فروری 2026ء کو ہنوور میں بعمر 90 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 3 مارچ 1935ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ 1988ء میں آپ نے پاکستان سے جرمنی ہجرت کی۔ آپ جماعتی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور ایک طویل عرصے تک سیکرٹری مال کی ذمہ داری نہایت اخلاص سے ادا کرتے رہے۔ آپ کو خلافت سے بہت محبت اور جماعت سے گہرا تعلق تھا۔ ہمیشہ اپنی اولاد کو خلافت سے وابستہ رہنے کی نصیحت کرتے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور ضرورت مندوں کی مدد کے لیے ہمیشہ تیار رہتے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے مکرم راناعرفان محمود صاحب، مکرم رانارضوان محمود صاحب اور خاکسار اور ایک بیٹی محترمہ منیرہ امتیاز صاحبہ یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 26 فروری کو بیت السمیع ہنوور میں مکرم جواد احمد صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی جس کے بعد Friedhof Stöcken ہنوور میں تدفین ہوئی۔

(رانا عمران محمود، ہنوور)

مکرم دانش احمد صاحب

مکرم دانش احمد صاحب ابن مکرم عزیز احمد صاحب (Bad Soden) مؤرخہ 17 مارچ 2026ء کو بعمر 36 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم پیدائشی احمدی تھے اور 2014ء سے جرمنی میں مقیم تھے۔ آپ کو مقامی مجلس خدام الاحمدیہ میں خدمت کا موقع ملتا رہا۔ نیز مختلف جماعتی پروگرامز میں ڈیوٹی دینے کی توفیق ملتی رہی۔ آپ موصی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ قبرستان Liederbach میں ادا کی گئی اور وہیں تدفین ہوئی۔ (طارق احمد، Hofheim)

مکرم بشیر احمد امینی صاحب

مکرم بشیر احمد امینی صاحب ابن مکرم رانا عمر دین صاحب (حلقہ گریس ہائیم فرانکفرٹ) 30 مارچ 2026ء کو بعمر 85 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق راولپنڈی سے تھا۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا مکرم نظام الدین صاحب اور نانا مکرم سیٹھ محمد اسماعیل امینی صاحب کے ذریعے ہوا جنہوں نے 1907ء میں بیعت کی۔ آپ 1962ء میں جرمنی آئے تھے جس کے کچھ عرصہ بعد انگلینڈ منتقل ہو گئے۔ 1976ء میں دوبارہ جرمنی آ گئے۔ آپ کو مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ خصوصاً شعبہ اشاعت میں بڑی ذمہ داری سے خدمت سرانجام دی۔ آپ کو اپنے والدین کی جانب سے سیرالیون میں دو مساجد مع مربی ہاؤس تعمیر کروانے اور واٹر پمپ لگوانے کی توفیق ملی۔ اسی طرح برکینافاسو میں تعمیر ہونے والے مسرور آئی انسٹیٹیوٹ میں بھی نمایاں مالی قربانی کی توفیق ملی۔

آپ موصی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اپنی بیٹی محترمہ نصیرہ طارق صاحبہ اہلیہ مکرم رانا طارق محمود صاحب (حلقہ فرانکفرٹ بیرگ) کے علاوہ تین بھائی مکرم رانا محمد سرور صاحب، مکرم رانا منیرالدین صاحب اور خاکسار اور ایک بہن مکرمہ ناصرہ افتخار صاحبہ (انگلینڈ) یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ یکم اپریل کو بعد نماز عصر بیت السبوح میں ادا کی گئی۔ بعدازاں تدفین کے لیے ربوہ لے جایا گیا جہاں بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہوئی۔

(رانا حمیدالدین، فرانکفرٹ)

مکرمہ مسرّت جہاں بخاری صاحبہ

مکرمہ مسرّت جہاں بخاری صاحبہ اہلیہ مکرم سید مبشر احمد بخاری صاحب مرحوم (حلقہ ایشرزہائم فرانکفرٹ) مورخہ 31 مارچ 2026ء کو بعمر 79 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے والد محترم چوہدری محمد اشرف صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر فرقان فورس میں شمولیت اختیار کی اور کشمیر کے محاذ پر لڑتے ہوئے شہادت کا رتبہ پایا۔ آپ کی والدہ محترمہ لیلیٰ بیگم صاحبہ کو اوائل بچپن میں ہی حضرت مسیح موعودؑ کی چھوٹی صاحبزادی حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے گھر میں رہنے کا نادر موقع میسر آیا۔ اُنہوں نے ہی آپ کی شادی کا بندوبست کیا اور نکاح کے وقت حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) ولی مقرر ہوئے۔ آپ حضرت حکیم سید پیر احمد صاحبؓ آف سیالکوٹ صحابی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بہو تھیں۔ آپ نے بطور صدر لجنہ سیالکوٹ شہر خدمت کی توفیق پائی۔ 1997ء میں جرمنی آ گئیں اور یہاں بھی آپ کو خدمت کی توفیق ملتی رہی۔

آپ کے پسماندگان میں بڑے بیٹے مکرم سید مظفر احمد صاحب (حلقہ ایشرزہائم) ہیں جبکہ ایک بیٹا سکاٹ لینڈ میں اور ایک بیٹی انگلینڈ میں مقیم ہے۔ آپ کی نماز جنازہ 3 اپریل کو بعد نماز جمعہ بیت السبوح میں ادا کی گئی اور 7 اپریل کو Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین ہوئی۔

(عرفان احمد خان، فرانکفرٹ)

مکرم کفایت اللہ لودھی صاحب

مکرم کفایت اللہ لودھی صاحب یکم اپریل 2026ء کو بعمر 86 سال لندن میں وفات پا گئے،

اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ جرمنی کے شہر ہاناؤ کے قریب گاؤں Neuberg میں گزرا۔ آپ ملتان کے رہنے والے تھے اور اور 1960ء کی دہائی کے آخری سالوں میں پہلے انگلستان آئے اور پھر 1973ء میں فرانکفرٹ جرمنی آ گئے۔ فرانکفرٹ کے جس سٹوڈنٹ ہوسٹل واقع Uhlandstr میں آپ نے رہائش اختیار کی وہاں پہلے سے دو احمدی مکرم شاہد جنجوعہ صاحب اور مکرم بشارت احمد ناصر صاحب رہائش رکھتے تھے۔ دیگر پاکستانی دوست بھی وہاں تھے۔ مکرم لودھی صاحب نے احمدیوں کا نمونہ دیکھتے ہوئے بیعت کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر آخری سانس تک

احمدیت پر مضبوطی سے قائم رہے۔ سگے بھائیوں اور دیگر افرادِ خاندان کی مخالفت کا آپ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ملتان میں موجود خاندانی جائیداد اور وہ جائیداد جو مکرم لودھی صاحب نے اپنے والدین کو بنا کر دی اس سے محروم کر دیا گیا۔ آپ نے احمدیت کی خاطر اس قربانی کو بخوشی قبول کیا۔ آپ غریبوں پر بے دریغ خرچ کرتے اور جماعتی چندہ میں اولین میں شمار کئے جاتے۔ صدسالہ جوبلی فنڈ میں آپ نے دس ہزار جرمن مارک ادا کیے۔ آپ کی جرمن بیگم کی وفات اور اولاد نہ ہونے کی وجہ سے 2016ء میں واپس انگلستان تشریف لے گئے اور سنٹرل لندن میں رہائش اختیار کی۔ 2017ء میں مکرم لودھی صاحب نے خاکسار کے ہمراہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اپنا سرمایہ جماعت کے نام کرنے کی خواہش کا اظہار فرمایا جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ''جب تک خدا نے زندگی دی ہے آپ اپنا بڑھاپا آرام سے گزاریں۔ بعد کے لئے وصیت کر جائیں''۔ چنانچہ وکیل کی معرفت یہ کاغذات تیار کروالئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مکرم لودھی صاحب کو وصیت کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی اور اپنی تدفین کا خرچ مبلغ سات ہزار پاؤنڈ اپنی زندگی میں ادا کر دیا۔

آپ کی نماز جنازہ 11 اپریل کو اسلام آباد ٹلفورڈ میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پڑھائی۔ جنازہ سے قبل جو نوٹ پڑھا گیا اس میں بتایا گیا کہ مرحوم نے چھیاسی ہزار پاؤنڈ مسجد بیت الفتوح اور دو لاکھ پاؤنڈ لندن ایسٹ کی مسجد کے لئے اپنی زندگی میں ادا کیے۔

مرحوم کو اسلام آباد کے قریب جماعتی قبرستان میں قطعہ موصیان میں سپرد خاک کیا گیا۔ تدفین کے تمام تر انتظامات مکرم نثار آرچرڈ صاحب سیکرٹری تربیت یوکے جماعت کی نگرانی میں کئے گئے۔ (عرفان احمد خان، فرانکفرٹ)

مکرم عدنان احمد نواز صاحب

مکرم عدنان احمد نواز صاحب ابن مکرم محمد نواز صاحب حلقہ بیت السبوح نورڈ مورخہ 7 اپریل 2026ء کو بعمر 37 سال وفات پاگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم تحریک وقفِ نو میں شامل تھے۔ خوش اخلاق اور صابر و شاکر شخصیت کے مالک تھے۔ سب سے بہت عزّت واحترام سے پیش آتے۔ والدین کے ساتھ کاموں میں ہمیشہ ہاتھ بٹاتے۔ اپنے بہن بھائیوں کا بہت احساس کرنے والے تھے۔ وقارِ عمل کے لیے جب بھی بلایا جاتا تو بہت شوق سے شامل ہوتے۔

مرحوم نے لواحقین میں والدین کے علاوہ دو بھائی مکرم عرفان احمد نواز صاحب اور مکرم سلمان احمد نواز صاحب اور دو بہنیں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 15 اپریل کو بیت السبوح میں ادا کی گئی اور اگلے روز قبرستان Südfriedhof میں تدفین ہوئی۔

محترمہ شمیم اختر منہاس صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ شمیم اختر منہاس صاحبہ 20 اپریل 2026ء کو بعمر 77 سال وفات پا گئیں،

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ کا تعلق چک 166 مراد، ضلع بہاولنگر (پاکستان) سے تھا اور 1989ء سے جرمنی میں مقیم تھیں۔ آپ مکرم میجر بشیر احمد طارق صاحب کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔ بہت نیک سیرت، باوقار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نمایاں مالی قربانی کرنے والی، غریب پرور اور خلافت سے بہت عقیدت کا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحومہ موصیہ تھیں۔ سوگواران میں خاکسار کے علاوہ دو بیٹے، مکرم منصور احمد منہاس صاحب اور مکرم مسرور احمد منہاس صاحب اور ایک بیٹی مکرمہ راشدہ منہاس صاحبہ شامل ہیں جو سب Altenstadt میں مقیم ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 22 اپریل کو بعد نماز عصر بیت السبوح میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں تدفین کے لیے ربوہ لے جایا گیا جہاں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

(مبشر منہاس، Altenstadt)

اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

کاسل میں قرآن سیمینار کا انعقاد

19 اپریل کو محمود مسجد کاسل میں قرآن سیمینار کا انعقاد ہوا جس میں مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی مہمان خصوصی تھے۔ سیمینار کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو ایک ترک احمدی مکرم حسن حسین اوڈاباسی صاحب نے کی، تلاوت کا جرمن ترجمہ مکرم محمد بلال بھٹی صاحب اور اردو ترجمہ مکرم قیصر محمود صاحب نے پڑھا۔ مکرم شکیل احمد بابر صاحب کی پڑھی گئی نظم کا جرمن ترجمہ مکرم سلیمان امینی صاحب نے پڑھا۔ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی نے قرآن پاک کے حوالے سے احباب جماعت سے خطاب کیا۔ دعا کے ساتھ سیمینار اختتام پذیر ہوا جس کے بعد شاملین کی تواضع ریفریشمنٹ سے کی گئی۔ کل حاضری 67 رہی۔

مائنز میں یوم صفائی

صوبہ رائن لینڈ فالس کے شہر مائنز کی انتظامیہ کی جانب سے گزشتہ 25 سالوں سے زائد عرصہ سے یومِ صفائی منایا جا رہا ہے۔ امسال 14 مارچ کو یہ دن منایا گیا جس میں اللہ کے فضل سے جماعت Mainz Nord اور Mainz-Süd نے بھرپور شرکت کی۔ وقارعمل صبح دس بجے شروع ہوا اور ساڑھے بارہ بجے اختتام پذیر ہوا جس میں تقریباً 70 خدام، اطفال اور انصار نے حصہ لیا۔

شہر کے اوبر برگر ماسٹر Herr Nino Hase بھی شامل ہوئے اور صفائی کے عمل میں ساتھ ساتھ رہے۔ صفائی Bruchwegstadion کے علاقے میں کی گئی۔ اختتام پر اوبر برگر ماسٹر کے ہمراہ گروپ فوٹو بھی بنائے گئے۔ (منور علی شاہد، نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی)

نئی صدی کا عظیم عہد

از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی مؤرخہ 27 مئی 2008ء

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 27 | ISSUE 5 | MAY 2026

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de